

99600





# قرآن السعیدین

من تصنیفات جناب فاضل اجل و عالم بے بدل حضرت  
مولانا و مقتدا مولوی خواجہ شیخ عابد حسین صاحب انصاری  
زاد فضلکرم ہے۔ اس رسالہ میں تمام واقعات و حالات جناب

مولانا حضرت محمد مصطفیٰ اعنی حضرت فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا

مندرج ہیں

بنابر اں

بخدمت حضرت اہل سنت والجماعت کے گزارش ہے کہ کوئی

صاحب الجماعت اس کتاب کو ملاحظہ نہ فرمائیں +

دہلی کے یوسفی مطبع میں بہار شام نشی سید علی حسین صاحب

مالک مطبع کے چھپا

SALAR JUNG  
(Oriental)  
URDU PRINT

Accession No. 9.8  
Subject



## مختصر

| صفحہ | صفحہ | خط              | صحیح                   | خط              | صحیح               |
|------|------|-----------------|------------------------|-----------------|--------------------|
| ۱۱   | ۱۰   | مقصود           | زہرا                   | لبن             | لبن                |
| ۱۲   | ۶    | رسولوں          | رسول                   | الی             | تجربہ الی          |
| ۱۳   | ۱۹   | ادنی            | ادنی اسند              | کے زرہ          | کی لڑائی اور اس کے |
| ۱۴   | ۵    | اکباب           | استجاب                 | بیس             | تیس                |
| ۱۵   | ۱۲   | بروین           | تیرین                  | الصدق           | الصدق              |
| ۱۶   | ۹    | شریف            | سین شریف               | بیاد            | پہلے بیاد          |
| ۱۷   | ۸    | رت              | رفت                    | الحرف           | الحرف              |
| ۱۸   | ۱۵   | دن بک           | دن بک                  | بہی             | بہی                |
| ۱۹   | ۱۳   | اصل             | مقل                    | لک              | لک                 |
| ۲۰   | ۱۶   | گئے             | جان گئے                | معیت            | معیت               |
| ۲۱   | ۹    | حسب             | سبب                    | طیبت آئیں       | تیشی لائیں         |
| ۲۲   | ۷    | حسب میری بہت کا | سبب خدا کا             | کیا             | کا                 |
| ۲۳   | ۸    | کہی تو حاجت     | کہی تو حاجت            | مکان            | مکان               |
| ۲۴   | ۶    | الکفر           | الکفر                  | خیال            | حیا                |
| ۲۵   | ۱۵   | روایت           | ولایت                  | تواور           | اوردواور           |
| ۲۶   | ۱۳   | کس سے           | کس سے کس کو            | متم             | متم میں نے         |
| ۲۷   | ۶    | بخشنے           | بخشنے والے             | باقی دریافت طلب | باقی ہم            |
| ۲۸   | ۱۳   | مادی دنی        | راوی نے                | استود کم        | استود کم           |
| ۲۹   | ۱۵   | علم             | علم شکر                | یکائیل          | یکائیل ہی          |
| ۳۰   | ۱۲   | سراسر           | سراسر                  | رضوان           | رضوان السز         |
| ۳۱   | ۹    | زنگ             | زنگ بزرگ               | یخنا            | یخنا               |
| ۳۲   | ۱۳   | کردنگا          | کردنگا اور بیان کردنگا | اللہ            | اللہ               |
| ۳۳   | ۱۶   | چھپر            | چھپر                   | وجہ             | وجہ                |

خُنْ بِقَصِّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ

السَّعْدِ  
فَرَانِ

بَطَّعَ يَوْمَهُ لِيَا هُمَ سَيِّدِ حُسَيْنِ  
سَعْدِ دُرِّ بَاهِ عَلَيْهِ طَعْنُ

# يَا فِتَاحُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا  
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا الَّذِي أَصْلَفَ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدًا  
بَرِيئًا وَخَيْرَ خَلْقٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدًا وَأَرْتَضَى  
صِبْغًا وَصِهْرًا سَيِّدَ الْأَوْصِيَاءِ يَعْسُوبَ الدِّينِ أَسَدَهُ وَأَسَدَ  
رَسُولِهِ مظهرَ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ غَالِبَ كُلِّ غَالِبٍ إِبْرَاهِيمَ  
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِمَامَ الْمُتَّقِينَ عَلِيًّا وَخَصَّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِرُوحِ الْبَتُولِ  
بَضْعَةَ الرَّسُولِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
الْأَخْرَجَ مِنَ الْأَنْسِيَّةِ الْحَوْدَاءِ الْعَذْرَاءَ الْمُحَدَّثَةَ الْمَعْصُومَةَ  
الطَّاهِرَةَ الزَّكِيَّةَ الرَّاضِيَةَ الْمُضِيَّةَ الْمُبْلَاةَ الصِّدِّيقَةَ الْكُبْرَى الْفَاتِمَةَ

الزَّهْرَاءُ السَّيِّدَةُ الْبُحْبُوبَةُ الشَّرِيفَةُ الْكَرِيمَةُ الْعَفِيفَةُ الْعَقِيلَةُ  
 الْفَاضِلَةُ الْكَامِلَةُ الْعَالِمَةُ الْعَامِلَةُ الصَّابِرَةُ الشَّاحِرَةُ الذَّاكِرَةُ مِنْ آلِ طَاهٍ وَلِيٍّ  
 أُمِّ الْأُمَمَةِ الْجُبَّاءِ الْأَمْنَاءِ الْأَزْكِيَاءِ النَّقَبَاءِ الْأَتْقِيَاءِ الْعُلَمَاءِ  
 الْفُضَّلَاءِ الْكُمَّلَاءِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهَادِيَّتِ  
 الْمُهْدِيَّتِ الطَّاهِرِينَ الْمُعْصُومِينَ الْأَكْرَمِينَ  
 الْأَرْشَدِينَ الْمُكْرَمِينَ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهَا وَعَلَى آبِهَا وَعَلَى  
 بَنِيهَا وَذُرِّيَّتِهَا كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ  
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ  
 رَبَّنَا وَحَشَرْنَا فِي زُمُرَةٍ شَيْعَتِهَا وَمَوَّالِيهَا وَمُحِبِّينَهَا  
 لَنَبَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةٌ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ  
**آمَّا بَعْدُ** بندہ گنہ گار اسید وار رحمت حضرت باری خشین حسین کا بیٹا یوسف کا باب  
 عابد حسین سہارنپوری انصاری خزر جی بخاری ابی سالاری دوستان اہلبیت نبوت کی حد  
 بابرکت میں التماس کرتا ہے کہ آدمی کا دل خدا نے آئینہ بنا لیا ہے عقیدہ کی صفائی اور  
 ایمان کے نور سے اس کی روشنی ہے اور معرفت بغیر عقیدہ کے صفائی شکل ہے جہالت  
 کی تیرگی سے دوسو سو کی جہانیاں جب پڑنے لگتی ہیں تو رفتہ رفتہ ایسا بے نور ہو جاتا ہے  
 کہ حق و ناحق کی تمیز نہیں کر سکتا یہ مضمون بہت صاف اور شفاف ہے ہر گنگن کو آری  
 کیا ہے اہلبیت کا جو منکر ہوا ہے جہالت اور لاعلمی سے ہوا ہے پس یونین کو لازم ہے۔  
 کہ ذکر محمد و آل محمد سے غافل نہوں ہر دم مناقب کا چرچا کہیں جہالت ہو اس اکثر عظم  
 کو فہرت دین فضائل کی سیر سے آنکھوں کو نور و لکھو سرور ملتا ہے شک اور شبہ دور رہتا  
 ناخواند آدمی ہی شیاطین جن و انس کے ہند ہیں پہلو کہ نہیں پہنستا اس نعمت

کی بدولت بموقوف سامیہ قوف بھی اپنے عقیدہ پر راسخ دم اور ثابت قدم رہتا ہے اس  
 ذکر خیر سے دل کو جلا ہوتی ہے قلب سیاہ تک متنور ہو جاتا ہے حق نظر آنے لگتا ہے فضائل  
 کیا ہیں گویا دل کی حقیقت اور جلال ہیں یونہی تو اہلیت کے سب فضائل ایسے ہی ہیں جن سے قلب کو  
 طراوت اور روح کو تحریرت ایمان کو قوت ہوتی ہے مگر حضرت خاتون جنت کی شادیکہ حال تو  
 خاص کر کے عجب مضمون لطیف اور فضیلت شریف ہے بہت سے فائن دین اور دنیا کے اس سے  
 اور بھی حاصل ہوتے ہیں ادنیٰ سی یہ بات ہے کہ ہندوانی اور مسلمانی دستور و نکاح فرق ظاہر ہوتا ہے  
 اپنے پیشواؤں کی بات چیت اپنے آباد اجداد کی رسم ریت معلوم ہوتی ہے ان خاصانِ خدا کا حال  
 دیکھ کر قدرتِ خدا نظر آتی ہے اور ثواب کی یہ کثرت ہے کہ آدمی کو خوشی کے اسے شاد و مریگ  
 ہو جاوے تو عجب نہیں چونکہ ہندی زبان میں شرح اور فصل یہ ذکر دیکھنے میں نہیں آیا فارسی کا  
 ہر ایک کو مایہ نہیں عربی کا سمجھنا کچھ اس نظر سے کتابِ تجارتِ الارواح سے بندہ اس کو اپنے ملک  
 کی ملیں بول چال میں شہدہ بارہ سو ستائیس ہجری میں ترتیب دیا اور قرآن السعدین فی  
 رواج السیدین ابی الحسن و اقام الحسین نام رکھا کتاب مذکور میں جناب محی مریم  
 دین و ملت مرحومی علامہ نجفی نے اللہ کے اوپر سونہار رحمت اس حاکم کو شیعہ و سنی کے معتبر کیا ہونے  
 بروایت مختلف و اسناد چند در چند نقل کیا ہے مگر راقم نے فائدہ عام اور اختصار کی نظر سے  
 اسناد چھوڑ کر سلسلہ وار اپنے حوصلہ کے موافق شیر و شکر کنج جمع کیا اور مناسبت مقام سے  
 روایت مناقب کو زینب عنوان بلکہ اصل بیان گردانا یہ روایت مفصل اور مسلسل جامع اقوال  
 اور حاوی اغلب احوال ہے باقی روایات اس کی تائید و تفسیر ہیں اسی طرز و لپیدیر سے اس روایت  
 کے صنف کا جبر نقصان بھی ہو جاوے گا اور من باب المقدّمہ ولادت با سعادت کا بیان زینب  
 عنوان کیا اور اختلاف تاریخ اور کسیت سن شریف سے اس بیان کو فروج بنایا اور جا بجا  
 فوائد کے پہلوؤں سے دامن بیان کو بہر دیا ہے مخالفین کی روایت کا ذکر اس نظر سے

کیا ہے کہ الفضل فاشکات بہ الاحکام فی فضیلت وہی ہے جو

دوست تو دوست دشمن کے منہ پر آ جاوے تاہم معنوں ضعیف اور خلاف مشہور کی طرف اکثر جگہ اشارہ کر دیا اور ربط کلام کی نظر سے کہیں طول کہیں اختصار آتا کہ معلوم ہو کہ کہاویا اور سمجھنے میں وقت نہواثاء اللہ سب مرد عورت عبارت کی سادگی سے بہت لطف اٹھاویں گے معنوں کی رنگینی سے آنکھیں روشن اور دل لوزانی ہو جاویں گے یہ دیدہ ریزی اور جانفشانی رایگاں بخائیگی مقبول خاص و عام ہوگی ہر کس ناکس کو بہائیگی بیاہ شادی میں راگ ناچ کے بدلے اگر اس نعم البدل کو پڑھا کرینگے تو دوسرہ مزہ دیگا ہم خزاو ہم ثواب منقبت کی منقبت اور دلچسپ قصہ کا لطف ملیگا سورہ یوسف تو نہیں ہے پر حسن نقص ہوں یہی کلام نہیں اور اپنی خوشی کے عالم میں ان کی خوشی کا تذکرہ نور علی نور ہے اور نصیبت کے وقت پڑھینگے تو کہہ درو اور غم و غصہ رنج و ملال یک لحنت کا نور ہوگا عوض سمجھ والی کو سب کچھ اور نادان کو قصہ

کہانی ہے نہیں اللہ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ کچھ ہمیدہ لوگ زمرہ موالیاں اہلیت میں داخل ہوں راہ رست پر مائل ہوں اس شمع الہی کی روشنی میں دل کی اندھے چاہ صلت سے بچیں نیک و بد کی تمیز حق و باطل کا امتیاز حاصل ہو بھلے بُری کو جانیں نیک و بد کو پہچانیں نشیب و فراز کو سمجھیں دوست دشمن میں فرق کریں اور مومن مسلمان بیاہ شادی وغیرہ میں صراط المستقیم ڈکیں بدعت کو چھڑیں سنت پر چلیں ثواب کے علاوہ نیک چلنی اور عاقبت اندیشی کی توفیق ملے خاتمہ بخیر ہو سب کے ذیل میں یہ گہنگار سیہ کار بھی رنگا ہوا آخرت میں ذلیل نہ ہو سوائے محشر سے بچے آل عبا کے مداحوں میں ہمتا رہو محمد

وآل محمد کی طفیل سے ناجی ہو جاوے دنیا میں محبت ملے اور نفس بارہ کے ماتے سے  
امان پائے مولف یدایہ الدعاء من انوار علیہ فلا یجتاز بالش  
البطون اب ناظرین تا مین سے یہ التماس سے کہ میں کوئی مجتہد محدث



عالم و فاضل نہیں ہوں اور ادنیٰ طالب علم ہوں جو کلمہ علما کی تحریر کے خلاف ہو وہ میری  
خطا ہے معاف ہو فکر ہر کس بقدر محنت اوست۔ ہاں کسی سند میں بحث ہو تو جلد عاشقہ بکار  
نکریں بجی اصل سے نقل کو مطابق کر لیجے حق گوئی اور خیر خواہی کے صلہ میں دعا و خیر سے  
یاد کیجئے تو بڑی قدر دانی ہے اور ترجمہ کی غلطی کو اصلاح دیجیے تو عین مہربانی ہے  
اب یہاں سے مقصود کہ طیف جوع کرتا ہوں یتیمان کا آیہ قرآن سے شروع کرتا ہوں و بے نیتین

## اِنَّكَ اَفْضَلُ الْاَتْلَافِ نَوْرًا لِّعَمَّا

هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلًا مِّنْ سَائِبِ وَكَمَّاءٍ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

یعنی خدا وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو بنایا پھر اس کو نسبت اور سبب گردانا اور ہر رب تیرا قدرت والا  
راویاں شیریں بیاں و ناقلاں شگفتہ بیاں خاکیاں سیر و غار و علمائی اخبار اخبار صحا کبار  
والمہ الہمار نے رسول مختار سے صفحہ بیان پر لوک زبان سوا سطر چہرہ رنگ تحریر جمایا ہے کہ اس آیت  
مبارکہ میں پختن پاک محدود لولاک کا ذکر ہے بشر سے رسول اللہ مراد ہیں اور فاطمہ و حسن  
نسب یعنی اولاد میں اور علی صہر یعنی داماد ہیں اور قدیر امین مہنور قائم آل محمد کی طرف اشارہ  
ہے اور ابن عباس سے یوں نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے ایک قطرہ نورانی مکنون  
مسطور ایجاد کیا اور اس کو صلب آدم میں قائم کیا پریشیت آدم سے صلب شیت میں اور جگرہ دی  
اور شیت کی صلب سے انوش کی نشیت میں آگیا پھر قنیاں کی نشیت میں آیا اس طرح اصلاہ  
کرام اور طرات ارجام میں گذرنا ہو جبکہ خدا عبد المطلب کے صلب طیب  
میں پہونچا یعنی جس صلب میں رہا اور جس شکم میں ٹہرا کوئی او نہیں مشرک اور بت پرست  
نہ تھا اور نہ شکم میں بذریعہ حلال منتقل ہوا عبد المطلب تک آیا۔ پس خداوند اس قطرہ نور کو  
دو حصہ کر دیا ایک حصہ نو حضرت عبد اللہ علیہ الرحمہ کی صلب اقدس میں فرار پایا اور دوسرے

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی صلب مبارک میں آیا پس اس سلالہ سے حضرت عیدہ  
 سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا اور جناب ابوطالب سے حضرت علی رضی  
 اللہ عنہ ولادت پائی پس زیدؑ کی طرح کیا خدا نے فاطمہ بنت محمد کو علی ابن ابیطالب سے پس علی  
 محمد سے ہے اور محمد علی سے ہے اور حسن حسین اور فاطمہ نسب میں اور علی سبب میں صلی علی  
 کیا نور کا نور سے پیوند ہوا ہے ابتدا اس نور کی آدم و حوا سے بہت پہلے ہو چکی تھی ذیقین  
 نے نفل کیا ہے جب اللہ برتری آدم و حوا کو خلق کیا تو وہ دونوں نازاں نازاں باغ بہشت  
 میں سیر کرتے پھرتے تھے آدم و حوا سے کہا خدا نے کوئی مخلوق ہم سے اعلیٰ ایجاد نہیں کیا  
 فوراً جل و علا فی جبریل کو حکم کیا کہ میرے ان دونوں بندوں کو فردوس بریں میں لیجا  
 حضرت آدم اور حوا داخل فردوس اعلیٰ ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں ایک شبیہ کسی صاحبزادے کی  
 وہاں ایک تخت پر جلوہ گر ہے اس کے سر پر نور کا تلج ہے اور دونوں کانوں میں نور کے  
 بندے لٹکتے ہیں تمام حبت اونکے چہرہ کے نور سے متور ہے چار طرف وہ نور جلوہ گر ہے  
 آدم نے پوچھا اے میرے حبیب اے جبریل یہ کسکی صورت ہے جسکے حسن و جمال سے  
 ساری بہشت کو جگمگات لگی ہے وہ بولایا فاطمہ ہے دختر محمد رسول اللہ کے جو ہمنا  
 اولاد سے آخری زمانہ میں پیدا ہونگے آدم نے پوچھا یہ تاج جو اسکے سر پر رکھا ہے کیسا ہے  
 جبریل نے کہا یہ اسکے شوہر علی کی جانب اشارہ ہے پھر آدم نے پوچھا یہ گوشوارہ دونوں  
 کانوں میں پڑے ہیں انسی کیا مطلب ہے اسنو جواب دیا یہ حسن حسین اسکے دونوں فرزند نور  
 ہیں پھر آدم نے پوچھا اے حبیب میرے جبریل کیا یہ مجھے پہلے پیدا ہو چکے ہیں جبریل نے  
 کہا یہ خدا کے علم غامض میں تمہاری پیدائش سے چار ہزار برس پہلے سے موجود ہیں  
 مترجم کہتا ہوں آدم تو آدم سیدہ کا نور میں و اماں کی خلقت سے کہیں پہلے پیدا ہوا  
 پس مقدار فاصلہ جو بعض روایت میں چار اور بعض میں چودہ اور بعض میں بیس ہزار سال



مذکور ہوا ہے شاید اس اختلاف کی ہی بنا ہے کیونکہ ایجاد آسمان و زمین سے کئی ہزار  
 برس بعد آدم کا پتلا بنایا گیا ہے اور پہرے برسوں کے بعد اس میں روح ڈالی گئی اور یہی  
 خیال ہو سکتا ہے کہ دن کئی طرح کے ہوتے ہیں شرع میں پچاس ہزار برس تک کا دن  
 لکھا ہے عقل کی روشنی ہی ہر ستارہ کا دن علاحدہ ہے بلکہ سوچ کا دن ہی کل دنیا میں برابر  
 نہیں دن رات میں تفاوت ظاہر ہے دن گھنٹہ سے لیکر چھ مہینے تک کا دن اسی عالم میں  
 ہوتا ہے پس اختلاف روایتوں کا دنوں کے اختلاف سے ہو کسی میں چھوٹا کسی میں بڑا دن  
 مراد ہو یا رومی کی غلطی ہو یا کوئی اور وجہ ہو عقل کو اس جگہ دخل دینا ٹھیک نہیں اکثر آدمیوں  
 سمجھ میں یہ پیدا نہیں آسکتے خدا کی باتیں خدا ہی جانیں کہنے کو یہ اللہ کے خاصہ آدمی تھے  
 ورنہ عقل اور کوہجان نہیں سکتی بشرت کے حاسن میں نوری بندے تھے رسول خدا اکابر فرمایا  
 کرتے تھے **إِنَّ قَاطِلَةَ حُورٍ فِي صُورَةِ السَّيِّئَةِ فَاطِمَةُ حُورٌ**  
 بصورت انسان کے اسکی شرح چند حدیثوں میں اس طرح آتی ہے کہ حضرت رسالت مآب فرماتے  
 ہیں جب مجھ کو معراج کی رات آسمانوں کی سیر کرائی تو جبرئیل میرا ہاتھ پکڑے ہوئے جنت میں  
 لینگے اور ایک رطب بہشت کا بروایت دیگر سیب بہشت مجھے دیا میں اسکو تناول کیا تو وہ  
 پہل قدرت خدا سے لطفہ ہو گیا جب میں زمین پر آیا اور خدیجہ سے خلوت کا اتفاق ہوا تو اسکو  
 حمل رہا جس حمل سے فاطمہ پیدا ہوئی پس فاطمہ حور ہے انسان صورت میں جو بہشت کا  
 مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی دلہند فاطمہ کے پسوگھتا ہوں چند حدیثوں میں لکھا ہے کہ وہ  
 سیدہ کے نور سے بنا تھا اور حکم حدیث صحیح **الْفَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي** سیدہ کا نور ختم  
 المسلمین کے نور کا ٹکڑا ہے اور **أَنَا وَ عَلِيٌّ مِنْ نَوِّ وَاحِدٍ** سے عیاں ہے کہ حضرت  
 علی کا نور بھی اسی نور کا ایک حصہ ہے اسیدو اسطہ حضرت علی اور خاتمہ فاطمہ کے حق میں **أَنْتَ مَنِّي**  
**وَأَنَا مِنْكَ** فرمایا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کا نور حکم **أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورَ**

اول مخلوق خدا بلکہ باعث ایجاد ارض و سما ہے **فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ**

## ولادت با سعادت

تاریخ ولادت با سعادت میں اختلاف ہے اٹھریہ ہے کہ بیسویں جمادی الثانی کو سنہ نبوی میں شہر مکہ میں ولادت ہوئی یعنی حضرت کو نبی ہونے کے پانچ برس بعد اور اس وقت حضرت رسول کا سن مبارک پینالیس سال کا تھا اور لکھا ہے کہ اون دنوں میں قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے اور منقول ہے کہ معراج کے تین برس بعد کا یہ حال ہے اور بقولی دوبرس بعد کا اور بقولی نبوت سے دوبرس بعد سنہ اکتالیس میلادی میں ولادت پائی بعض نے لکھا ہے پانچ برس قبل بعثت سے ولادت ہوئی تھی یعنی حضرت کے نبوت سے پانچ برس پہلے سیدہ پیدا ہوئیں یہ قول محض لغو اور خفیف ہے بعض سنیوں کا منقول ہے آگے پیچھے کر دیا ہے ہمارے یہاں صحیح اور معتبر قول پہلا ہے چنانچہ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب حضرت خدیجہ نے رسول اللہ سے اپنا نکاح کیا تو مکہ کی عورتوں نے اونکو چوڑ دیا نہ اونکو باس آتی تھیں اور زسلام و کلام باقی تھا بلکہ اکید و سرکود ہاں آنے سے روکتی تھی اس معاملہ کو دیکھ کر حضرت خدیجہ بہت پریشان رہتی تھیں اور بڑی تشویش اونکی رسول اللہ کے واسطے تھی مگر جب حضرت سیدہ جل میں آئیں تو اپنے مانسے پیٹ کے اندر سے باتیں کیا کرتیں اور دلاسا دیتی رہتی تھیں حضرت خدیجہ نے اس بات کو رسول اللہ سے ظاہر کیا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہ کو کسی سے باتیں کرتے پایا فرمایا اسی خدیجہ تم کس سے باتیں کرتی ہو وہ بولی یہ تجھ جو میرے سکم میں ہے مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے حضرت نے فرمایا اسی خدیجہ یہ جبریل مجھے بشارت دیتا ہے کہ یہ لڑکی ہے اور مبارک پاکیزہ اولاد ہے اور بی شہبہ اللہ تعالیٰ اس سے میری نسل پہلایگا۔ اسکی نسل سے امام پیدا ہونگے جو وحی کے منقطع ہونے کے بعد زمین پر خدا کے نائب اور خلیفہ ہیں پس حضرت خدیجہ کا یہی



اور میرا شوہر سب اوصیا کا سردار ہے اور میرے فرزند اسباط سب افضل ہیں پہراؤں بی بیوں کو سلام کیا اور ہر ایک بی بی کا نام بتلایا وہ سب سنی گئیں اور حوروں کا چہرہ بھی خوشی سے کھل گیا اہل آسمان نے ایک دوسرے کو حضرت فاطمہ کے ولادت کی مبارکباد دی اور آسمان میں ایک نور درخشندہ پیدا ہوا کہ کبھی ملائکہ نزدیک ہاتھ اداں عورتوں نے بی بی خدیجہ سے کہا ہے اسے سنبھال یہ طاہرہ مطہرہ اور زکیہ مبینہ ہے یہ خود مبارک اسکی نسل بھی مبارک حضرت خدیجہ نے خوش ہو کر گود میں لیلیا اور اپنی چھاتیاں منہ میں دیدیں بہت کثرت سے دودھ اتر آیا وہ ہو کر غسل ولادت سنت ہو کر گویا واجب ہے اور غسل جنابت کی صورت سے دیا جاتا ہے سب مسلمان مرد و عورت غسل دی اور بلا ترتیب شرعی یا ہندو دایہ سے ہندو انا کچھ حاصل نہیں اور سونے کے ساتوں دن اولاد کا نام قائم کریں سیدہ کے نوام ہیں فاطمہ صدیقہ مبارکہ زکیہ طاہرہ محبت مشہورہ نصیب بعضوں نے سولہ نام لکھے ہیں بقول حصان حرہ سیدہ عذرا حور امیریم کبری سات نام اور اضافہ کئے ہیں مگر نبی پھوڑو نبی کسٹی و ٹہنک وغیرہ نام جو عورتوں نے گھڑ لئے ہیں یہ بہت بیجا بات ہے ترجمہ تو اصلی نام کا کام نہیں دیتا جیونی سی عائشہ مراد نہیں ہوتی پھر طبع زاد نام کیا اثر دکھاویں گے آدم برسر مطلب آدمی کہتا ہے حضرت فاطمہ کے بڑھنے کا یہ حال تھا کہ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک مہینہ میں بڑھیں اور مہینہ بہر میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ دوسرا سچہ سال بہر میں اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک روز میں بقدر ایک ہفتہ کے ابو ہفتہ بہر میں مہینہ کے برابر اور مہینہ میں برس کی طرح بڑھیں مطلب یہ ہے کہ بہت جلد جوانی چڑھی مگر افسوس ہے کہ حضرت خدیجہ اپنی لاڈلی کاسکھ دیکھنے نہ آئیں کم سن چھوٹے پانچ اور ساڑھے برس کی عمر میں نبوت کے دسویں سال دنیا سے انتقال کر گئیں انکی وفات کے وقت سیدہ کو پانچواں چھٹا برس ہو گا رسول اللہ کو انکی انتقال سے بڑا صد مہ پہونچا اسی سال حضرت مہربان چچا ابوطالب کا سانحہ ہو چکا تھا کوئی یاورد و مددگار مونس و رفیق باقی نہ رہا

مکہ والوں سے صد مدہ بر صد مدہ حضرت کو پہنچے پس بحکم خدا وطن والوں سے  
 آزر دہ ہو کر حضرت کو گھر کیا شہر چھوڑنا پڑا مروی ہے کہ حضرت رسول  
 اللہ نبوت سے تیسرا ہویں برس مکہ معظمہ سے ہجرت یعنی ترک وطن کر کے  
 صفحہ کی مہینہ میں مدینہ میں تشریف لائی اور سجد شریف کی بنیاد پڑی مدینہ عربی میں شہر کو  
 کہتے ہیں نام اس شہر کا یثرب ہے حضرت کے رہنے کے سبب یثرب کو مدینۃ الرسول کہنے  
 لگے یعنی رسولوں کا شہر ہوتے ہوئے یہی نام پڑ گیا اور اہل مدینہ نے نصرت اور مدد کے  
 صلہ میں انصار کا خطاب پایا انصار کے دو قبیلہ یعنی کثم تہی ایک کو اوس دوسرے کو خزرج  
 کہتے ہیں ہر قبیلہ میں بہت سے گھرانے تھے ہماری مورث حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ  
 عنہ بنی نجار سے تھے جو قبیلہ خزرج کا شعبہ تھا غرض دو قبیلہ حضرت کے یار و مددگار ہو گئے فضل خدا سے  
 حضرت کا بول بالا ہوا اور آپ کے قدم کے برکت سے لوگ واقف ہوئے اور دوردور سے قدسیوں  
 کو آتی لگی اور اسلام کو فروغ ہوا قرآن کا درس پہلا بادشاہوں کے درباروں میں اور  
 رئیسوں کے سردکاروں میں حضرت کا چرچا ہونے لگا اور حضرت کی سیف کا رعب سب چھوٹے  
 بڑے ہی مان گئے حضرت کی ہجرت سے چند روز بعد جناب شیر خدا نے ہی حضرت سیدہ اقدس  
 و خیرہ مسلمان عورتوں کو ساتھ لیکر مدینہ کو ہجرت کی سیوا کا سن اس وقت آٹھ برس کا تھا پس حضرت  
 نے جناب سیدہ کو ہماری جد اعلیٰ حضرت ابوالیوب انصاری فرجی کے والدہ کے پاس لے آئے  
 کہ حضرت ہی اسی مکان میں بچے کے درجہ میں تشریف رکھتے تھے اسی واسطے ابوالیوب  
 کو رحل رسول کہتے ہیں یعنی رسول کے فردکش ہونیکا مقام اور رحل کے بمعنی جو عوام میں

ملے اور یہ بھی قریب قیاس ہے کہ اوس علاقہ میں یثرب ہے مدینہ یعنی شہر تھا گرد نواح کے لوگ کا تو  
 رہنے والے اپنے محادثات میں المدینہ یعنی شہر کہتے ہونگے کثرت استعمال سے یہ نام پڑ گیا ۱۲ سنہ  
 ۱۲ یعنی کہنے میں کہ حضرت رسول اللہ اپنے یار ابوالیوب انصار سے پشت لگا کے بیٹھا کہتے تھے ابوالیوب  
 اوس صحف حاضر کی رحل ذی روح تھی ۱۲ سنہ

مشہور ہیں وہ غلط ہیں الغرض راوی کہتا ہے کہ جناب سید المرسلینؐ کو نبی بی سودہ سے مدینہ میں آتی ہی عقد کیا پس سیدہ اپنی مادر سودہ کے پاس رہی لگیں اور جب حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہؐ کی بارفاج میں داخل ہوئیں تو سیدہ کو ام سلمہ کے سپرد کیا وہ کہتی ہیں کہ میں انکو ادب قاعد سکھلاتی تھی مگر حق یہ ہے کہ میں انکو کتب سکھلاتی وہ مجھ سے زیادہ سلیقہ والی اور قاعدہ داں اور سب چیز سے بخوبی واقف اور خبردار تھیں سچ ہے جو ماں کے پیٹ سے مودب اور مہذب پیدا ہوں اور معلم ازل کے تعلیم یافتہ ہوں انکو بشیر کیا سکھلا سکتا ہے منقول ہے کہ جب حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا تھا تو جناب سیدہ رسولؐ خدا سے پٹی تھیں اور گرد پہرہ کر پوچھتی تھیں یا رسول اللہؐ بتلا دو میری ماں کہاں ہے اور حضرت سوچتے تھے کہ کیا جواب دیں اور سیدہ ہر ایک سے ہی پوچھتی تھیں فوراً رسول اللہؐ پر وحی نازل ہوئی جبریلؑ نے آکر کہا یا رسول اللہؐ خدا تعالیٰ بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے فاطمہ کو ہمارا سلام پہونچاؤ اور یہ کہو کہ تیری ماں ایک جواہرات کے مکان میں ہے جسکے چہت سونے کی اور ستون یا قوت سرخ کے ہیں اور اسکے پاس آسہ زین فرعون اور مریم مادر مہدیؑ ہیں حضرت سیدہ نے یہ سکر عرض کیا **إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ وَمِنْهُ السَّلَامُ وَاللَّهُ السَّلَامُ** اور خود سلام ہے اور اسی کی طرف سے سلام ہے اور اوسکو سلام ہے سنا ہوئیں لیاقت خدا داد اسی کو کہتے ہیں کیا سن اور کیا باتیں کیوں نہ ہو نور خدا اور نخت اللہ رسول اللہؐ تہیں حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب سیدہ گفتار رفتار کردار میں نہایت شبیہ رسول اللہؐ کی تھیں وہی لب و لہجہ وہی چال و مال تھے سر مو فرق نہ تھا اور رسول اللہؐ حضرت سیدہ کو نہایت درجہ چاہتے تھے عائشہؓ کہتی تھیں کہ مردوں میں علیؓ انکورتوں میں فاطمہؓ سب سے زیادہ پیارے اور محبوبہ رسولؐ کو یہ شخص تھے جناب سیدہ سے منقول ہے کہ جب یہ حکم نازل ہوا کہ خطبہ تم آپس میں ایک دوسر کو پیام لیکر بکارتے ہو اس طرح رسولؐ کو تم نام لیکر مت بکارو مینی یہی



سب کے ساتھ دوسرے باب کہنا چھوڑ دیا یا رسول اللہ کہہ کر چار لے لگی حضرت ابو بکر صدیقؓ  
 شکر سکوت کیا دوبارہ طرح دی آخر تبارہ میں فرمایا ای فاطمہ یہ آیت تیرے واسطے نہیں  
 آتری اور نہ تیرے شوہر کے لیے اور نہ تیری اولاد کے واسطے **أَنْتِ مَتَّى وَأَنَا مِنْكَ**  
 تو مجھے ہے اور میں تجھے ہوں یہ حکم خاص اونکے واسطے آیا ہے جو قریشی جفاکار اور  
 میں جنکے دماغ میں خود بینی سمائی ہے تو مجھے آیت کہہ کر بکار کر تیرے بابا کہنے سے میرا قلب  
 تازہ ہوتا ہے اور میرا رب راضی ہے مومنیں سیدہ کے فضائل لاتعد ولا تحصى ہیں شمار  
 نہیں ہو سکتے حضرت سیدۃ النساء خاتونِ جنت اور محدثہ معصومہ ہیں ملائک سے ہم کلام  
 ہوتی ہیں اور یہ ایک درجہ عالی اور مقام برتر ہے نبی اور امام کے بعد محدث کا مرتبہ ہے  
 ذات وہ کہ پارہ جگر رسول نور خدا مرتبہ وہ کہ بقول زہرا محدثہ صدیقیہ طاہرہ خصائل اور  
 شمائل یہ کہ خدانے دس چیزیں دس عورتوں کو عطا کیں جو ازوجہ آدم کو توہ سارہ زوجہ  
 ابراہیم کو جمال رحیمہ زوجہ ایوب کو حفاظ یعنی پارسائی آسیہ زین فرعون کو حرمت زلیخا زوجہ  
 یوسف کو حکمت بلقیس زوجہ سلیمان کو عقل برخانہ مادر موسیٰ کو صبر مریم مادر عیسیٰ کو  
 صفوت خدیجہ زوجہ محمد مصطفیٰ کو رضا فاطمہ زہرا زوجہ علی رضی کو علم مترجم کہتا ہوں فضائل  
 جانتے ہیں کہ سیدہ باقی خصلتوں میں بھی ان عورتوں سے کم نہیں بلکہ کچھ افضل ہیں  
 اور علم تو اول کا حصہ تھا ذات وہ صفات یہ صل علی ہر طرح سے نور علی نور میں شکر افسوس کا  
 مقام ہے کہ بعض ناقدر شناس کچھ فہم نور کو نارسے ملا تے ہیں دنیا کی عورتوں کی طرح سیدہ  
 عالم محدثہ معصومہ عالم باعمل کو لاعلمی اور خطا کا ذمہ لگاتے ہیں فکر کی دعویٰ میں اور  
 خلافت کے جھگڑے میں حق نہیں بتلاتے باپ کی چیز کا بیٹی کو وارث نہیں ٹھراتے ہیں۔  
 بے شعور لوگوں نے فاطمہ زہرا کو عا کشتہ حصہ فرض کیا ہے بہلا دختر رسولؐ اور لکھا دونی  
 میراث نبی سے واقف نہوں حیات انبی ہونی کو بخانی حافظ قرآن مفسر محدث ہو کر ایسی

غلطی فاحش کر سکتی ہیں جاشا وکلا پہلا معصومہ ناحیہ پر اپنی مال پر دعویٰ کر بیٹھیں یہ امر کہیں قرین قیاس ہے خود عالمہ فاضلہ اور تبول خیر رسول پر باب علم نبی کی زوجہ اور ام سلمہ کی تعلیم عصمت ادنیٰ نبی اور امام کی طرح وصف ذاتی ہے چہارہ معصوم میں ایک رسول بارہ امام چودہویں حضرت سیدہ خاتون میں اور محفوظ ہونے کی توستنیوں کو بھی انکا نہیں ہو سکتا معصوم و محفوظ میں لفظوں کا فرق ہے ہیر کر وہیر کر و مطلب ایک ہے آرہتا ہے۔ طول ہوا جاتا ہے کہیں اصل مطلب نہ رہ جائے اسلئے اس قصہ کو ہمیں چھوڑ کر کار خیر کا ذکر کرتا ہوں شادی خانہ آبادی کا ذکر چھوڑتا ہوں۔

### ذکر تقریر تاریخ زواج فیض امتزاج

محدثان حجتہ ر قم و مخبران مستند و معتبر ناد ر قم فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ و جماعت سنیہ مضمون فیض مشہون کار خیر جناب عصمت تاب غنت قباب زہرہ برج اصطفا اختر سپہر قضا خاتون حبت سیدہ النساء و خیر انک خیر الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ التحیہ و آلہ کو صفحہ قرطاس پر مختلف تقریر سے رنگ حسن تحریر بخشا ہے میں تقریر تاریخ زواج فیض امتزاج میں سخت اختلاف ہو گیا ہے مترجم نے بنظر افادہ نام لغرض اطلاع عام خیابان مطالب کو روایات متخالفہ سے آراستہ و پیراستہ کر کے گلستان بخیر ان بنایا ہے اور غانہ چہرہ عروس بیان ارشاد ہدایت بنیاد امام اسلم جان بحق ناطق جعفر صادق ہے حضرت فرماتی ہیں عقد سعادت بنیان ماہ مبارک رمضان میں منعقد ہوا اور وداع اور خلوت ماہ دیکھ سٹنہ ہجری میں ہوئی یعنی حضرت کے مدینہ میں آنکی دوسری برس بعد جس مہینہ میں جنگ بدر پڑی جو مسلمانوں کی پہلی لڑائی کفار سے تھی اور بعض نے لکھا ہے کہ سیدہ کی ماجا ہی ہیں حضرت رقیہ کی نکاح سے سولہ دن بعد بدکی لڑائی سے پہر کر زفاف ہوا اور مہینہ شوال کا تھا بعض نے ان تاریخوں میں نکاح ہونا بیان کیا ہے ظاہر سیدہ کی مہنی ہیں حقیقی ہمیشہ حضرت زینب کے



مدینہ میں آنے سے پہلے شادی ہو چکی اور اس زمانہ میں مجکو معلوم نہیں ام کلثوم چوتھی ہیں  
 سیدہ کی کس جگہ تھی محفل ہے کہ انتقال ہو گیا تھا اور شیخ مفید وغیرہ علماء کے قول سے ہجرت  
 کی تیسری برس محرم کے چاند میں اکیسویں تاریخ جمعرات کی دن و رات ہوا اور بعضوں کی  
 نزدیک پھلی ذی الحجہ کو یا چھٹی کو شگل کے دن عقد ہوا اور بعض اہل جماعت نے بعض نے چوبیسویں  
 ربیع الاول کا چاند لکھا ہے اور بقول مسکنہ دو میں عقد اور سنہ تین میں خلوت ہے ظاہر  
 یہ وہی قول شیخ ہے ان لوگوں نے جمع بین القولین کیا ہے یعنی ماہ ذی الحجہ میں عقد اور  
 ماہ محرم میں رخصت یہ بات قرینہ کی ہے بعینہ نہیں کہ ایسا ہوا ہو اور ماہ مبارک میں عقد  
 آسمانی ہو مگر قول پہلا اشد اور اقویٰ ہے انتشار اختلاف اقوال اور مخالف روایات کا  
 ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاتون جنت کا عقد تین جگہ اور تین طرح پر ہوا ہے اول عقد  
 آسمانی جب کا خطبہ یعنی منگہ شب معراج میں سیدہ کی ولادت سے پہلے عرش کے اوپر ہو چکا  
 تھا اور عقد ملائکہ کے روبرو بیت المعمور میں ہجرت سے دو سال بعد ماہ مبارک میں ہوا  
 دوم زویج خلوت جو حرم سرا میں رسول میں مولا کی درخواست پر سردار مرسلین نے تسلیم کیا  
 وصی کا خطبہ نبی کی ولایت خدا کا اذن ام سلمہ کی شہادت سوم عقد خلوت اور نکاح اعلانے جب کا  
 انعقاد ہوا جبر و انصار کے مجمع کے مواجہ میں مسجد نبوی میں کیا گیا اسکی علاوہ بقول شہر عقد  
 اور زفاف میں فاصلہ واقع ہوا ہے اور ولیمہ علی الظاہر رخصت کے دن کیا گیا ہے یہ امر ہی  
 اختلاف روایات کا ایک سبب قوی ہو گیا اور عقد اور رخصت کا فاصلہ ہی اختلافی ہے  
 بقول کچھ کم برس اور بقول ایک ہمدینہ بہر کا فصل پڑا اور بقول رمضان میں عقد اور بعد  
 میں رخصت کی ٹہری بعض کے عندیہ میں وہی ہمدینہ اور وہی تاریخیں تھیں عقد و رخصت  
 میں کل پانچ چھ روز کا فصل ہوا ہے اور عقد زمیں و عقد آسمان میں چالیس دن کا فصل لکھا ہے اور

بروایت جابر عقد آسمانی شب معراج میں ہوا عقد دنیاوی کئی برس بعد ہوا مگر بہر حال وقت نکاح اور زفاف کا بقول قوی رات کا وقت ہے اور حدیث امامی استحب النکاح لیلاً ہی اسی کو مقصود ہو لیکن بعضوں نے دن کو عقد اور شب کو زفاف خیال کیا ہے اسی وجہ سے اہل سنت میں رواج ہے کہ دن کو نکاح کرتے ہیں روئے ادا سے یہ قول بعید نہیں معلوم ہوتا اور اکباب اعلان بھی ہو یہ اس بیان کا ہے اور قاعدہ استحب النکاح لیلاً یا تو ما بعد اس عقد کے قرأ یا یا نکاح معنی لغوی مراد ہوں یا اس روایت سے وہ نکاح مقصود ہو جس میں اس وقت زفاف ہی سات ہو کیونکہ زفاف میں ستر مستحب ہے مگر یہ کہ ہند و عقد کے لئے اولے ہے اور اعلان شب کو بھی ہوتا ہے اس بنا پر روایات عقد لیل کو ترجیح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب بہر حال سیدہ کا نکاح دن کو ہوا ہو یا رات کو زفاف علی الطاہر شب کو ہوا ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ رات ہی کو ہوا اگرچہ بعض روایات سے اسکے خلاف پایا جاتا ہے اس طرح محل زفاف بھی بالیقین معین نہیں کیا جاتا مگر بنا بر ظاہر اکثر روایات کے حرم سرای نبوی میں حضرت ام سلمہ کے حجرہ میں واقع ہوا اور بعض اقوال کے بعد خاص شہستان امیر المومنین میں قرآن السعید ہر ماہ فلک عصمت و امامت کا اتفاق ہوا اور اجتماع میں سپہر غفت و طہارت بیت الشرف خاص میں تھا بات بہت لنگن کو اسی کیا ہر قول کی تائید تشدید اور توضیح و تشریح بروایات معتبرہ و صحیحہ بیان کیا گیا ہے

بیان خطبہ وضع و شریف مدنیہ یعنی درخواست نسبت معروف منگنی

مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول خدا علیہ السلام کو پوچھیں تو اکابر قوم اپنی اپنی خدمت و احسان میں شریک ہو کر چائے کی پیغام لگے فرش کے خندیں بکس گئیں کہ اس صلت کے تمنا ہو ہی ہر شریف و طہر نے اس رشتہ کی آرزو کی جسکو کچھ بھی فوت و شروت اور قدرت اور کنت تھی اسکا پیغام گنیزا کوئی دیندار مالدار اس قسم کا کم باقی رہا ہو گا جو اس بات کا خواستگار نہ ہو مگر کیفیت یہ

کہ جو گرامحروم پیر کیا مئے کہ حضرت رسول خدا کا یہ حال تھا کہ جو کوئی اس بات کو زبا پیر  
لا تا حضرت صاف انکار فرماتے تھے اور تیرخی سے جواب دیتی تھے بلکہ مونہ پیر لیتے تھے۔

سائل کو گمان ہوتا تھا کہ میرے باب میں کچھ وحی نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت مجھ سے  
ماراض ہیں اکثر خالفین و موافقین نے لکھا ہے کہ ابو بکر و عمر نے کئی دفعہ درخواست کی  
اور کورا جواب پایا منافق میں لکھا ہے کہ اول ابو بکر نے درخواست کی حضرت نے فرمایا  
مجھے وحی کی انتظار ہے اسکا معاملہ میرے اختیار میں نہیں ہے خدا کے حکم پر مدار ہے  
اوسے اختیار ہے اوسکے بعد عمر نے سوال کیا اوسکو بھی حضرت نے وہی جواب دیا بعض ناقل  
ہیں کہ جب چین نے اپنے اپنی درخواستیں پیش کیں تو حضرت راتاً بے کم سنی کا عذر فرمایا

### فصل بیان شریف بطر لطیف

مترجم کی راہی میں یہ قول کہ حضرت نے کم سنی کا عذر کیا خلاف عقل و نقل ہے۔ اول تو  
یہ کہ کم سنی عقد کو مانع نہیں حضرت نے عائشہ سے کم سنی میں نکاح کیا تھا کئی برس بعد وفا  
ہوا بلکہ بلوغ سے پہلے عقد کرنا تو عمدہ بات ہے خود حضرت فرماتے ہیں کہ آدمی کی  
خوش نصیبی کی ایک بات ہے کہ اوسکی بیٹی کو اوسکے گھر میں حیض نہ آوی یعنی حیض کے آنے سے  
پہلے عقد کر دیں بلکہ خصت کر دے اسطرح بہت سی روایتوں میں تاکید کی ہے دوسرے کہ  
کل روایات گذشتہ وائین سے ظاہر ہے کہ جناب شید کا شروع شباب اور چڑستی جوانی میں  
عقد ہوا ہے بلکہ بعض روایات میں سن کی تصریح ہے دس برس کی کم کسی کم نہیں لکھا  
مولے ایں معلوم ہے کہ عرب کے ملک میں بلکہ دکن اور بنگال وغیرہ ملکوں میں ہی دسویں  
برس لڑکی جوان اور بالغ ہو جاتی ہے غالباً خون آنے لگتا ہے بلکہ اس عمر میں اولاد ہو جاتی  
ہے اور بالوں کا سیاہ ہونا اور سینہ کا ابھرتا تو کس شمار میں ہے یہ سب تو اوسکی لوازم ہیں  
اور حساب سے یہ ثابت ہے کہ شیدہ کا سن سیطرح دس برس سے کم نہ تھا پس کم سن

کیوسکتی ہے اگر یہ احتمال کیا جاوے کہ شاید یہ درخواست ابتدائی عمر میں گزری ہو تو یہ بات  
 بھی روایات سے پائی نہیں جاتی بلکہ مناقب میں توصاف **أَدْرَكَكَ مُدْرِكُ النِّسَاءِ**  
 کا لفظ آیا ہے جو بلوغ طبعی پر لفظ ہے اور مخالفین کے اسکات کو اسی قدر پس ہے  
 اور پہلا جب سن رسیدہ ہوئیں تب درخواست کیوں کی اور حضرت نے بلو اگر کیوں نہ کہا اور  
 اس وقت یہی وعدہ کر لیتی تو کیا قاضی گلہ کرتا اور اگر یہ کہا جاوے کہ صاحب مناقب کا قول  
 اور کتب مدرک النساء اصول مقررہ روایات صحیحہ معتبرہ کے خلاف ہے امام محمد باقر فرماتے ہیں  
 کہ فاطمہ بنت محمد کا طاہرہ لقب اس وجہ سے ہے کہ وہ ہر گناہ اور ہر نفس سے پاک  
 تھیں اور ہر کثافت اور رقت سے صاف ہیں کہی ایک دن انہوں نے سرخی نہیں دیکھی  
 اور نہ جنمو کا خون آیا جسکو نفاس کہتے ہیں اور اسماء سے منقول ہے کہ میں ایک دفعہ وقت  
 وضع حمل یعنی زچا خانہ میں سیدہ کے پاس موجود تھی اذکو نفاس کا خون نہیں آیا تو  
 حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ فاطمہ ایک حور ہے جو بصورت انسان مخلوق ہوئی اور لکھا  
 کہیے رسول خدا سے پوچھا کہ آپ مریم اور فاطمہ کو بتول کہتے ہیں بتول سے کیا مراد ہے  
 حضرت نے ارشاد کیا بتول وہ ہے جو کبھی حائض نہ ہو حیض انبیاء کی اولاد کے واسطے مکروہ  
 اور عالیثہ سے فرمایا کہ فاطمہ آدم زاد عورتوں کی طرح نہیں اسکو وہ بیماری نہیں ہوتی جو تم  
 عورتوں کے ساتھ لگی ہے اور حضرت ابو جعفر سے یہی مروی ہے کہ انبیاء کی ٹرکیوں کو طمث  
 نہیں ہوتا طمث یعنی حیض محسوب ہے وبال ہے اول جسکو حیض آیا وہ سارہ ہے اور  
 ایک روایت طولانی میں وارد ہے کہ نوح کے زمانہ میں علی العموم عورتوں کو سالہر میں حیض آتا  
 تھا جب عورتیں بڑی پردہ ہو کر مردوں میں ملنے بیٹھنے لگیں تو خدائے اول میں ماہواری حیض کا  
 بندہ لگا دیا پس قرابت ہوئی یہ بلا عام ہو گئی غرض ثابت ہوا کہ سیدہ پاک اس حیض  
 صاف تھیں بلکہ بقول اسید واسطہ فاطمہ نام رکھا گیا ہے میں اس تقریر کے جواب میں

یہ کہونگا کہ یہ بات سونکی ہے لایب ستیدہ کا بلوغ نجاست سے تھا اور رواج عرب  
 کے ذکر سے ہمارا بھی یہ مطلب نہ تھا جو تم سمجھے بلکہ اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ باقتبا  
 غالب عادت عرب کے مسائل میں بلوغ ہے پس جناب معصومہ سن شباب اور زمانہ  
 بلوغ کو پہنچ گئیں تھیں کم سن اور نابالغ تھیں سن میں تخفیف میں تھی اور صاحب منسا  
 کا مطلب یہی لفظ اور کثرت مدرک السنہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آثار شباب نمایاں  
 ہوئے نہ یہ کہ ایام آنے لگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ حیض طرح مرد در صورت نہونے اقلام  
 کے شرعاً سولہواں برس لگتے ہے بالغ شمار ہوتا ہے اس طرح عورت دسواں برس  
 لگتی ہے بالغ گنی جاتی ہے گو احتمال نہواں ایام بھی شروع نہوئی ہوں اسوجہ سے  
 ہمارے ملک دو آب میں بھی جہاں غالب چودہ نندرہ برس کی عمر میں بلوغ طبعی اور بارہ  
 برس کے پہلے تو خون آتا ہے نہیں بلکہ بعض لڑکیوں کو سولہویں سترہویں برس جا کر کہیں  
 خوں آتا ہے اسی قاعدہ کی رو سے نماز و زکوٰۃ وغیرہ احکام فرض ہو جاتے ہیں  
 مکلف گنی جاتی ہے اور بالغ کہلاتی ہے زیادہ برس نیست کہ غیر رشید ہوگی تو فعل مختار  
 نہوگی ہاں سکا جان و مال مجبور ہوگا ایسے گورٹ ہوگا دلی اور عالم سہرا ہوگا اور ستیدہ  
 کے رشذ میں بھی کلام نہیں علامہ اسکے اہل سنت کے قول سے تو کم سن ہونا صریح علق  
 کیونکہ انکے یہاں عقد کے دن اٹھارہواں سال اور وفات کے دن بلکہ بعض نے  
 ہفتیہ بیسکی عمر میں وفات قائم کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ستیدہ یاہ کی بعد اٹھ برس  
 زندہ ہیں تو اسوقت لامحالہ انیس میں بلکہ ستائیس برس کی عمر ہونی چاہئے بلکہ اکیدایت  
 میں لکھ دیا ہے علی وفاطیہ میں کل دو برس کی چٹوای بڑی تھی اور یہہ افز قابل انکار  
 نہیں کہ شیر خدا کا سن عقد کے وقت پچیس پچیس برس کا ہوگا کم سے کم باقیواں برس ہوگیو  
 بخت کے دن اپنے جب رسول اللہ نبی ہوئے جناب امیر کے عمر بقول قوی بارہ اور بقولی

دس اور بروایت ضعیف آٹھ سال کی تھی اور تیرہ برس بعد نبوت کے ہجرت ہوئی اور  
نبوت سے دوسرے سال عقد ہوا اس حساب سے بھی سیدہ کی عمر سن بیس بائیس برس کی ہوئی  
چاہئے لیکن ہمارے نزدیک یہ قول بھی خلاف ہے قیاس میں نہیں آسکتا کہ رسول بیٹی کو  
استقرار بٹھا رکھے مگر سن دہچاؤ سے اور حساب کی زد سے بھی یہ قول خلاف ہے ولادت سیدہ  
بنا بر ہشہر اور اقویٰ مہینہ پانچ بعثت میں ہوئے اور ہجرت کی وقت آٹھ برس کی عمر تھی اور  
دو برس بعد عقد ہوا اور نیز مروئی ہے کہ ولادت امام حسن کی وقت جو ستین چوبی میں  
مدینہ میں ہوئے سیدہ کے عمر گیارہ بارہ برس کی تھی زیادہ سے زیادہ بارہواں پورا ہو گیا  
ہوا اور وقت وفات اٹھارہواں سال تھا دو مہینہ پندرہ دن اور یعنی اونیسواں شروع  
تھا وفات رسول اور وفات سیدہ میں انہیں پچھتر دن کا فاصلہ ہے پس حساب لگانے کے ظاہر ہے  
کہ عقد کے دن زیادہ سے زیادہ گیارہواں سال پورا ہو گیا پچیس برس سے زائد نہیں تھا اگر بات  
بنائیکو کوئی یہ کہے کہ حضرت علی کی عمر بھی اتنی ہی تھی اسد اللہ الغالب نے سولہویں برس  
چہاد شروع کیا اور بیسویں برس نام آوردن کو مارا اور بائیسویں برس جب تک قلعہ طور اتویہ بات  
محض بے سرو پا ہے اس بنا بر حضرت کی عمر نبوت کے روز کل چار پانچ برس کی بڑھتی ہے  
کیونکہ خیر ہجرت سے پانچویں برس فتح ہوا ہے اور نیز شہادت کے روز ستادون برس  
عمر بڑھتی ہے حالانکہ بقول صحیح اور مشہور اس وقت سن شریف امیر المومنین کا پندرہ برس  
کا تھا اقل درجہ اٹھ برس کے ہوں آٹھ اور تیرہ اور دس کہتے ہیں اور تین برس جناب  
رسول کے بعد زندہ رہے پس فتح خیر تو کیل فتح بدر کہتے تو ایک بات بھی ہے کہ بعض  
قول کی زد سے بچ پڑتا ہے اصل یہ ہے جیسا موقع دیکھا ویسی بات بنا لیتے ہیں کہی  
عثمان کی فضیلت تباہ کیا سیدہ کو سن رسیدہ بنا دیا کہی شیخین کی مذمت نفع کر انیکم سن  
بہیرا دی علی ہذا علت غائی اس طرح ساز کی اور مقصود علی اس اقرار چڑھاوے بھی جو



دو نوصاحبوں کی عمر میں سینوں نے کیا ہے۔ یہی ہے کہ حضرت شہزادوں کا اسلام معتبر  
 نہیں رہا اول مسلمان نہ تھے پہلا کلمہ گواہ بکر ہے اور شاہ زمان سید عالم نبی زادی نہ تھیں  
 نبوت سے پہلے ولادت پائی چاروں نہیں مساوی ہیں پس دونو داماد ہر طرف ہیں۔ بلکہ  
 عثمان ذوالنورین ہے سو یہ دونو مرادیں حاصل ہونا محال ہیں چاند پر خاک ڈالے سے چہرہ  
 نہیں سکتا ابوبکر گو میرید ہو جو اں میداں لافتی سے نہیں بڑھ سکتا حضرت علی کا اسلام  
 اور فکلی طرح کسی نہ تھا وہ مادر زاد مومن تھے عیسیٰ کو چھولی میں نبوت ہوئی یحییٰ کو بچپن  
 میں کتاب ملی ایماں فطری میں کم سن ہی حاج نہیں علاوہ اسکے جب خدا و رسول نے مولا  
 کے اسلام کو تسلیم کر لیا تو پھر چار یاریوں کی انکار کر نیسے کیا ہوتا ہے حضرت کا بچپن کا اسلام  
 اور فکلی بود ہی مسلمان سے کر دڑا بلکہ بد بہادر جہ قوی ہے لہٰذا کیے اسوار دوش شاہ  
 لولاک نہ کی مرکوب ماہ اعرف خاک نہ علی از نور و بکر از میں بود نہ چہ نسبت خاک را  
 با عالم پاک نہ علی ہیں شہ سوار دوش احمد نہ خلیفہ حامل پا پوش احمد نہ بہلا مرکب کو  
 کیا راکب سے نسبت۔ کجا مطلب کو طالب سے نسبت نہ خود حضرت امیر المومنین  
 اپنے اسلام کی سبقت پر فخر کرتے ہیں **لَا سَبَقَ لَنَا إِلَّا سَلَامُكُمْ** اور **أَنَا بَلَعْتُ حَبْلَ**  
**أَبَا شَعْرَةَ** شہور ہے اگر آپکا اسلام ستر عام معتبر نہ ہوتا تو فخر و ناز کب روا تھا حضرت ابو تراب  
 سابی نفس شخص اور بی ثبات امر پر فخر کرے ہو نہیں اور بنات رسول مقبول اور ازواج  
 رقیہ و بتول کا حال بر محل غامتہ پر آئینہ گادیر آمد دست آید یہاں جو مطلب ہے اسکو سمجھ لیجے  
 اس کل بیان سے روشن ہو گیا کہ اہل سنت کی دونو قول خلاف عقل دین میں رہنے  
 وقت نہ تو سیدہ کم سن تھیں نہ سن رسیدہ ہاں یوں ٹکنے کو رسول اللہ نے فرما دیا ہو اور  
 دراصل کم سن نہوں تو خیر رضا یقہ نہیں اسکو مان سکتے ہیں گو وقت سے خالی نہیں حلیہ  
 بہانہ رسول کی شان سے بعید ہے ایسا تخمین کا کیا داتا تھا اہل حق کی رسول اللہ کو بی نظیر تھا کہ حضرت

فاطمہ کا عقد امیر المومنین سے ہو جو حکم باری کی انتظار میں تھی انصاف کرو کیونکہ منظور ہوا اس نے  
 بہتر کون تھا بہائی اور وصی پہر اسپر جان تار فز و بذر العبد ارعلاؤ اسکے پیوند سے پیوند لگتا ہے  
 بے میل کوئی کام نہیں ہو سکتا مولفہ موتی سے موتی ملے ملے پوت سے پوت پڑائی سے  
 مائی ملے ملے جوت سے جوت۔ خاکی سے خاکی ملے ملے نوز سے نوز۔ آدم کے پوت کو کہیں  
 ملے ہے حور پیکر شخیں کجا اور حسنین نہ ذات میں لگانہ صفات میں نہ سن میں نسبت  
 پیوند ہو تو کیونکر ہو اور بیٹیاں لینے پر خیال نہ کرو بیٹی لینا اور بات ہے اور بیٹی دینا اور امر کر  
 کیا لونڈی باندی گھر میں نہیں ڈال لیتے پردے اوں کو میں جسکی قرابت سے انکھیں نہجی  
 ہوں دامادی کا رشتہ بہت نازک ہے یہ کم سنی کا حیلہ اہل سنت کو خوش آگیا ہے اور حکم  
 بھی یہی کیا ہے یعنی عقد ام کلثوم میں بھی یہی حیلہ گھڑا ہے یہی بات ہے کہ یہاں کم سنی کو  
 عقد کا مانع سمجھا میاں اپنا سامونہ لیکر بیٹھ گئی اور دہاں دہٹامی سے باز نہ ہے نفوذ باعد  
 کجا ام کلثوم دختر سیدہ مظلوم اور کجا فرزند ضہاک نامعلوم کجا دامادی ابوراب اور کجا پور  
 خطاب علوا خور دن را روی باید اب ذکر یہ ہے کہ سیدہ کی بات آئی اسلئے اس تلخ بات کو نبات  
 کی طرح چمکڑا چاہے تو نرم سے فراغت پا کر خاتمہ پرین کم کوئل ہوں ال جمع کلام کہ خطبہ سیدہ  
 علیہ السلام ذکر یہ تھا کہ شخیں کی درخواست رد ہوئی حضرت نے وحی پر حوالہ کیا یا کم سنی کا  
 غدر کیا غرض جو کچھ ہو مالہ یا تو نبوت یا بنجار سیدہ کا اور وکی دیکھا نہ کبھی عبد الرحمن بن عوف نے  
 بھی جو عشرہ مشدہ میں کہلاتا ہے درخواست پیش کی حضرت نے جواب تک نہ دیا اہکایت رو  
 میں ہے کہ اس نے عرض کیا میں بہت کچھ ہر روز گاہ حضرت نے غضبناک ہو کے پوچھنا کہ یہ یعنی  
 یعنی لکڑیاں پتھریاں ہات بڑا کر اٹھالیں حضرت کے دست معجزہ میں آکر لکڑیاں تسبیح پر چڑھا  
 گئیں پس حضرت نے او کو عبد الرحمن کے دامن میں ڈال دیا وہ سب موتی اور مونگیاں لگئے  
 راوی معتبر کیاں ہے کہ جب ابو بکر نے درخواست کی اور حضرت نے مونہ پھیر لیا تو پھر



عمر نے پیغام دیا جب حضرت نے اسکو پہنچا کہ جواب دنیا تو ان دونوں صاحبوں نے عذر لیا  
 مذکور سے کہا کہ تو قریش میں بڑا مالدار ہے اگر تو حضرت سے درخواست کرے اور منظور  
 ہو جائی تو مال میں مال اور شرافت میں شرافت ملجا دی اس سعادت سے ظاہر ہے کہ  
 انہیں دونوں صاحبوں نے اسکو ابھار کر بھیجا تھا شاید ان حضرات کو یہ گمان ہو کہ  
 حضرت رسول السجاء چشم کے طالب میں **استغفر اللہ** کیا ضعیف الاعتقاد لوگ تھے  
 مگر حضرت نے بڑی بول کا کیا خوب جواب دیا دکھلادیا کہ دولت پر یہاں نظر نہیں ورنہ  
 کیا ہم اوس پر قادر نہیں قصہ کو ماہ جب عبد الرحمن بن عوف کو بھی ٹکسا جواب ملا تو پھر  
 ان تینوں نے کچھ صلاح کر کے سرخرو سلامت حضرت علی علیہ السلام سے جا ملاقات کی  
 حضرت اسوقت ایذا بخور پانی پیچ رہے تھے کہنے لگے یا علی سب کو معلوم ہے کہ تم رسول  
 کے قریب فتنہ دار ہو اور سابق الاسلام ہو سب کے اہل تم اسلام لائے اگر فاطمہ سے تمہارا  
 عقد ہو جاوی تو تمہاری فضیلت اور بزرگی دو بالا ہو جاوی اور قدر و منزلت دونی بڑھ جاوے  
 حضرت فرمایا تم فریاد دلا یا مناقب والا لکھتا ہے کہ یہ معاملہ یوں ہے کہ ایک دن ابو بکر و  
 عمر اور سعد بن معاذ انصاری سردار قبیلہ اوس تینوں شخص مسجد نبی میں بیٹھی تھے  
 اسیں حضرت خاتون کے رشتہ ناتہ کا ذکر چھیڑا ابو بکر بولا بڑی بڑی لوگوں نے خواہش کی  
 مگر حضرت یہ ہی کہتے ہیں کہ خدا کے اختیار ہے جہاں وہ چاہے گا آپ تجویز کر دیگا اور علی بن  
 ابیطالب ابھی تک چپ چاپ ہیں انہوں نے درخواست نہیں کی اور نہ کچھ اسباب کا ذکر  
 چھیڑا میرا گمان یہ ہے کہ وہ ناداری کی وجہ سے ہوش میں اسکو اودوسری بات نہیں اد  
 میں یقین کرتا ہوں کہ خدا اور رسول نے فاطمہ کو علی کے واسطے ٹھہرایا ہے پھر ابو بکر نے عمر بن  
 خطاب اور سعد انصاری سے کہا اگر سب صاحبوں کی صلاح ہو تو علی کے پاس چلیں ہمیں  
 تو کیا منتشر ہے مگر ناداری کا سبب ہے تو ہم تم مل ملا کر کچھ اوس سے سلوک کریں سعد نے کہا

بات تو ٹھیک ہے خوب سوچی اٹھو بسم اللہ کرو خدا برکت دی نکلا اور آسان کر گیا مسلمان  
 کہتے ہیں یہ منصوبہ کر کے وہ سب مسجد سے نکلے حضرت علی کو ملاش کیا تو گہریس نہ پایا حضرت  
 اس وقت ایک انصاری کو باغلو اجرت پر پانی دے رہے تھے اپنے اونٹ پر پانی لا دلا دے گئے تھے  
 اور سینچتے تھے یہ خبر پا کر وہ لوگ وہاں گئے جب حضرت علی نے اونکو آنے دیکھا فرمایا حیرت  
 کہ ہر آئے ابو بکر نے کہا ای ابو الحسن کوئی بزرگی ایسی آتی نہیں جو تم میں ہو بلکہ ہر چہی بات  
 میں تم دوسرے دوسرے بڑے رہتے ہو سب پر نکو فوقیت اور فضلت رہتی ہے اور رسول اللہ  
 کے دل میں بھی تمہاری جگہ ہے ایک نئے قرابت تو یہ پہلو سپر یہ بات کہ سب سے اول  
 مسلمان ہوئے باجوہ اس شرف اور مرتبہ کے تعجب کی بات تھیں انکے خیر رسول کی  
 درخواست مکی اسکا سبب بتا دیا ہے سب قریشی کہہ گزرے کسی کی عرض  
 قبول نہیں ہوتی حضرت بھی فرما مائے میں کہ خدا کے اختیار ہے  
 ہم یہ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے فقط تمہارے واسطے ڈھیل ڈال رکھی ہے حضرت  
 امیر علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بہا رہا ہے ابوبکر تو نے دبی آگ کو ابھار دیا  
 اور سوئی کو جو کھانا خدا کی قسم کہا کے کہتا ہوں کہ فاطمہ کی نسبت کی مجھے کمال غیبت ہے  
 اور مجھ سے شخص فاطمہ کی طلب سے بیٹھ رہے یہ ہونہیں سکتا مگر بات یہ کہ ناداری مانع آتی  
 ہے ابوبکر بولا ای ابو الحسن یہ بات تمہاری کہنے کی نہیں دنیا و مافیہا خدا اور رسول کو  
 نزدیک پہنچ رہے یہ شکر حضرت نے اپنے اونٹ کو کہو لدا اور ہکالتے ہوئے مکان پر  
 لایا ہر باند بکر جوتی بانوں میں ڈالی اور حضرت کی خدمت میں چلے معتبر روایت ہے  
 کہ چلنے سے پہلے وضو کیا غسل فرمایا اور اپنے قطری چادر کا بند ہے پر ڈالی اور دو رکعت  
 نماز حاجت پڑھی پھر حاضر خدمت رسول ہوئے ایک روایت یہ ہے ایک لونڈی نے  
 شاید ام امین ہو حضرت علی سے کہا کچھ جنبہ ہے فاطمہ کے سنگنے رسول اللہ کے پاس

آنے لگی حضرت علی فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں اوسنے کہا واہ کئی جگہ سے  
 بات آپکی تھیں کون چیز مانع ہے جو حضرت کو پاس نہیں آتے شاید حضرت ہمیں سے  
 شادی کر دیں میں نے کہا میری پاس کیا ہے جب پرانا بڑا حوصلہ کروں اوسے کہا  
 اگر تم حضرت کے پاس آؤ گے تو ضرور بالضرورت سے عقد کر دیں گے اس میں کچھ شبہ  
 نہیں غرض مجھے وہ کنیز بڑا بہادری ہی آخر میں حضرت کی خدمت مبارک میں آیا مگر حضرت  
 کی محبت اور جلالت ایسی تھی کہ دفعۃً آدمی لب نہ کھول سکتا تھا میں چپکا کر حضرت کی  
 روبرو بیٹھ گیا واللہ مجھے اتنی قدرت نہ تھی کہ کچھ کہوں خود حضرت نے پوچھا کیوں آئے ہو  
 کیا مطلب ہے میں پہر بھی کچھ نہ کہہ سکا سکوت کیا پہر حضرت نے ارشاد کیا شاید فاطمہ  
 کی درخواست کو آئی ہو میں نے آہستہ سے کہا ہاں بھی غرض ہے بعض روایات میں ہے  
 کہ حضرت علی علیہ السلام میں دن تک کھڑا رہا کئے مگر شرم کے مارے زباں نہ اونٹنی اظہار  
 مطلب کا یا راہنوا آخر حضرت نے خود ہستفساد فرمایا اور ابن عباس سے یوں روایت ہے  
 کہ لوگ آکر رسول اللہ سے ستیدہ کے درخواست کرتے تھے ہاں اور نہیں تو ایک طرف  
 حضرت سکر نہ پیتے تھے آخر لوگ مایوس ہو کر بیٹھ رہے پس ایک دن تنہا سعد مذکور نے  
 حضرت سے ملاقات کی اور بہات کا تذکرہ کیا اور کہا واللہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں  
 کہ حضرت نے جو آج تک کسی کی درخواست منظور نہیں فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے  
 کہ تم سے عقد کرنا منظور ہے حضرت علی نے فرمایا تم نے کہا جسے جانا بخدا میں کچھ مشہور اور  
 نامی آدمیوں میں ہوں نہ میری پاس سونا چاندی ہے سعد نے کہا تم ضرور جاؤ  
 اس بات میں میری خوشی کہ حضرت نے فرمایا آخر حضرت رسول سے جا کر کیا کہوں  
 سعد بولایا کہو اللہ اور رسول کے پاس فاطمہ و خنساء کی درخواست کرنے آیا ہوں سعد  
 کے کہنے سے حضرت ابو تراب رسالتیاب کی خدمت میں گئے تو سب گھر لحاظ سے کچھ کہہ

کہہ سکتے تھے سامنے جا کر خاموش نہیں ہے حضرت رسولؐ نے فرمایا کیا کوئی حاجت کہتے  
 ہو یا علی عرض کیا ہاں میں درخواست کرنے آیا ہوں اللہ و رسول سے فاطمہ بنت رسول  
 کے حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا مرحبا اس کلام ضعیف اور نمائی آواز پر اور بریدہ اصحابی نقل  
 میں کہ چند شخص قوم انصار سے اسباب میں عرض پرداز ہوئی تھے اور حضرت علیؑ کو جانچ پر  
 آمادہ کیا تھا اور جناب رکناب نے جواب میں فقط اتنا فرمایا کہ مرحبا و بلا خوب کیا تم آئی حضرت  
 امیر المومنین نے اول انصاریوں سے جو منظر تھے جا کر یہ کیفیت بیاں فرمائی کہ چو اب  
 ملا ہے اصحاب نے کہا یا علی انہیں سے ایک لفظ بھی حضرت رسولؐ کی زباں مبارک  
 سے کافی ہے اور ہمیں تو حضرت نبیؐ بی بی بھی عطا کی اور وسعت بھی دی اور بروایت  
 ابن عباس جب حضرت علیؑ نے نلیٹ کر سعد کو اطلاع دی وہ بولو اللہ تم سے نکاح کر گئے  
 وہ خلاف وعدہ نہیں ہیں اور جھوٹ نہیں بولتے یا علی میں تمہیں تاکید کہتا ہوں کہ کل چاہو  
 اور یہ کہیں کو یا نبیؐ اللہ کرب ظاہر فرماؤ گے حضرت علیؑ نے فرمایا یہ تو پہلے بات سے بھی زیادہ  
 مشکل ہے مینے تو رسول اللہؐ سے یہ کہی آج تک نہیں کہا کہ یا حضرت میرا یہ کام ہے کر دیجو  
 سعد نے کہا بطرح میں کہتا ہوں تم اوس طرح کرو غرض اگلی دن حضرت امیر المومنینؑ  
 پہر گئے اور جا کر عرض کیا یا رسول اللہ کرب اسکا اعلان فرماؤ گے حضرت نے جواب دیا  
 آج شب کو انشاء اللہ تعالیٰ مترجم کہتا ہوں اس بیاں سے معلوم ہوا کہ اور مہاجر و  
 و انصار کی تحریک سے حضرت امیر المومنینؑ اسکا رہوی ابو بکر کا بانی سبانی ہونا اور رحم کرنا جو  
 صاحب مناقب وغیرہ اہل سنت کی روایت ہے قابل اعتبار نہیں شیخین سے بعید ہے  
 کہ حضرت علیؑ کی خیر خواہی کریں ولو فضا اگر کسی غرض سے ہوا بھی ہو تو کیا پنجوں داہ  
 راہ شاید غرض یہ ہو کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے خیر پر چہ بادا داپنے مطلب سے مطلب ہے  
 مناقت میں لکھا ہے جب حضرت امیر و خواست لیکر گئے تو جناب سرور کائنات اپنی

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جڑ میں تشریف رکھتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے  
 دروازہ کی رنجیر ملائی ام سلمہ نے کہا دروازہ پر کون ہے ابھی حضرت علی کہنے ہی نہیں پائے  
 کہ میں ہوں علی جو رسول کریم نے خود منہ مایا اسے ام سلمہ اٹھ کر  
 دروازہ کھول دے اور کہہ آ جاؤ یہ وہ شخص ہے جسکو اللہ اور  
 اللہ کا رسول دونوں دوست رکھتے ہیں ام سلمہ نے عرض کی خدا ہوں آپ  
 میرے ماں باپ کوں شخص ہے جسکی آپ اس قدر تعریف فرماتے ہیں اور اپنی آپ نے  
 اسکو دیکھا ہی نہیں حضرت نے ارشاد کیا چپہ ہاں ام سلمہ ایک مرد پر جو لغو نہیں اور  
 فراج ہے یہ میرا برادر اور ابن عم اور میرا پاپا ہے ام سلمہ کہتی ہیں اتنی جلدی کر کے ادھی  
 قریب تھا کہ چادر میں اوچھک کر گر پڑوں پس مینی دروازہ کھول دیا گیا دیکھتی ہوں علی ہیں ابھٹکا  
 کے لاڈلی خدا کی قسم جب تک میں اوٹ میں نہ ہو گئی اس وقت تک انہوں نے حجرہ میں قدم  
 نہیں رکھا جب میں اکطرف ہو گئی تو اندر آئی اور رسول خدا کو سلام **السَّلَامُ**  
**عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ** کہا حضرت نے جواب دیا **وَعَلَيْكَ**  
**السَّلَامُ** آؤ بیٹھو ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضرت کے فرمانے کی موافق وہ حضرت کے  
 سامنے آ کے بیٹھ گئے اور زمین کی طرف دیکھنے لگے گو یا کسی کام کو آئی ہیں اور کہتے ہوئے  
 شرم آتی ہے دیر تک وہ اسطرح سر جھکا می نیچے نگاہ کئے بیٹھے رہے ام سلمہ کہتی ہیں معلوم  
 ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ علی کے دل کا حال گئے تھے علی سے خطاب کر کے فرمانی  
 گئے معلوم ہوتا ہے کوی عرض لیکر آئے ہو ہاں اپنا مطلب بیان کرو جو دل میں ہے  
 زبان پر لاؤ تمہارا کام مجھ سے جو تعلق ہوگا اور سکو ہوا جاؤ حضرت علی نے عرض کیا میرے  
 ماں باپ آپ کے صدقہ آپ خوب جانتے ہیں حضرت نے مجھے چین میں اپنے چچا ابو طالب  
 اور فاطمہ زہرا سے لیلیا تھا جب مجکو کچھ شعور بھی نہ تھا حضور نے اپنے ساتھ کرنا

کہلایا اپنی طور طریق پر تعلیم کیا تم مجیر الو طالب باب اور فاطمہ مال سے بڑے شفیق اور  
مہرباں رہے حضرت کے بدولت خدا کی مجاہدیت دی اور جس حیرت اور شرک میں ہمارا  
گہرانہ مبتلا تھا اس سے بھی نکال لیا خدا کی قسم یا رسول اللہ دنیا اور عقبی میں میرا وسیلہ  
آپ میں مجھے فقط تمہاری ذات کا ہر وسعہ ہے اور بعض روایت میں یہ کہ حضرت نے اپنی  
قرابت کو ذکر کر کے عرض کیا کہ سب سے اول میں رسالت کی تصدیق کی اور راہ خدا کی  
جہاد کیا اور آپکا ہر دم حیر خواہ ہوں حضرت نے فرمایا تو سچ کہتا ہے جس قدر تو فی سائے کیا  
تو اس سے یہی افضل ہے عرض حضرت علی نے اپنا استحقاق اور اخلاص بیاں کر کے  
عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ہر طرح سے آپکے صدقہ سے مجھے تقویٰ ملے مگر میں چاہتا ہوں  
میرا گہرا آباد ہو جاؤ بی بی کے ہونیسے ایک نو علی اطمیناں اور بی فکری ہو جاؤ گی اب  
اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں میری خواہش اور رغبت یہ ہے کہ میری درخواست قبول  
ہو اور فاطمہ کا عقد مجھ سے فرماؤ آپکو یہ امر منظور ہی یا رسول اللہ سلمہ نقل کرتی ہیں میں نے  
رسول اللہ کی طرف دیکھا حضرت کا چہرہ خوشی اور خوبی سے چاند کی طرح چمکنے لگا ہر حضرت  
ابو الحسن کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور بولی اے علی تیری پاس کچھ ہے کہ جیسے تجھ سے  
عقد کر دیں حضرت علی نے عرض کیا اہل ہوں تیرے پیاراں آپ حضرت سے میرا حال کچھ چھپایا  
میری ملک میں ایک سیف اور ایک زہ اور ایک آب کشی کا اونٹ ہے اسکے سوا کچھ  
مال متاع نہیں رکھتا حضرت نے فرمایا یا علی تلوار کی تمکو ضرورت نہ تھی ہے اس سے  
راہ خدا میں جہاد کرتے ہو اور خدا کے دشمنوں کو قتل کرتے ہو اور اونٹ پر تم اپنے لئے اور  
درختوں کے واسطے پانی لاتے ہو اور اسباب لادو کا سفر میں کام دیتا ہے فقط زہ پر  
تمسے بیاہ دیگے اسی پر ہم تم سے راضی ہیں اور بروایت دیگر فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے  
جو ہم میں دو پیسے غرض کی آواہ یا رسول اللہ میری پاس کچھ نہیں حضرت بولے



وہ زرہ کیا کی جو ہم نے مکودمی تھی حضرت علیؓ لقمہ دیتے ہیں کہ وہ زرہ حطمیہ تھی جسکی قیمت نرخ بازار چار سو درہم تھے میں نے عرض کیا وہ میری پاس ہے حضرت نے ارشاد کیا ہم نے اوسے پر عقد کیا اوسکو ہمارے پاس بھیج دہ مہر ہے فاطمہ بنت رسولؐ کا اور بروایت دیگر جب حضرت امیر المومنینؓ نے درخواست پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ کل حسب اور نسب قیامت کو منقطع ہو جاوے گی سو امیرؓ حسب اور نسب کی حضرت نے فرمایا حسب میری قربت کا حسب ہے اور نسب قرب خدا ہے پھر خند پیشانی ہو کر ارشاد کیا تمہارے پاس کچھ ہے کہ ہم تمہاری شادی کر دیں حضرت علیؓ نے عرض کیا آپؐ پر میرا حال خوب روشن ہے میرے پاس ایک گھوڑا ہے ایک نچراکتی لوہار ایک زرہ حضرت نے فرمایا زرہ کو بیچ ڈالو۔

## احالہ قبول برضا بقول ہفتفسار بلاء عار

ایک روایت میں یوں لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے درخواست کی تو حضرت نے فرمایا یا علیؓ تجھ سے پہلے بہت تحفوں نے پیغام دیا ہے میں نے فاطمہ سے جا کر ذکر کیا اوسکے چہرہ سے ناراضی کے آثار پائے گئے مگر تم ذرا ٹھہرنا ابھی پلٹ کر آتے ہیں یہ فرما کر داخل حرم سرا ہو کر ترجمہ کہتا ہوں مناقب وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت رسولؐ پیغام کے وقت ام سلمہ کے حجرہ میں تھے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درخواست کے وقت حضرت باہر تشریف رکھتے تھے اور ممکن ہے کہ ام سلمہ کے حجرہ سے اٹھ کر سیدہ کے حجرہ میں تشریف لے گئے ہوں واللہ اعلم بہر حال حضرت وہاں سے اٹھ کر اوجھل تشریف لے گئے جہاں خاتون بیٹی تھیں حضرت سیدہ نے حسب عادہ اور معمول مبارک کے اٹھ کر عباسؓ سنبھالی انھیں ہتھامی پانی لاکر اپنے ہاتھ سے پاؤں دھوئے منہ دھوایا پھر بیٹھ گئیں حضرت نے فرمایا انکو فاطمہ

سنہتی ہو سیدہ نے عرض کیا لبیک لبیک بدل جان حاضر ہوں میرا دیریاں ایک لڑکا  
 ہے کیا ارشاد ہے فرمائی یا رسول اللہ فرمایا علی بن ابیطالب کی قرابت اور فضیلت  
 اور سب سے اول مسلمان ہونا مکتوم معلوم ہے کہنے کی حاجت نہیں اور میں نے خدا سے  
 استدعا کی تھی کہ بہترین خلق اور محبوب ترین مخلوق سے تیرا پیوند کرے سو آج علی بن  
 ابیطالب تیری رشتہ کی درخواست کرنے آئے ہیں حضرت فاطمہ نے سکر سکوت کیا  
 اور جیسے قاعدہ ہے کہ ناگوار بات سکر نفرت سے منہ پھیر لیتے ہیں حضرت سیدہ نے منہ  
 نہ پھیرا گویا شرم سے سکوت کیا پس جب کبھی طرح رسول اللہ کو یہ ثابت ہوا کہ سیدہ کو ناگوار  
 گزرا ہے اور چہرہ سے نارضا مندی اور تردد پایا گیا تو حضرت اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا  
 اللہ اکبر سکوٹھا اقرار ہوا اسکی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے بعض روایت میں نقل  
 ہے کہ جب حضرت نے قصد کیا کہ سیدہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نامزد فرماویں تو  
 خلوت میں علاحدہ ہو کر سیدہ سے مشورہ کیا خاتون جنت نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا  
 فرمانا پس جو چشم جو حضرت کی راے ہے وہ سب سے اولیٰ ہے البتہ اتنی بات ہے کہ  
 قریش کی عورتیں مجھ سے بیان کرتی ہیں کہ علی کا پیٹ بڑا ہے بازو لہنے لہنے ہیں اور  
 جو رہند بہاری ہیں پیٹ پر یونہی بال نہیں آنکھیں بہت بڑی ہیں اور گردن پیلی ہے منہ  
 کھلا رہتا ہے اور غریب و نادار بھی ہے حضرت نے فرمایا ای فاطمہ کیا تو نہیں جانتی  
 جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف نظر کی تو مردوں میں سے مجھ کو انتخاب کیا اور پھر دوبارہ  
 علی کو انتخاب کیا پھر مجھ کو عورتوں میں سے منتخب کیا ای فاطمہ جب مجھ کو معراج کی رات  
 آسمانوں تک سر کرانی تو منیٰ صخرہ بیت المقدس پر لکھا یا اَکَالِہُ اِلَّا اللہ و  
 مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ اَیْذُہُ یُؤْذِیْہِمْ وَنَصْرُہُ یَنْصُرُہُمْ سوا کوئی  
 معبود نہیں اور محمد خدا کا پہچا ہوا ہے اور اوسکا یار و مددگار اوسکا وزیر ہے مینی جبریل



پوچھا یہ میرا وزیر کون ہے جبریل نے کہا علی بن ابیطالب جب میں سدرۃ المنتہی پر پہنچا وہاں بھی یہی مصنون لکھا دیکھا جب عرش کے نزدیک گیا وہاں بھی عرش کے ستونوں پر یہ عبارت نقش تھی جب جنت میں جائیگا اتفاق ہوا تو جنت میں طوبی کا درخت دیکھا اور اس کے جڑ علی کے مکاں میں پائی اور جنت کی ہر ایک قصر میں اور ہر محل میں اس کے ایک شاخ ہے طوبی پر سندس اور استبرق کے حلو کی جا باندیاں لگتے ہیں ہر ایک بندہ مومن کو دس لاکھ جامہ دانیوں ملیں گی ہر ایک عابدانی میں لاکھ لاکھ جوڑے ہونگے ایک حکم دوسرے حلد سے مشابہ ہونگا رنگ رنگ کے ہونگے اور وہی حلے بہشتیہ نکال باس میں اس کے وسط میں ظل محدود ہے جنت کی وسعت میں واسما کی وسعت کے برابر ہے یہ جنت اونکے واسطے ہے جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور یہ ظل محدود اتنا وسیع ہے کہ اگر گھوڑے سوار سو برس تک اس کے سایہ چلے تب بھی طمی نہو اسی ظل محدود کا قراں میں مذکور ہے اور طوبی کی شاخوں میں میوہ لگتے ہیں جنہوں کے واسطے اور کھانے لگے ہیں اونکے گہر دل میں پڑے لٹک رہے ہیں ایک شاخ پر سو سو طرح کے میوہ ہیں جنہیں بہت سے میوہ ایسے ہیں جو دنیا میں تمہارے ہونے نہیں دیکھے اور نہ سنے جب اونکو توڑ لیجے تو اونکی جگہ فوراً اور کل آنے میں ایک مقررہ وقت ہے اور انہیں کی نشان میں ہے نہ وہ ختم ہوتے ہیں نہ وہاں روک ٹوک ہے ایک نہر درخت طوبی سے نکلی ہے او میں سے چار طرح کی نہریں بہتی ہیں اول پانی کی نہر ہے جسکا پانی کہی سڑتا نہیں اور ایک دودھ کی نہر ہے جسکا فرو کہی نہیں کہتا ایک شراب کی نہر ہے جسکی لذت پینے سے علاقہ رکھتی ہے ایک صاف کمی ہوئی شہد کی نہر ہے اسی فاطمہ اللہ نے علی کو شات جفلیتس دی ہیں ایک تو وہ سب سے اول میرے ساتھ قبر سے اٹھے گا اور سب سے پہلے میرے ساتھ چلے گا اور دوسرے کی گتے

کہیگا پھر میرے گناہگاروں کو اور چوروں کو اور سب سے اول میرے ساتھ علی کو لباس  
 پہنایا جاوے گا یعنی برہنہ حشر اور سکا نہوگا اور سب سے پہلے میرے ساتھ عرش کے درخت پر  
 کھڑا ہوگا اور سب سے پہلے میں اور وہ داخل بہشت ہونگے اور عیسیٰ میں سکونت کریں گے  
 اور حقیق مخطوم سے جس پر شک کی مہر لگی ہے پہلے ہم نوش کریں گے پھر دوسروں کو  
 نصیب ہوگا مناسب ہے کہ ثانی لوگ ان نعمتوں کی طرف رغبت کریں ای فاطمہ خدا  
 علی کو آخرت میں یہ سب کچھ دی رکھا ہے اور یہ سامان اوکی لئے خبت میں تیار ہیں  
 تادار ہے تو کیا ہوا اور تو جو کہتی ہے کہ او سکا پیٹ بہاری ہے سبب او سکا یہ ہے کہ  
 علم سے پر ہے خدا نے کل میری اُرت میں علم اوس سے مخصوص کیا ہے اور او سکویت  
 دی اور چیکھا کہ او سکے ماتھے پر بال نہیں سکنیں پٹی پٹی میں تو سبب او سکا یہ ہے کہ  
 خدا نے علی کو بصورت آدم صافی کے خلق کیا ہے۔ اور لہذا ہاتھ ہونے کی وجہ سے کہ  
 کہ وہ اولیٰ اعداد دین کے اور دشمنان رسول کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور اداں ہاتوں سے  
 دین کو ظاہر کرتا ہے اگرچہ پشتر کو نکو ناگوار ہے اور بدولت علی کی بہت سے فتح اس بہت کو  
 نصیب ہونگے اور بہت سے کافرو نکو اں ہاتوں سے مارا گیا حکم نزول قرآن کے  
 اور اداں منافقوں کے سر اتار گیا جو باغی اور عہد شکن ہیں اور فساد میں حکم مابول قرآن  
 کے خدا اسکی صلب پیدا کر گیا دونو جوان اہل بہشت کے یعنی حسن اور حسین کو جو  
 عرش کی نزیت ہے ای فاطمہ خدا نے جس نبی کو بھیجا سب کی ذریت او کی صلب سے  
 گردانی پر میری ذریت اور اولاد صلب علی سے ہوگی اگر علی خلق نہ ہوتا تو میری نسل جلتی  
 جناب سیدہ نے پیشتر عرض کیا میں علی کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتی دنیا بہر میں  
 مترجم کہتا ہوں یہ روایت مرفوع ہے مشہور بھی ہے کہ یہ حکایت و حکایت اور مال  
 سیدہ کا بعد عقد کے ہوا چنانچہ اپنی محل پر او کا اسوقت فقط تانا ہی ہوا کہ سیدہ

سکر سکوت کیا اور حضرت نے دلیل ضامندی قرار دیا بلکہ کچھ روایات سے سمجھا جاتا  
 کہ بالا بلا عقد کر دیا تھا اور جب حضرت سیدہ کو اطلاع ہوئی تو اس عرض و عرض کی نوبت پہنچی یہ امر  
 ممکن ہے حضرت رسول مختار جب کا عقد جس چاہیں اور جو چاہیں کر سکتے تھے اولیٰ ہوا اور مختار عام ہوا اور سیدہ تو باپ  
 ظاہر یہ ہے کہ بطور خود کسی وقت مشورہ لیا گیا تھا علیٰ کل حال امت کو لازم ہے کہ  
 یو چھے عقد نکاح میں وارد ہے **لَا تَنْكِحُوا الْاَیْمَانَ حَتّٰی تَسْتَأْمِرُوا وَلَا تَنْكِحُوا**  
**النِّكَاحَ حَتّٰی تَسْتَأْذِنُوا ذٰلَکَ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُوْنَ** بکر ہو یا شیب عورت کا نکاح اجازت لیکر  
 کرنا چاہئے البتہ بکر کا سکندر خاموش ہونا اور شرا کے چپ رہنا بمنزلہ اقرار کے ہے  
 منہ سے کہنے کی ضرورت نہیں اور کہی تو حاجت بھی نہیں اور سکندر دینا یا منہس پڑنا  
 بلکہ موقع پر رو دینا بھی بھی حکم رکھتا ہے۔ ہاں اسکا خیال رہے کہ ناراضی و مجبوری کا  
 سکوت نہو چہرہ سے طلال کے آثار ظاہر نہو۔ ورنہ خموشی پر اکتفا نہو گا اور بکر عربی میں عذرا  
 کو کہتے ہیں کنواری ہو یا بیاہی رائد ہو یا سہاگن یا مطلقہ پس یہاں پر بکر سے مراد سیدہ  
 مراد ہے اگرچہ پہلی اور سکا عقد ہو چکا ہو اور بیوہ یا مطلقہ ہو گئے ہو اور شیب سے مراد مرد  
 دیدہ ہے اگرچہ انہی کنواری نہو یا بیاہی گئی ہو پس بکر کا عقد بدو ن منشا لینے کے بچا ہے  
 بلکہ بکر بیوہ کے عقد میں تو زبانی اقوار احوط ہے اور کنواری غیر بکرہ کے عقد میں تو یہ امر  
 درجہ اولیٰ مخطوط خاطر نکاح خواں رہنا چاہئے اور روایت کا غرہ فضول ہے بالعمدہ شیدہ  
 پر باپ دادا کی ولایت پوری طور سے باقی نہیں رہتی پر وصی اور مربی اور باقی رشتہ دار  
 نواگ رہے وہ تو نابالغ کے بھی مختار نہیں حتیٰ کہ والدہ اور بہائی ان سب کا عقد فضولی  
 ہے اور فضولی میں کلام ہے باقی شرم و حیا و حضرت من شرم نہیں اور ذکر  
 کر نہیں تو کچھ عیب و عار بھی نہیں گہر کی بات ہے بہت طرح سے دریافت ہونا سہل ہے  
 اور سیدہ کے عقد پر قیاس نکرو اول تو او کا عقد یہ دریافت کرنا منقول ہوا ہے اور

نہ بھی ہو تو کیا ہے اسکا عقد بکرم خدا ہوا اور رسول خدا نے کہا بلکہ زمیں پر عقد ہوئی ہے  
پہلے آسمان پر ہو چکا تھا خود خداوند عالم کر چکا تھا۔

## عقد آسمانی بالوف شادمانی

روایات گذشتہ میں لکھا ہے کہ جب سیدہ فی سکوت کیا تو اوس وقت جبریل وحی لیکر  
نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا محمد اسکا عقد علی سے کر دو خدا نے فاطمہ کو علی کے واسطہ  
پسند کیا اور علی کو فاطمہ کے لئے تجویز فرمایا ہے اور چند روایات معتبرہ میں لکھا ہے خود حضرت  
امیر المومنین سے روایت ہے حضرت فرماتے ہیں مجھے بہت ازر وہی کہ سیدہ سے میرا  
رشتہ ہو جاوے مگر محجرات نہوتی تھی جو حضرت سے کہوں رات دن یہ بات میرے دل میں  
کہنکتی تھی آخر ایک روز جرات کر کے خدمت اقدس میں گیا رسول اللہ نے فرمایا علی  
مینو عرض کیا البیک یا رسول اللہ حاضر ہوں کیا ارشاد ہے فرمایا تم شادی کر دو گے مینے عرض  
کیا جو حضرت کے نزدیک مصلحت ہو جناب مجھ سے بہتر واقف ہیں حضرت کا یہ قصد تھا کہ  
قریش میں سے کسی عورت سے میرا عقد کر دیں اور مجھے سیدہ کے ہات سے نکل جانے کا  
بہت ڈر تھا عرض اسوقت وہ بات دب دیا گئی جب وہ وقت ٹل گیا تو ایک روز میں خیر  
یہاں تھا کہ دفعہ ایک آدمی آیا اور بولا جلدی چلو حضرت بلاتے ہیں آج حضرت بہت فرحان  
ہیں ایسا خوشی پہنے کہی حضرت کو نہیں دیکھا حضرت علی فرماتے ہیں میں جہٹ کر آیا تو حجر  
آم سلمہ میں حضرت کو پایا جب میری طرف حضرت نے دیکھا تو خوشی و حضرت کا چہرہ جاکد کی طرح  
چمکنے لگا اور سکرانے میں آپکے دنداں مبارک کی سفیدی برق کی طرح چمک گئی پس فرمایا  
یا علی خوشخبری ہو تجھے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے فکر کو جو ہمارے عقد کے باب میں تھی  
رفع کی مینے عرض کیا یہ کیونکر ہوا فرمایا جبریل آئے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ

یہی مہنتی جو حضرت علی آئی حضرت نے فرمایا کہ ہر آئے عرض کیا سلام کر نیکی حاضر ہوا ہوں  
 حضرت نے فرمایا یہ جبریل مجھے خبر دیتے ہیں خدا کی طرف سے کہ اللہ نے فاطمہ کو مت سے تزیین فرج  
 کر دیا اور چالیس ہزار فرشتہ کو نکاح کا گواہ کیا اور دیگر روایات میں حکم ربانی کو ہر  
 تفصیل سے نقل کیا ہے کہ پہلے ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہہ دیا محمد اللہ تعالیٰ تم کو سلام  
 کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے فاطمہ کو علی سے تزیین کیا تم بھی اوس سے عقد کر دو اور  
 ہم نے طوبیٰ کو حکم دیا کہ ہوتی انوکھا اور باقوت سے پھلے اور آسمان والوں میں بڑی اسکی  
 دھوم دھوم ہی ہے اور ان دونوں سے دو فرزند متولد ہونگے جو سردار ہیں جو انان بہشت  
 کے پس بشارت ہو تم کو یا محمد کہ تم اولین و آخرین سے افضل ہو اور اکثر روایات میں آمد  
 فرشتہ کے بی تعیین وقت اور تاریخ کے سیدھے قتل ہوئی ہے کہ ایک دن جناب سالتاب  
 بیٹے ہوئے تھے جو یکایک ایک فرشتہ آیا اور اس کے جو ہنیں سر تھے حضرت رسول خدا نے  
 فرمایا اے جبریلؑ کہ یہی تم کو اس صورت کا نہیں دیکھا ملک نے عرض کیا میں جبریل نہیں  
 ہوں میرا نام محمود ہے خدا ہی مقرر ہے کہ نور کو نور سے وصل کروں  
 حضرت نے فرمایا کس سے وہ فرشتہ بولا فاطمہ کو علی سے جب وہ ملے گا تو حضرت نے  
 دیکھا اس کے شانوں کے بیچ میں لکھا ہے **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلٰم**  
 حضرت رسولؐ نے اپنے پوچھا اس تحریر کو تمہارے شانوں کو درمیان لکھی ہوئے کہنا عرصہ ہو  
 ہوا گا ملک محمود نے عرض کیا آدم کی پیدائش سے بائیس ہزار برس پہلے اور بقول پیغمبر  
 ہزار برس پہلے اور بعض روایت میں ہے کہ اوس فرشتہ کے پیش سر تھے ہر سر میں ہزار  
 زبان اور نام اس کا ہر صائیل تھا اور بقول سیطائیل اور بروایتی یہ ہر صائیل ہر زبان  
 الگ الگ بولیوں میں خدا کی تسبیح کرتا تھا اور پتیلی اسکی ساتوں فلک اور ساتوں  
 زمیں سے چڑھائی میں زیادہ تھی اور دونوں شانوں کے درمیان یہ لکھا ہوتا

لا اله الا الله محمد رسول الله علي بن ابي طالب مقيم الحجة

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں محمد پیغمبر خدا ہیں اور علیؑ و زید ابوطالبؑ کا تم کرنے والے  
 حجت کے ہیں۔ اور کیا عجب ہے کہ محمود ترجمہ صرائیل اور صیاطیل کا ہودے  
 اور منافق میں آمد ملک کو اسطرح ذکر کیا ہے کہ جب حضرت زبان دیکھے تو فرمایا  
 اے ابو الحسن تجھے ایک خوشخبری سناؤں حضرت علیؑ نے عرض کیا ہاں قربان ہوں  
 مہر پروردگار میرے وہ خوشخبری ارشاد ہوا آپ ہمیشہ فال نیک اور شکون مبارک  
 دینے والے ہیں اور نیک راہ بتلانے ہیں خدا کی رحمت ہوا آپ پر پس رسول اللہ نے  
 فرمایا بشارت ہو تجھے اے ابو الحسن کہ اللہ بزرگ اور برتر نے ہماری دنیا میں نشادی  
 کر نیے پھلے بجو آسمان پر فائز ہو کر دیا اور ابھی آجکلہ یعنی حجرہ ام سلمہ میں بیٹھے ہوئے ایک  
 فرشتہ میرے پاس آسمان سے نازل ہوا جسکے کئے منہ تھے اور بہت سے بازو تھے  
 پھلے منہ اس قسم کا کوئی فرشتہ نہیں دیکھا تھا اسنے آکر کہا السلاہ علیک  
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بشارت ہو تمہیں یا محمدؐ کہ پرگندگی دور ہوئی اور لڑائی قائم ہوئی  
 پوچھا کیا بات ہے اے ملکائے بشر یعنی خوشخبری دینے والے وہ بولایا محمدؐ میرا مہر صیاطیل  
 ہے ایک قائمہ عرش پر تعینات ہوں میں نے خدا سے درخواست کی کہ مجھے اجازت ملے تو  
 میں بشارت کو تمہارے پاس لیکر آؤں اور میرے پیچھے بھی جبریلؑ آیا چاہتے  
 ہیں وہ خدا کی طرف سے تمکو خدا کی کرامت کی بفضل خبر دینگے حضرت نے فرمایا کہ ابھی  
 اس فرشتہ کا کلام نام نہونی پایا تھا کہ انہی میں حامل وحی جبریلؑ امین آہو بچے اور بولے السلام  
 علیکے رحمت اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہؐ پہر ایک قطعہ حریر سفید براق جنت کے حریروں  
 میں سے میرے ہاتھ میں دیا اور سپر قلم نور سے دوسطریں لکھی ہوئی تھیں مٹی پوچھا یا اخی  
 جبریلؑ یہ پارچہ کیا ہے اور یہ تحریر کیا ہے جبریلؑ نے کہا یا محمدؐ اللہ بزرگ برتر نے



ایک دفعہ زمین کے طرف دیکھ کر تمہیں انتخاب کیا کل عالم میں پس تمہیں پیغامبر گردانا  
 پہر دوبارہ زمین کی طرف توجہ فرما کر ساری دنیا میں سے تمہارے واسطے ایک برادر اور  
 مصاحب اور وزیر اور داماد چھانٹا پس اس سے تمہارے بیٹے فاطمہ کو منسوب کیا  
 حضرت رسول اللہ نے کہا ای میرے حبیب جبریلؑ وہ کون شخص ہے جبریلؑ نے کہا  
 یا محمد دنیا میں تمہارا دینی بہائی اور نسب میں تمہاری چچا کا بیٹا علیؑ فرزند ابوطالبؑ  
 اور بروایت عقبہ ائمہ علیہ السلام سے یوں پہنچا ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمادے کہ حضرت علیؑ رضی  
 کو بلا کے فرمایا اسی علیؑ ابی جبریلؑ میرے پاس آؤ اور اس کے ساتھ بہشت کا ہاتھ لٹکوا  
 کچھ لو لگیں جنت کی تھی مجھے اوسنے دی مینے لیکر سونگھا اور ہتھسار کیا اس سنبل اور قفل  
 کا کیا پسید ہے جبریلؑ نے بیان خدا کیا خدا تعالیٰ نے جنت کے ملائکہ اور دیگر بندگان کو  
 حکم دیا کہ کل جنت کو آرائش کریں اور اس کے روشنی کو اور درختوں کو اور پہلواری کو سجایا  
 اور جنت کے محلوں کی صفائی ہو اور ہوا کو حکم ہوا کہ رنگ بنگ کے بوباس اور عطر سے  
 بسی ہوئی چلی اور جو رو کو فرمایا کہ سورہ طہ میں اور جمہور کو پڑھیں پھر ایک مناد غمی نے  
 عرش کے نیچے یہ ندا دی خبردار ہو جاؤ سب آج علی بن ابیطالبؑ کے ذلیمہ کا دن ہے  
 آگاہ رہو تم میں سے کون گواہ کرتا ہوں **اِنَّ زَوْجَتَ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ**  
**عَلٰی بْنِ اَبِیْطَالِبٍ** مینے تزویج کیا فاطمہ دختر محمد کو علیؑ پس ابوطالبؑ سے میرے رضامندی  
 دونوں کی طرف سے کافی ہے پھر خدا تبارک و تعالیٰ نے ایک سفید بدلی بھی جسے موتی  
 اور زبرجد اور لالہ نکھانہہ برسایا اور فرشتوں نے اُنہما بہشت کے سنبل اور قفل کو لٹکایا  
 یہ سنبل اور قفل اسے میں سے میں اور بروایت سابق جبریلؑ نے کہا کہ خدا نے حکم دیا بہشت  
 کہ ریت کرے پس بہشت نے زیبائش کی اور طوبیٰ کو حکم ملا کہ جلوس اور زیوروں سے لہجکا  
 اور جو میں سنگھار کریں اور فرشتوں کو حکم ملا کہ جو تھی سہمان پر بیت المعمور کے آس پاس



سب کرا جمع ہو جائیں پس اوپر کے فرشتے نیچے اترے اور نیچے کے آسمانوں کے فرشتے  
 اتر میں کے فرشتے اوپر گئے پھر خدا نے حکم دیا رضوان کو جو جنت کا خراجچی ہے اس نے  
 حسب الحکم منبر کرامت بیت المعمور کے دروازہ پر نصب کیا وہ منبر وہ ہے جس پر چڑھ کر  
 آدم نے فرشتوں سے اسرار کو بیان کیا تھا وہ منبر نور کا بنا ہوا ہے۔ مترجم کہتا ہوں کہ  
 ہمارے روایات معتبر میں نام اس فرشتہ کا محمود ہے اور اہل سنت کی روایات میں  
 صر صائیل یا سبطائیل ہے عجب کیا ہے کہ محمود ترجمہ ان لفظوں کا ہو یا اسکے کسی نام  
 ہوں بہر حال کل مذکور الصدور روایتوں میں بعد اس حال کے مذکور ہے کہ ہر ایک ملک کو  
 حجاب کے ملائک میں سے جس کا راحیل نام ہے حکم ملا کہ اس منبر پر جا کر خدا کی حمد و ثنا  
 جو اس کے واسطے زیبا ہے بجالائے اور خدا کی بڑائی کو ظاہر کرے لکھا ہے کہ اس فرشتہ  
 نے جبکہ کوئی فرشتہ خوش گفتار اور شہس کلام اور خوش آواز نہیں ہے پس حسب الحکم  
 خدا کے راحیل فرشتہ منبر پر گیا اور حمد و ثناء پروردگار عالم کی بجالایا اور اس کی تجید اور تقدیر  
 ادا کی اور ثناء و صفت کی جو خدا کی شان کے لائق ہے کہی میں تمام آسمانوں میں خوشیاں سہل  
 گئیں اور بروایت ائمہ ہدیٰ راحیل نے ایسا خطبہ پڑھا کہ کہی کہی نہ سنا تھا نہ دیکھا  
 نہ زمین کے رہنے والوں نے اور نہ آسمان کے باشندوں نے اور کئی روایت میں  
 اس خطبہ کو اس طرح نقل کیا ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ الْأَوَّلِ قَبْلَ وَلِيَّةِ الْأَوَّلِينَ  
 الْبَاقِي بَعْدَ فَنَاءِ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدٍ أَفْجَعْنَا مَلَكًا رُوحَانِيًّا وَ  
 بِرُوحِيَّةٍ مَلَكًا عَنِ وَلَهُ عَلَى مَا نَعْمَ عَلَيْنَا شَاكِرِينَ جَمْعًا عَنِ  
 الذُّنُوبِ وَسَيِّئَاتِ الْعِوَانِ اسْكُنْنَا فِي السَّمَوَاتِ وَقَرَّبْنَا إِلَى السَّرَادِقِ  
 وَحَبَّبْنَا إِلَيْنَا مِنَ الشَّهَوَاتِ وَجَعَلْنَا مَحْتَمَلًا وَتَهَوَّنَا تَقْدِيرًا وَنَسَبَنَا إِلَى  
 رَحْمَتِكَ الْوَهْبِ نَعْتَجِلْ غِلَّ الْحَادِ لَهْلَاكَ الْأَرْضِ الْمَشْرِقِ وَتَعَايِظُكَ عِزًّا لِمُحَمَّدٍ

حمد سے خدا کے لئے جو اقل ہے سب پھلونکے پھل سے اور باقی رہیگا بعد فنا  
 ہونے کل عالم کے اسکی حمد کرتے ہیں اسبات پر کہ اوسنے ہکون فرشتہ روحانی بنایا اور  
 اپنی پروردگاری کا مقرر کر دنا اور اوسکے لئے شکر ہے بوجہ اوسکی نعمتوں کے ماز کہ اوسنے  
 ہکون گناہوں سے اور بری رکھا ہکون عیب سے جگہ دمی ہکون آسمانوں میں اور نزدیک کیا ہکون  
 اپنے پر دون سے اور دو کیا ہم سے قصد کرنا خواہشوں کا اور گردنا قصد ہمارا اور خواہش  
 ہماری اپنی تقدیس اور تہیہ میں وسیع ہے رحمت اوسکی اور بخشی اپنی نعمتوں کا برتر  
 الحاد سے اہل زمین اور شہر کین کے اور بزرگ ہے اپنی عظمت سے وہ بہتان سے ملحدوں  
 کے سبط کتے کہتے اوسنے بیان کیا کہ پسند کیا بادشاہ جبار نے اپنی خلاصہ کرام اور اپنے  
 بندہ عظمت کو واسطے اپنی کنیز سید الدنار کے جو بیٹی ہے بہترین انبیاء اور سردار مرسلوں کی اور  
 اور پیشوا ی متقیوں کے پس خدا فی ہنود کیا نبی کو اسی شخص سے جو اوسکے گہرانہ سے ہے اور  
 اوسکی نبوت کا تصدیق کر نیوالا اور سب سے اول اوسکا کلمہ پڑھنے والا ہے یعنی علی خدا  
 سے بسبب فاطمہ بتول کے جو دختر ہے رسول کی مروی ہے کہ جب راجل خطبہ پڑھ چکا تو خدا  
 کی طرف سے جبریل نے میضمون پڑھا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**  
**وَأَمَّا فِي زَوْجَتِ فَاطِمَةَ أُمِّتِي مِنْ عِلِّيٍّ صَفْوَتِي أَشْهَدُ**  
**مِلَّتَكُمْ** حمد میری روا ہے اور عظمت میری بندگی اور کبریا ہے اور ساری مخلوق میرے  
 بندہ اور کنیزاں ہیں مینی فاطمہ اپنی کنیز کو علی سے جو میرا برگزیدہ بندہ ہے بیاہ دیا ای  
 فرشتہ تم گواہ رہنا اور کنی روایتوں میں ہے کہ خدا نے حکم دیا جبریل کو کہ نور کو نور سے  
 عقد کر پس خدا ولی تھا اور جبریل طیب یعنی حضرت علی کی طرف سے جبریل نے نکیل  
 بندہ خطبہ کیا یا خطبہ پڑھا اور میکائیل منادی ہوا اور قبول میکائیل حضرت رسول اسکی طرف سے  
 وکیل ہوا اور سرافیل داعی یعنی دعا گو اور مبارک باد دینے والا اور امین کہنے والا تھا

اور عزرائیل پہنچا اور کرنے والا اور بانی فرشتے زمین و آسمان کے عقد کے گواہ تھے اور  
 بروایت مناف بن جبرئیل کہتے ہیں میں نے پختہ کیا نکاح کو اور کل فرشتوں کو گواہ گردانا اور کئی  
 گواہی اس حریر میں تحریر کی گئی اور بعض روایات کی رو سے چار ہزار فرشتے گواہ تھے اور  
 ایک روایت میں شتر ہزار کہے ہیں شاید دراصل عدد گواہوں کا شتر ہزار ہو مگر قبالہ پر  
 دستخط چار ہزار کے کر اے گئے **وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمَقْصُودَ** جبرئیل کہتے ہیں پس خدا  
 مجھ کو حکم دیا کہ اس حریر کو آپ کے سامنے پیش کروں اور یہاں دکھلانی ایک مشک کی  
 مہر لگا کے رضوانِ خرمینہ دارِ جنت کو سپرد کروں اور بروایت صحیح پھر ایک مناد مجھے  
 ندا کی اسی فرشتہ سمیرے اسی جنت کے باشند و مبارک باد و تم علی بن ابیطالب  
 حبیب محمد کو اور فاطمہ دختر محمد کو بیٹے بھی اور نیکو برکت دی اگاہ رہو کہ میں نے تزیین کیا  
 اپنی پیاری عورت کو اپنے بہت پیارے فرد سے بعد نبیوں کے اور رسولوں کے  
 مترجم کہتا ہوں بظاہر یہ فقہ اصول مذہب اور روایات متواتر کے خلاف ہے  
 جناب امیر المومنین سوائے خاتم الانبیاء کے اور سب انبیاء سے بلکہ رسولوں سے افضل  
 ہیں اور زیادہ محبوب ہوتا تو قطعاً یہ ظاہر ارامی ولی سہو کیا عادت منہ سے نکل گیا یہ صلیوۃ  
 خود امام نے فرمایا ہو اور ممکن ہے کہ محبوب سے حجت الہیہ ہونا مراد لیں یعنی امام حجت  
 برحق ہیں انبیاء کے بعد چنانچہ مروی ہے کہ حکیم راحیل فرشتہ نے جو بڑا بولنے فرشتہ ہے  
 عرض کی اسی رب میرے اب تو اور کیا برکت لکھو دیکھا آج ہم جو کچھ جنت میں اور ترے  
 دربار میں اونکے واسطے دیکھتے ہیں اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی جواب آیا  
 راحیل اب میری برکت اول دونوں پر یہ ہے کہ اول دونوں کو اپنی محبت پر جمع کروں گا اور اپنی  
 بندوں پر اونکو اپنی محبت اور سند گہ وانوں کا قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں اونکی نسل  
 سے ایک ایسی مخلوق خلق کروں گا جنکو اپنا خراجی زمین پر بناؤں گا اور اپنے علم کے

کان گردانو گامیرے دین کے ہادی اور میری مخلوق کے امام ہونگے نبیوں کے بعد  
 اور مناقب میں لکھا ہے جو وقت خدانی علی وفاطمہ کے عقد پر فرشتوں کو گواہ لیا تھا  
 اس وقت درخت طوبیٰ کو یہ حکم ملا کہ تو جلی اور زیور واکر لیس او سے نثار و قربان کیا  
 جو کچھ او سپر پہلا اور لگا تھا فرشتوں نے او سے چٹا اور حوروں نے لٹا اور آپس میں  
 او کو حوریں تحفہ دیتی ہیں اور نازاں ہیں اور نازاں ہیں گی قیامت تک اور مروی  
 ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ یہ خیر النساء کا صدقہ ہے اور کئی روایتوں میں ہے کہ حسنہ  
 اور سوز زیادہ لٹا یا عمدہ شے او سکے ہاتھ لگی وہ قیامت تک اوروں پر فخر کیا کرے گی  
 اور بروایت دیگر طوبیٰ نے سفید چمک دار موتی اور خوب سبز رنگین لال اور عمدہ سبز  
 رنگ کز مرد اور ابدار کو تو تر تار کئے خوریوں نے دوڑ دوڑ کر لٹا اور منقول ہے کہ جن  
 خزانوں میں حوروں نے لٹا اور حوریں جن کے جمع کیا وہ طباق ایک ڈال سچے موتیوں  
 کے بنے ہوئے تھے اور کئی روایتوں میں آیا ہے کہ رضوان کو جو جنت کا داروغہ ہے  
 یہ حکم ملا کہ طوبیٰ کو ہلادے پس او سپر سے سراسر ہر محبت اہل بیت کے واسطے جس قدر محب  
 ہیں ایک ایک پروانہ پیکا اور طوبیٰ کی پندہ می میں سے نوری فرشتے خلق ہوئے ہر  
 فرشتہ کو ایک پروانہ دیا گیا قیامت کو جب سب حاضر ہونگے اس وقت وہ فرشتے نذا  
 کرینگے پس کوئی محبت اہل بیت کا اور شیعہ اونکا الیا باقی نہ رہیگا جس کو ایک پروانہ انہیں  
 سے نہ ملے گا اس پروانہ کے ذریعہ سے انکو دوزخ سے نجات ملے گی ان چٹھینوں کی بدولت  
 گنہگاروں کو دوزخ سے چھٹکارا ملے گا رسول خدا فرماتے ہیں کہ بہت سے عورت مرد کو  
 میری امت کے میرے چیا زاد اور میرے بیٹی کے طفیل سے دوزخ کی آنچ سے خلا ہی ہوئی  
 مناقب میں لکھا ہے ہر خبر میں نے کہا یا محمد آپ کو معلوم ہووے کہ خدای بزرگ دیر تر نے  
 مجھے حکم دیا ہے کہ آپ سے کہوں کہ حضرت ہی علی کو فاطمہ سے نزیوح کر دیں اور اداں کو

بشارت دو کہ اون کے دو فرزند احمد پیدا ہوں گے بحیب طیب طاہر نیک جو فاضل  
 ہیں دنیا اور عقبی میں ابن مسعود سے کتب اہلسنت میں روایت ہے کہ بعد حکم مذکور کے حضرت  
 جبریلؑ نے بیان کیا کہ خالق نے ایک جنت خاص بنائی ہے ایک موتی کی جیسے ایک  
 قصبہ سے یعنی بالنس ہی دوسری تک ایک موتی ہے جو سونکی تار میں یا قوت کے ساتھ  
 گنڈا ہے اور اس کی چہیت سبز زبرجد کی ہے اور اس میں موتی کے محل میں یا قوت سے  
 جڑاؤ کئی ہوئے اور وہ دیکھے ہیں جنہیں ایک انیٹ سونکی اور ایک چاندی لگی ہے اور  
 کوئی انیٹ موتی کی اور کوئی لال اور مرد کی ہے خدا نے اس میں چشمہ اور مال بنا کے  
 ہیں جو چاروں طرف پھرتے ہیں اور بہت سے نھریں ہیں اور ان پر موتی کے قصبے لگے ہیں  
 جو سونکی زنجیروں سے گنڈی ہیں اور اس جنت میں رنگ کے درخت اور بوٹے ہیں  
 اور ہر ایک غوفہ میں چند قبۃ اور ہرقبہ میں سفید موتیوں کے تخت ہیں جن پر سندس اور استبرق  
 کے پلنگ پوش پڑے ہیں زمیں میں دہانگی زعفران سجے ہے اور غبار اور مشک چھڑکا  
 ہوا ہے ہر قبہ میں ایک عوری ہے اور ہر قبہ کے سوسو درہیں ہر در پر دو لونڈیاں اور دو درخت  
 ہیں ہر ایک قبہ میں ایک ضدلی اور ایک کتاب کہی ہے اور گردا گرد اول قبو کے آیتہ اللہ  
 لکھی ہے رسول خدا نے جبریل سے پوچھا کہ یہ جنت خدا نے کس کے لئے بنائی ہے وہ بولے  
 علی وفاطمہ کے واسطے یہ جنت علاوہ اول جنتوں کے جو ان کے لئے تعین ہیں یہ خدا نے  
 ایک تحفہ دیا ہے اول دونوں کو تاکہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ۛ

## عقد خلوت بصبر مسرت

منافق میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کی آمد کو جب حضرت علیؑ سے ذکر کر چکی تو  
 فرمائی تھی یا علی خدا کی قسم ہے کہ فرشتہ ابھی آسمان تک پہنچا بھی نہیں ہوگا جو تو نے اگر

دروازہ کھڑکا یا خوب سمجھ لی اس بات کو کہ تیرے بارہ میں جو حکم سید رب کا ہے میں  
 اوسکو ضرور بجالاؤں گا اور روایتِ ائمہ میں مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا مبارک ہو تجھو  
 یا علی کہ خدا جل و علی نے تیرا وہ اکرام کیا ہے کہ آج تک انہی توقیر کی نہیں ہوئی  
 وَقَدْ نَزَّجْتُ ابْنَتِي فَاطِمَةَ عَلَيَّ مَا نَزَّجْتُكَ الرَّحْمَنُ وَقَدْ رَضِيْتُ بِكَ رَاضِيَ اللَّهُ  
 تحقیق کہ میرے بچہ سے عقد کیا اپنی بیٹی فاطمہ کو جس چیز پر رحمن نے تجھ سے نزیوح  
 کیا یا اسلئے تجھے بیاہتا ہوں کہ خدا نے بیاہا ہے اور بیشک میں راضی ہوں اوس پر  
 جس پر اللہ راضی ہے یعنی جو اللہ کی مرضی اور خوشی ہے پس یہ تیری بی بی ہے آج  
 تک ہمارے پاس تھی اب تو اوسکا مالک ہے اور جبریل نے مجھے خبر دی کہ جنتِ مشرق  
 ہے تم دونوں کی مشیت خدا میں یہ ہے کہ تم سے اپنے امام کو پیدا کرے نہیں تو ابھی جنت  
 اور جنت والوں کی تمنا پوری کرتا یعنی ابھی سے تمکو جنت میں بلالیتا پس تو بہت اچھا بیہائی  
 اور بہت اچھا داماد ہے اور بہت اعلیٰ مصاحب ہے کافی ہے تیرے واسطے یہ بات  
 کہ خدا تجھ سے راضی ہے مترجم کہتا ہوں کہ روایات فریقین میں مؤید اسکے وارد ہوا ہے کہ  
 رسول اللہ نے فرمایا کہ جنت چار عورتوں کی مشتاق ہے مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مریم  
 زوجہ فرعون کی یہ دونو عائشہ و حفصہ کے بدلے جنت میں رسول خدا کی زوجہ ہونگی اور  
 تیسرے جناب خدیجہ کبریٰ خویلد کی بیٹی جو دنیا و عقبیٰ میں رسول اللہ کی زوجہ ہیں  
 چوتھے جناب معصومہ فاطمہ ہر خاتون جنت رسول اللہ کے پارہ جگر ہیں اور سبطِ رح  
 متین مردوں کی مشتاق ہے سلمان و عمار و مولائی مومنین کی العرض حضرت علی فرماتے  
 میں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا رتبہ اب یہاں تک پہنچا ہے کہ جنت میں بھی میرا  
 ذکر ہونے لگا اور خدا نے فرشتوں کی رو برو میرا نکاح کیا حضرت نے فرمایا جب اللہ اپنے  
 دوست اور ولی کی توقیر کرتا ہے اور اوسکو پیار کرتا ہے تو اوسکی غیبت نہیں بڑھاتا ہے



کہ نہ کسی نے کانوں سنی ہو اور نہ آنکھوں دیکھی ہو اللہ بخیر روزے نصیب کرے  
یا علی اور بروایت دیگر ارشاد کیا عطا کی خدا نے تجھے وہ نعمتیں جنت کی جو کسی آنکھ نے دیکھی  
نہ کسی کان نے سنی ہیں حضرت علیؑ نے جناب باری میں عرض کیا رَبِّ اَوْزِعْنِي  
اَنْ اَشْكُرَكَ كَمَنْحِكَ اَللّٰهُ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا  
تَرْضَاهُ وَاَصِلُّ لِي ذُرِّيَّتِي وَاَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ اسی سیر  
دل میں ڈال مہرے یہ بات کہ تیری نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھے دی اور میرے  
ماں باپ کو دی اور مجھے توفیق دئی کہ میں وہ نیک کام کروں جنکو تو پسند کرتا ہے اور  
تو صلاحیت دی گامیری اولاد کو اور داخل کر تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں  
میں رسول خداؐ نے فرمایا اٰمِیْنِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ

### نکاح کا اعلان بصد عز و شان

مناقب میں لکھا ہے کہ جب حضرت وعدہ فرما چکے تو پس حضرت نے فرمایا ای ابو الحسن  
تو چل میں بھی تیرے پیچھے مسجد میں آنا ہوں اور علیؑ روں الا شہادۃ سبک و برو تہمت سے  
عقد کر دینا تیری فضیلت کو کہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تیری دوستوں کی دنیا اور آخرت  
میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں پس حضرت کے پاس سے اٹھک چپکے میں باہر نکلا اور مارے  
خوشی کے اپنے عالم میں نہ تھا کہ یکا یک ابو بکر و عمر سمانی سے آتے ہوئے ملے اور انہوں نے  
پوچھا کیا خبر ہے میں نے اوس ذکر کیا کہ رسول اللہؐ نے مجھے سے زیور سج کر دیا اپنی دختر نیک اختر  
فاطمہؑ کو اور مجھے حضرت نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر فاطمہؑ سے میرا عقد کیا  
اور یہ رسول اللہؐ میرے پیچھے پیچھے ابھی تشریف لاتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اس بات کو  
ظاہر کریں پس وہ دونوں مسکے بہت خوش ہوئے اور مہر سے ساتھ مسجد میں پٹ کر آئے  
مترجم کہتا ہوں دل کا حال لکھانے اور دروغ برگردن راوی یہ روایت سمیعہؑ کی ہے ہم سب



تزوئیک کچھ اسکی صل نہیں اور ہو تو ظاہر داری بہی خیر حضرت علی فرماتے ہیں کہ ابھی  
ہم مسجد تک نہ پہنچے پائے تھے کہ رسولیذا بھی ہمے آئے اور حضرت کا چہرہ شادمانی سے  
چاند کی طرح دکھتا تھا آئے ہی بلال کو آواز دی او نے کہا البیک یا رسول اللہ غلام حاضر  
ہے ارشاد فرمائی فرمایا سب مہاجر و انصار کو اکٹھا کر لاجب وہ سب آکر جمع ہو گئے  
تو حضرت منبر پر تشریف لگئے اور حمد و ثنا خدا کی بجا لائے انس کہتا ہے کہ جب وقت  
وحی آئی تھی میں حضرت کے پاس تھا حضرت نے مجھ سے فرمایا جا تو ابوبکر اور عمر اور  
عثمان اور علی و طلحہ و زبیر اور چند انصاریوں کو بلا لاجب وہ سب آکے بیٹھ چکے تو حضرت  
منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا مگر یہ قول جملہ روایات کے خلاف معلوم ہوتا ہے انس نے  
لا علمی یا نقلی سے کہہ دیا ہو تو عجب نہیں اور یہہ شخنین کا طرفدار بھی ہے بہر حال خطبہ  
پڑھا گیا اور عبارت اوس خطبہ کی بروایت انس اور ارشاد امام رضا علیہ السلام کی یہ  
لَحْمُ اللَّهِ الْمَحْمُودُ بِنِعْمَةِ الْمَعْبُودِ بِقُدْرَةِ الْمَطَاعِ بِسُلْطَانِهِ  
الْمَرْهُوبِ مِنْ عَذَابِهِ الْمَرْغُوبِ عِنْدَهُ مَنْ تَوَابَهُ النَّافِذِ أَمْرُهُ فِي أَرْضِ  
وَسَمَاءِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهِ وَأَعَزَّهُمْ  
بِدِينِهِ وَآكَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ لِمُصَافَرَةِ لَنَا لِأَحْيَاؤُنَا  
مَفْتَرِضًا وَشَرَّهَا الْأَحْكَامُ وَالزَّمَمُهَا الْأَيَّامُ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُهُ  
وَتَعَالَى جَدُّهُ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصَحْرًا  
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا فَأَمْرُ اللَّهِ إِلَى قَضَائِهِ وَقَضَائِهِ إِلَى حَرِيِّ  
إِلَى قُدْرِهِ فَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ قَدَرٍ أَجَلٌ وَبِكُلِّ أَجَلٍ كَلْبٌ  
يَحْمِلُ اللَّهَ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ إِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي  
قَدْ تَحَبَّبْتُ فَأَطِيعُوا عَلِيًّا أَرْبَعًا مِثْقَالَ فَصَّةٍ إِنْ رَضِيَ بِذَلِكَ كَلْبِي

حاصل مضمون یہ ہے کہ خدا کی تعریف اور توصیف کے بعد فرمایا کہ تم سب لوگ گواہ رہو  
 مینے فاطمہ کو علی سے بیاہ دیا چار سو مثقال چاندی پر اگر علی سپر راضی ہو اس نے کہنا ہے  
 اس وقت تک حضرت علی نہیں آئے تھے حضرت کے بیچے یومی کسی کام کو گئے تھے پہر  
 حضرت نے ایک چنگیر بھری ہوئی چوہا روئی منگا کے ہم سب کے آگے رکھ دی ہم وہیں  
 بیٹھے تھے کہ انہیں حضرت علی آپہونچے اور بروایت دیگر سبھاں کو بھیج کر حضرت علی کو بلا دیا  
 اور وحی سے اطلاع دی اور خوشخبری سنائی اور بقول اس جب حضرت علی آئی تو بخدا  
 رسالتا ب مسکراے اور پرارشاد کیا یا علی خدا تو مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں تجھے فاطمہ کا عقد  
 کروں سو مینی تجھ سے فاطمہ کو تیوچ کیا چار سو مثقال چاندی پر تو راضی ہے حضرت علی  
 نے عرض کیا میں راضی ہوں یا رسول اللہ بعد اسکے اٹھ کر حضرت علی نے شکر کا مجید  
 کیا اور حضرت رسول اللہ نے دعا فرمائی **جَعَلَ اللَّهُ فِيكُمْ الْكِتَابَ الطَّيِّبَ وَبَارَكْ**  
**فِيكُمْ اللَّهُ** اُس دم میں یہ طیب پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت دے اور بروایت دیگر  
 اس مضمون کی دعا کی اللہ تمہیں دونوں کو مبارک کرے اور اللہ تم میں برکت بھیجے  
 اور تمہاری سہمی کو نیک کرے اور تم سے بہت سے پاکیزہ اولاد پیدا ہو راوی کہتا ہے واللہ  
 حضرت کی دعا کی برکت سے علی فاطمہ سے بہت سے طیب پیدا ہوئی اور مناقب میں  
 یہ حال اس طرح منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ نے خطبہ میں بعد حمد ثنا کے فرمایا اے  
 مسلمانوں کی جماعت کچھ عرصہ نہیں گزرا ہے کہ جبریل نے مجھے آکر خبر دی ہے یہ روگ  
 عالم کی طرف سے کہ خدائی بیت المعمور میں ملائک کو جمع کیا اور انہیں گواہ کر کے کہا کہ  
 ہم نے اپنی کنیز فاطمہ بنت رسول کا عقد اپنے بندہ علی بن ابیطالب سے کر دیا اور یہ  
 اس حکم ہوا ہے کہ میں زمین پر اس عقد کو نافذ کر دوں اور تمہیں گواہ گردانوں پہر  
 حضرت بیٹھ گئے اور جناب امیر سے خطاب فرمایا کہ ابو الحسن اٹھ تو اپنے واسطے آپ خطبہ

اوی کہتا ہے یہ حکم پاکر علی اور محمدؑ کی حمد و ثناء بجالائی اور رسولؐ پر صلوات  
 بھیجی اور یہ خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُكْرًا وَنَعْمًا وَاَبَادِيَةً وَنَشْهَدُ اَنْ  
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تَبْلُغُ وَتَرْضٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَوةً  
 تَزْلِفُ وَتُحْطِبُ وَالنِّكَاحُ مَا اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ وَيَرْضٰهُ  
 وَفَحْلُسْنَا هَذَا اِمَّا قِضَاءُ اللّٰهِ وَاِذْنٌ فِيْهِ وَقَدْ زَوَّجَنِي رَسُوْلُ  
 اللّٰهِ اَبْنَتَهُ فَاَطْمَئِنَّا وَجَعَلَ صِدَاقَهَا دِرْعًا عَلٰى هَذَا  
 وَقَدْ سَرَّ صِدِّيقٌ بِذَلِكَ فَاسْأَلُوْهُ وَتَشْهَدُوْا

خلاصہ مضمون خطبہ کا یہ ہے کہ اول خدا کی تعریف کی پھر رسولؐ پر درود بھیجی پھر  
 نکاح کی تفصیل بیان کی اور پھر یہ کہا کہ حضرت رسولؐ نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہؑ بیاہ  
 دی اور میری زہ کو مہر گر دانا اور میں اپنا راضی ہوں تم لوگ حضرت سے پوچھ لو اور  
 گواہ ہو جاؤ فقط اور بعضی روایتوں میں یہ خطبہ تھوڑی لفظوں کے فرق سے منقول ہوا ہے  
 اور بخامی زہ کے اوس میں پانسو درہم کا مہر مذکور ہے۔

## بیان صداق برارۃ و شاق

فریقین کی روایت حضرت فاطمہؑ کے مہر کی بابت مختلف وارد ہیں مشہور یہ ہے کہ  
 ایک زرِ حطمیہ پر مہر ہوا یعنی حطمہ قبیلہ کی بھگنوی جسکی قیمت پانسو درہم شرعی تھی جبکا اور  
 ایک سو ایک دسہ چہرہ شاہی تاجدار کے برابر ہوتا ہے اور قیمت میں ایک سو اٹھ روپیہ  
 چہرہ آنہ آدہ بائی ہوتا ہے مگر چند روایات میں اسکی قیمت چار سو اسی درہم لکھے ہیں  
 اسکی ایک شکل تو یہ ہے کہ فقط زرہ مہر نہ ہو بلکہ اور شی ہی اس کے ساتھ ہو جیسا کہ چند روایات  
 میں آیا ہے کہ مجموعہ مہر ایک پرانی استعمالی چادر اور ایک لوتھی کی زرہ اور ایک بیٹی

کہاں کا بستر تھا پس خیال کر سکتے ہیں کہ یہ دو نو چیریں ملائیں درہم کی زرہ ہو اور سب مل ملا کر یا سو درہم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ یا سو درہم وزن میں چار سو شتال فضہ کے برابر ہوں جو کہ بعض روایات میں مذکور ہے اور بعض حدیثوں میں قیمت زرہ کی کل میں درہم لکھے ہیں شاید یہاں درہم کلاں مراد ہوں یعنی عباسیوں کی سکہ کے روپیہ یا قیمت جناب امام جعفر صادق نے اپنے زمانہ کے نرخ کے اعتبار سے فرمایا ہو یا اہل خرید اسوقت کی اتنی ہو اور مالیت زیادہ کی ہو یا یہ روایتیں جن میں کم قیمت قرار دی گئی سنیوں کے موافق ہر سہری طور سے فرمادی ہوں اور ایک روایت میں جو مقبرہ معلوم ہوتی ہے یہ ذکر ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر ہم متسی شادی کریں تو کیا مہر دو گے حضرت علی نے عرض کیا میں اپنی ہاتھ کی سیف اور اپنی سواری کا گھوڑا اور اپنے پتے کی زرہ اور اپنا بارکش اونٹ یہ سب مہر میں دوں گا حضرت رسول اللہ نے اس پر فرمایا کہ اونٹ اور تلوار گھوڑے کی تمکو ضرورت رہتی ہے جہاد میں کام دیتی ہیں البتہ زرہ میں نہیں اختیار ہے پس حضرت امیر نے جا کر اوسکو چار سو اسی درہم قطری کو بیچا یعنی بحیرین کے درہم اور وہ درہم حضرت کو لا کر دی اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ مہر میں حضرت علی کی طرف سے کئی چیزیں پیش ہوئی تھیں حضرت نے سبکو چھوڑ دیا فقط زرہ کو قبول کیا۔ دوسرے یہ کہ وہ درہم قطری کھنسی ہو سکتا ہے کہ یہ درہم مدینہ کے درہموں سے وزن میں بھاری ہوں بیش درہم کا فرق ہو اور بعض روایتوں میں قحط کی بدلے ہجری لکھے ہیں ہجرا ایک جگہ کا نام ہے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت علی نے بیان کیا کہ تزویج کیا مجھ سے فاطمہ اپنی دختر کو حکم خدا اور مہر اوسکا جنس نہین اور چار سو اتسی درہم مقرر ہوا جس میں اجل جنس نہین ہے اور عاجل چار سو اتسی درہم میں واضح ہو کہ جو مہر فوراً وقت عہد ادا ہوا سکو نقد کہتے ہیں ورنہ نہین ہے پس جس میں کچھ میعاد ٹھہر جاوے

وہ موجد کہلاتا ہے اور جس میں کچھ قید اور مدت نہ ہو وہ موجد ہے جسکو عند الطلب کہتے ہیں  
 مہر موجد ہر دم واجب الادا ہے چونکہ زمانہ کے انقلاب سے حضرت کوکل زمین پر تسلط  
 حاصل نہ ہوا اور اسکا ادا ہونا غیر ممکن تھا اسلیئے جس کو موجد بل کر دیا سعادا و سکی زمانہ رخصت  
 ہے خواہ جس سے یا نچواں حصہ مال کا مراد لیں یا یا نچواں حصہ زمین کا مراد ہو کیونکہ  
 عبارت حدیثوں کی اسباب میں مختلف ہے کسی میں مطلق جنس اور کسی میں جنس الدنیا  
 اور کسی حدیث میں جنس الارض آیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سیدہ فروعہ کی  
 یا رسول اللہ تم نے ایک جنسیں اور ناچیز مہر پر میرا عقد کر دیا حضرت رسول اللہ نے  
 فرمایا میں نے تیرا عقد نہیں کیا اللہ نے آسمان پر تیرا نکاح کیا ہے اور تیرا مہر جنس دنیا  
 کو قرار دیا ہے جب تک زمین و آسمان باقی ہیں اور بروایت دیگر یہ فرمایا اوالصدق عنک  
 الخمس یعنی خمس کو تیرا مہر گردانا تا قیامت اور منقول ہے کہ جب حضرت رسولیذا نکاح کرے  
 تو چند قریشیوں نے آکے رسول سے عرض کی آپ نے علی سے ادنیٰ مہر پر شادی کر دی  
 حضرت نے فرمایا خود منی علی سے نکاح نہیں کیا اللہ غر و جل نے شب معراج میں جوڑی  
 ملا دتھی اور حکم دیا تھا سترہ المنتہی کو کہ تیار کر جو کچھ تعمیر پہلا ہے پس اس سے موتی مونگا اور  
 جواہرات کو تیار کیا اور جوڑیوں کی ٹرہ ٹرہ کر لٹا آج تک وہ آپس میں اسکو تقسیم کرتے ہیں  
 اور فخر کہتی ہیں کہ یہ صدقہ ہے فاطمہ بنت محمد کا بعض لوگوں نے حضرت سے پوچھا  
 کہ فاطمہ کا مہر جو دنیا میں مقرر ہوا ہے اسکو تو سمجھ جانتے ہیں مگر معلوم نہیں آسمان پر  
 کیا مہر مقرر ہوا رسول اللہ نے فرمایا وہ بات چھپنی چاہیے جو کام کی ہو ایسے لا حاصل  
 سوال کر نیسے کیا سود ہو کسی نے عرض کی یا حضرت یہ بات تو ہمارے فائدہ کی ہے  
 حضرت نے فرمایا فاطمہ کا مہر آسمان میں جنس زمین مقرر ہوا ہے پس جو زمین پر چلیگا اور  
 فاطمہ اولاد فاطمہ کا دشمن ہوگا اسکو زمین پر چلنا حرام ہے تا قیامت اور ایک روایت

کے موافق ربيع دینا ہر ہے سیدہ چوتھائی زمیں کی مالک ہیں اور روایت ہے کہ انکے  
 ہر میں جنت اور دوزخ بھی ہے اپنی دوستوں کو جنت میں داخل فرما دیں گی اور دشمنوں  
 واصل جہنم کریں گی وہ صدیقہ کبریٰ ہیں اور پرامان لاسیکا حکم بھلی آستونکو بھی ہوتا آیا ہے  
 اور منقول ہے کہ حضرت فرمایا علی خدائے تجہ سے فاطمہ کا عقد کیا اور زمیں کو مہر  
 اگر دانا پس تیرا دشمن ہو کر جو زمیں پر چلے پھر گیا اوپر چلنا پہنا حرام ہے مترجم کہتا ہوں  
 شاید اسکی یہ وجہ ہے کہ دشمن مرتضیٰ علی کا عین دشمن خاتون کا ہے اور خاتون کے  
 دشمن کو زمین پر چلنا حرام ہے منقول ہے کہ خدائی وحی بھی کہ ہم نے قائم کیا مہر فاطمہ کا  
 خمس زمین اور ثلث جنت اور چار نہریں نہر فرات اور نہر نیل اور نہر نہرواں اور نہر بلخ  
 پس تو امی محمدیٰ السنودرم پر نکاح کر دی کہ یہ مقدار تیری امت کے واسطے ایک سنت  
 اور دستور قائم ہو جاوے مترجم کہتا ہوں اسی وجہ سے مہر شرعی اور مہر سنت اس مہر کو بوجہ  
 میں جو مہر سیدہ کے برابر ہوا اور زائد کردہ ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ میری امت میں  
 وہ عورتیں بہت تھیں جن کا مہر تھوڑا ہوا اور چہرہ گورا اور منقول ہے کہ من تجاوز السنۃ رد  
 الی السنۃ جو سنت بڑھ گیا سنت کی طرف پھیرا جاوے گا یعنی اگر مہر سنت سے زیادہ مقرر کریں تو معتبر  
 نہو گا فقط مہر شرعی ملے گا کثر علماء کے نزدیک مہر سہمی اور معین ملیگا لکن بشرطیکہ حرام چیز اور  
 محال چیز نہو البتہ مہر النسل یعنی در صورت نامعلوم ہونیکے جو مہر حسب حیثیت عورت کو  
 ملتا ہے وہ مہر سیدہ سے زائد نہیں ہو سکتا سیدہ کی حیثیت سے کسی عورت کی شان زائد  
 نہیں انتہا درجہ مہر نسل کا مہر شرعی ہے جو یا سنودرم شرعی کا ہوتا ہے مومنین اس  
 مقام پر ایک بات قابل عرض ہے کہ نہر فرات جو مہر سیدہ میں تھی ایک دفعہ اسکا پالنے  
 معاویہ رضی اللہ عنہ علی کے لشکر پر بند کیا اور امام حسین نے جا کر حرمین لیا تھا پھر خود  
 امام حسین غریب الوطن فرزند زہرا پر اس زہرا کا پانی زیر شقی کی فوج نے بند کیا



اور ہمان کر بلا دنیا سے پیسا اٹھ گیا اور نہروانکی نہر پر حضرت علی سے اور اونکے رعایا  
باغی سے جنگ خارجی کہتے ہیں جنگ پرمی اور نہر بلخ جو بخارا میں ہے شیعہ اوس سے  
بھی محروم کئے جاتے ہیں اور نہر نیل مصر میں ہے :

## بیان تھنیت بصدرت

القصد جب نکاح پڑھا گیا تو بقول مناقب وغیرہ کے مسلمانوں نے جنابے سالتما  
سے پوچھا کہ حضرت نے عقد کروا حضرت نے فرمایا ہاں چار طرف سے آواز مبارکباد  
کی بلند ہوئی **بَارَكَ اللهُ لَكُمْ وَتَحِيَّاتُكُمْ** جمع تھا کھانے مبارک کے  
الحدود دولہا و دولہا کو اور یہہ بیاہ اونپر سزاوار ہو اور ملاپ رہے۔ مسجد میں  
شور مچ گیا مستقل ہے اسوقت حضرت نے ایک خوان چھوہارون کا منگایا اور حکم دیا اسکو  
لوٹ لو اور جناب ختمی تاب خود حرم سر میں تشریف لگئے اور گہریں جا کر انواج کو حکم دیا  
کہ فاطمہ کی خاطر دف بجا و پس انہوں نے دف بجا یا شاید دفنلی یا دائرہ مراد ہو تو مجرم  
کہتا ہوں کہ اس قسم کی روایات کی وجہ سے بعض نامی عالم لکھتے ہیں کہ شادی میں خالی  
دف بجا جس میں جہانجہ نہو جائز ہے اور ہتہ ہتہ سچے مضمون کا ناروا ہے مگر باقی  
علما منع کرتے ہیں کیونکہ نہ نیا نیا اسلام تھا شاید اسوقت تک گانا بجا نا حرام نہو اور  
احتیاط کے بھی خلاف ہے اور دف کی سوا ہر قسم کا باجا و نواج راگ جو مروج ہے  
یہ تو بالاتفاق حرام ہے گانا بجا نا دونوں ساتھ ہوں یا جدا جدا ہوں ای مسلمانوں کی عفت  
یہ خیال کا مقام ہے کہ حضرت رسول خدا نے رشتہ اور نکل ساتھ کیا کچھ وقفہ لگا یہاں اور  
سنگنی اور بیاہ گویا ایک طعنہ ہے اسکا کیا بات یہ ہے کہ ایک چندہ بیاہ خوش کہلاتا ہے  
یعنی بیاہ برات کا رفاہ سے ہدینہ میں مقرر نہیں کرتے ایک دو ہدینہ بیاہ رکھا جاتا ہے



وعدہ کا خط جاتا ہے عوز کرئیے اس رسم کی حقیقت اتنی معلوم ہوتی ہے کہ ولیقیں کو  
 حوائج ضروری کے انصرام کی مہلت دیجاتی ہے اور اس عرصہ میں دولہ دولہا کے  
 جسم کی صفائی نہایت کی فکر کی جاتی ہے ماسیان مانجھا اسی غرض سے ہوتا ہے مگر  
 یہ بات ایسی ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ اسکی پابندی کرنی چاہیے جب جیسا موقع دیکھا  
 ویسا ہی کر لینا چاہیے ایک چندہ ہوا ایک روزہ بان لگیں یا نہ لگیں اور ان باتوں کے واسطے یہ  
 طریقہ کیا رہا ہے کہ اول نخل ہو جاوی اور بعد میں حضرت ہوا غرض ذکر یہ تھا کہ حضرت  
 رسول اللہ عقد پر مکر دولت خانہ میں تشریف لگئے مروی ہے کہ جب حضرت گھر میں آئے  
 توسیدہ کوز روتی پایا پوچھا کیوں روتی ہے خدا کی قسم ہے اگر میری کنبہ میں علی سے بہتر  
 کوئی ہوتا تو اسی سے عقد کرتا اور مینی تیرا نکاح نہیں کیا اللہ نے تم دونوں کی جوڑی  
 ملائی ہے اور میری مہر میں حسن کو مقرر کیا ہے جب تک زمین و آسمان قائم ہیں بروایت  
 دیگر فرمایا تم خدا کی مینے تیرا عقد اس سے کیا جو سب سے علم میں زیادہ ہو اور حلیم اور سدا  
 ہے اور سب سے اول سلام لایا۔

### جہیز کا سامان بصد غروشان

مناقب میں لکھا ہے کہ بعد ان سب باتوں کے حضرت باہر تشریف لائے بقولی وہیں سے  
 ارشاد کیا اسی ابو الحسن اب تم جا کر اپنی زرہ کو بیچ ڈالو اور اسکی قیمت ہمیں لا دو کہ ہم  
 اسباب ضروری جو مناسب ہے تمہارے لئے اور اپنی لڑکی کے واسطے تیار کر لیں  
 حضرت امیر المومنین کہتے ہیں میں گیا اور جا کر مینے اس زرہ کو چار سو درہم سیاہ بھری  
 کو عثمان بن عفان کے ہات بیچ ڈالا اور جب قیمت بہر چکا اور سنی زرہ مجھ سے لی لی  
 تو وہ کہنے لگا اسی ابو الحسن میں اس زرہ کی قابل نہیں اور تم ان درہموں کے لائق  
 ہو مینے کہا ہاں تو میں ہر وہ بولا تو یہ زرہ مینے مگھوہ یہ دی پس میں زرہ اور درہم لیکر

رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زرہ اور درہم آپ کے سامنے ڈال دی اور سب قصہ بیان کیا حضرت نو عثمان کے واسطے دعای خیر کی ترجمہ کہتا ہوں یہ بات خلاف مشہور ہے اکثر روایات میں عثمان کا زرہ خریدنا نہیں لکھا فقط یہ لکھا ہے کہ حضرت علی نے زرہ کو کسی کے ہاتھ پکڑ کر درہم حاضر کئے اور حضرت رسول اللہ کے دامن میں لاکر ڈال دی نہ حضرت نے پوچھا کہ کتنی ہیں اور نہ جناب امیہ نے عرض کیا بلکہ بعض اقوال میں تصریح ہے کہ زرہ کسی یہودی کی پاس رہن کی گئی یا فروخت کی ظاہر یہ فخریہ مضمون طہنت کا شعشعہ ہے مناقب وغیرہ میں اکثر باتیں اپنی مطلب کی ملا دیتی ہیں اس واسطے ترجمہ ہر جگہ ساتھ ساتھ بتی کہوتا جاتا ہو کہ شبہ گندری اور فرضاً اگر ایسا ہوا بھی ہوتا تو کیا تھا خوشامد اور سوخ کے واسطے عثمان نے ایسا کیا ہوا اور حضرت نے آخرت کی دعا نہیں کی اور نہ حنت اور مغفرت کی بشارت دی کہ فخر کیا جاوے ایسی دعا تو کافر کو بھی کرتے ہیں وہ تو مسلم تھا (آدم بر سر مطلب) الغرض صاحب مناقب نقل کرتا ہے کہ جب درہم لاکر جناب رسول خدا کی گود میں رکھ دی تو حضرت نے ایک ٹٹھی بہر کر اداں میں سے درہم لئے اور ابو بکر کو بلا کر دے دی اور فرمایا ان درہموں سے اسباب ضروری خانہ داری کا میری بیٹی کے واسطے جا کر خرید لاؤ اور اسکی ساتھ سلمان اور بلال کو کیا کہ وہ دہرنے اٹھانے میں سہارا لگائیں ابو بکر کا بیان ہے کہ وہ درہم جو مجھے دئے تھے تریٹھ تھے بعض روایات میں چھ آٹھ لکھے ہیں اور بجای ابو بکر کے خرید کر بنوا لا حضرت یحییٰ کو لکھا ہے اور لکھا ہے کہ خوشبو کی باب میں تاکید فرمائی کہ زیادہ لانا بلکہ ایک رویت میں ہے کہ بلال کو خوشبو لانی کے واسطے علیؑ روانہ کیا تھا اور ابو بکر اور عمر اور عمار میر وغیرہ اصحاب کو اسباب کے خرید کو بہجاوہ سب بازار میں آئی اور ابو بکر کی صلاح سے حزید و فروخت ہوئی ایک روایت معتبر میں وارد ہے کہ ام ایمن پیش خدمت کو ۶۴ درہم

یا ۶۶۶ درم اسباب کے خرید کو عطا فرمائی اور ایک مٹھی درم اسماء بنت عقیس کو خوشبو کی  
 واسطے دیئے اور باقی درم ام سلمہ کے پاس کہانے کے سرانجام کو امانت رکھوا دی  
 اور عمار کو خرید اسباب کے واسطے بھیجی اور اسکے ساتھ ابوبکر اور بلال کو کیا مترجم کہتا ہوں  
 ہر کاری ہر مردی ام ایمن خرید و فروخت میں متاق تھی اور ابوبکر و خیرہ صحابہ پیشہ ور  
 بازاری آدمی تھے انکو خرید و فروخت میں خوب دخل ہوگا اسلئے انکو بھیجا مناسب تھا  
 اور خواص صحابہ کو صلاح مشورہ کے واسطے ساتھ کر دینا یہی قرینہ کی بات ہے ولعلہم  
 عند اللہ بہر حال منافق میں لکھا ہے کہ ابوبکر کہتا ہے میں بازار میں گیا اور وہاں چکر  
 ایک گدیہ چھائی کا مصر کا بنا ہوا جس میں اون بھری تھی خرید اور ایک تکیہ چمڑ کا  
 جس میں خرمائی چھال پر تھی ایک عبا خیمری ایک مشک پانی کے واسطے اور کچھ اجڑے  
 اور ہتھیلیاں اور ایک ٹوٹے پائیکے کیواسطے اور ایک ہتھکاپر دھالو کا بنا ہوا لیا اور سب  
 چیز کو لا کی حضرت کے سامنے رکھ دیا اور بروایت دیگر حضرت مقداد نے ایک چکی ایک مشک  
 ایک چمڑ کا تکیہ اور ایک قطری بوری خرید کیا اور لا کے پیش کیا دوسری روایت میں  
 منجملہ اوس سامان کے جو اصحابوں نے خرید انکے مقصود تھے کہ اتھا جو سات درم کو لیا تھا  
 اور ایک مقنعہ یعنی چادر پیچ سیاہ خیمری اور ایک پٹنگری کھجور کی بانوں سے بنی ہوئی دو  
 فرش مصری اسی کی چھال کے چاکلیہ طائف کی ادم ہوڑی کی جس میں ذخیرہ گہانسن بہری  
 بہری ہوئی تھی ایک پتھر کھل کا ایک بوریہ بحری ایک ہت چکی ایک گن تانبے کا ایک شکرہ  
 چمڑ کا ایک کاسہ لکڑی کا دودھ کیواسطے ایک پرانی برتنی ہوئی مشک پانی کے واسطے  
 ایک لوٹک بچھرا ہوا ایک سبز گڑیا دو کوزہ مٹی کے غرض جب سب خرید ہو چکا کہ ابوبکر  
 نے اٹھایا باقی اور اصحابوں نے اٹھالیا اور لا کے حضرت کے سامنے رکھ دیا جب  
 حضرت کی نظر سب ایک اوسپر پڑی تو روٹھیں اور انکو نکل آئے پھر آسمان کی طرف

سر اٹھا کے دعا کی **لَھُمْ بَارِکْ لِقَوْمِ جَلَّ اَنْیَمِہِمْ** الخزن ای خدا برکت دے  
 اذکو جب تک کل تین مٹے کے ہیں۔ اور بروایت گذشتہ حضرت اپنے ہاتھ سے اٹھا اٹھا کے  
 دیکھتے تھے اور فرماتے تھے خدا مبارک کر اہل بیت کو الغرض حضرت علی نقل فرماتے ہیں کہ  
 باقی دریموں کو رسول اللہ نے اٹھا کے ام سلمہ کے سپرد کیا اور فرمایا انکو اپنی پاس  
 رہنے دو مومنین سناٹے سیدہ کے جہیز اور شاہانہ کا حال اور زیور اور لباس کی کیفیت  
 اور فرش فروش کی صورت اور اوس پر طرہ یہ ہے کہ یہ سب اسباب خود حضرت سیدہ  
 کے ہر سے خریدا گیا بلکہ ولیمہ میں بھی وہی روپیہ صرف ہوا پس جو لوگ لڑکی کو بٹھا رکھتے ہیں  
 اور جہیز کے بند و بست بھونی کا بہانہ کرتے ہیں وہ سمجھیں کہ ہو تو مضائقہ نہیں خوب ہر  
 صلہ رحم ہے اور نہ تو شربت کا پیالہ بھی زائد اور بجا ہے قرض لیکر تباہ ہونا اور سود میں  
 گلاہنتا ناخلاف عقل و دین ہے گھر کو کے گھر بسایا تو کس کام کا دوسری یہ کہ جہیز کا ہنا  
 شرعاً کو می معین نہیں عرفاً اثاثہ بیت سے مراد ہے ایک نئی سرکار بنائی جاتی ہے۔  
 خانہ داری کا ضروری سامان دیتی ہیں حسب عثیت اور ضرورت کے باعتبار ہر قوم اور ملک  
 کے اوسکا سامان مختلف ہوتا ہے برادری کو دکھلانے میں بعض صاحب کلام کرتے ہیں  
 ریا سمجھتے ہیں یہ بھی محتمل ہے کہ ترغیب میں شمار ہو اور داماد کے اقارب کی واسطے جوڑے  
 بنانا یہ امیر و نکی لم لگائی ہوئی ہے اسکی برای پہلانی کو عاقل خوب سمجھتے ہیں اور بری  
 کا سامان محض نمود و نشان ہے اور عروس کا شہانہ ایک پردہ پوشی ہے۔ اور نوشاہ کا  
 لباس ملبہ سے جانا یہ شاید توڑ کا جوڑ ہے اگر ان تکلفات کی پابندی نہ ہو تو امودین کی  
 تعمیل آسانی ممکن ہے اگر دولہا دلہن اپنے اپنے گھر کا لباس نہیں تو اس میں بھی  
 کچھ عریج نہیں معلوم ہوتا القدر نام اللیلزم یہب خراب رکھنا ہے کہی بدعت کہی حرام و مکروہ پر  
 عمل کرنا ہوتا ہے خیراب جہیز کا ذکر ہو چکا حضرت کی ٹھہری۔

## درخواستِ خصتِ بلاکلفتِ اجابتِ بی منت

لکھا ہے کہ نکاح ہونیکے بعد ایک مہینہ گزر گیا اور کچھ رخصت کے باب میں ذکر نہ آیا حضرت  
 امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میں بھی شرم سے کچھ رخصت کے باب میں حضرت سے  
 عرض نہ کر سکتا تھا البتہ اتنی بات ہوتی تھی کہ جب حضرت مجکو تنہا پالتے تو فرمانا کرتے  
 اے ابوالحسن تمہاری بی بی کیا اچھی ہے بڑی لوجیوں والی ہے اور یا علی یہ خوشی  
 کے جگہ ہے کہ میوہ چھ سے سیّد النار کا عقد کیا ہے جو کل عورتوں کی سردار  
 ہے اور ایک روایت میں یہ لکھا ہے حضرت علی کہتے ہیں ایک مہینہ تک یہ حال رہا  
 کہ میں حضرت کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنے گھر چلا جاتا تھا ستیدہ کے وداع کے بارہ  
 میں کچھ نہ ذکر نہیں ہوتا تھا جب یوں ایک مہینہ پورا گزر گیا تو میرے پاس بڑے  
 بہائی عقیل آئی اور بعض روایت میں ہے کہ اونٹیں دہلی بعد عقیل اور جعفر طیار دونوں  
 بہائی آئے بھر حال وہ کہنے لگے برا درخیز مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ  
 کہ تمہاری شادی فاطمہ دختر رسولؐ سے ہو گئی اتنی خوشی مجھے کسی بات سے حاصل نہیں ہو  
 پہلا برا در کیا وجہ ہے کہ اب تم رخصت کی درخواست نہیں کرتے تمہیں رے سے بے  
 دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی حضرت علیؑ نے کہا بھائی جی میں بھی چاہتا ہوں  
 مگر مجھے حضرت سے کہتے ہوئی شرم آتی ہے حضرت عقیل نے کہا بھائی میں تجھے  
 قسم دیتا ہوں اوٹھ تو ابھی میرے ساتھ چل آہم رسول اللہؐ کے پاس چلیں پس ہم  
 اوٹھے راہ میں ہمیں امین رسولؐ کی کنیز ملی ہم نے اس سے ذکر کیا اور فرمایا اب اس  
 معاملہ کو ہم پر چھوڑ دوں ہم سب بات میں گفتگو کر لیں گی عورت کا تو کہنا اس بات میں خجرب  
 جیسا ہے پھر اثر زیادہ کرتا ہے پس وہ اٹھی پاؤں پٹ گئی اور حضرت ام سلمہؓ کو جا کر

اوسے خبر دی کہ ایسا ایسا معاملہ ہے پہر وہاں سے اٹھ کر سب ازواج نبی کو اطلاع  
 پس وہ سب جمع ہو کر حضرت کی خدمت میں چلیں حضرت اس وقت عائشہ کے حجرہ میں  
 تھے سب نبی اکرم حضرت کو گہیر لیا اور ایک زبان ہو کے سب بولیں ہماری باپ تم پر  
 صدقہ ہو جاویں یا رسول اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے حضرت سے  
 خلوت میں ذکر چھیڑا اور اجازت چاہی اور بروایت خود ازواج نے حضرت علی سے  
 پوچھا تھا کہ تمہاری مرضی ہو تو رسول اللہ سے تمہاری رحمت کیواسطے عرض کریں  
 حضرت نے جواب دیا یہ تر ہے کرو پس وہ سب حضرت کی خدمت میں گئیں تو ام مین  
 نے بڑبکھ سب کی طرف سے عرض کی یا رسول ہم ایسے مطلب کو اکٹھی ہو کر آئی ہیں کہ  
 اگر خدیجہ جیتی ہوتی تو اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں ام سلمہ کہتی ہیں جب ہم نے خدیجہ کا  
 نام لیا تو حضرت رونے لگے اور فرمایا اہ خدیجہ بہلا خدیجہ کے برابر کون ہے اوسنے  
 ایسے نازک وقت میں میری تصدیق کی جب سب لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے تھے اوسنے  
 دین کے کام میں میری پشتی کی اود خدا کے واسطے اپنا مال خرچ کیا جسکا صلہ اوسکو  
 یہ ملا کہ خدا نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو نبارت دوں کہ اوسکو جنت میں ایسا گھر ملے گا  
 جو مرد کا بنا ہوا ہے اور اوس میں شور اور تکلیف نہیں ہے ام سلمہ نے عرض کیا تو کیا  
 ہو جاویں ہماری مال باپ تمہارے رسول اللہ حقیقت میں جیسا آپ فرمائے ہیں خدیجہ  
 ایسی ہی تھی مگر کیا کریں وہ اللہ کو پیاری ہوئی اللہ اسے نعمتیں گوارا کرے اور میں  
 بھی اوسکے پاس جنت میں جگہ دی اور اپنی خوشنودی اور رحمت میں خدیجہ کا شریک  
 گردوانے یا رسول اللہ اس وقت ایک مطلب خاص ہے وہ یہ ہے کہ یہ تمہارا بھائی اور  
 رشتہ کا چچا زاد ابوطالب کا بیٹا علی بن ابی طالب ہے کہ اب اوسکی دولہن فاطمہ کو حضرت  
 کیجئے اور اوسکی پریشانی کو رفع فرمائی اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ ام سلمہ نے



یہ کہا تھا کہ آپ فاطمہ کو خست و زنائی وہ بھی اپنے شوہر کا چین و کھچی اور ہماری کھچیں  
بھی ٹھنڈی ہوں بہر حال حضرت نے شکر فرمایا کہ ہم تو اس بات کے سستے کے اسید و کار  
بروایت دیگر فرمایا اسی ام سلمہ کی سبب ہے علی خود کیوں نہیں کہتا ام سلمہ نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! او کو کہتے حیا اتی ہے مومنین یہ مقام عور ہے ایک بی بی تو ام سلمہ میں  
کہ حضرت سیدہ پرچی جان سے قربان تھیں بلکہ بختن پاک پر تازست فدا رہے  
اور حضرت خدیجہ کی کس طرح تعریف کی اور کیا حفظ و اہم تھا اور ایک بی بی عائشہ میں  
کہ حضرت علی کا نام لینا گوارہ تھا ایک شخص کہہ کرتی تھی اور حضرت سیدہ کو جو بے مان کی  
بچی بھتی پیار کے بدلے اکثر بیچ اور حسد سے طعن دیتی تھی اور یہ ہمارا تھا کہ میں تیری ہانسی  
افضل ہوں میں کنواری نہی کو بیای گئی اور تیری ماں جب نبی کے گھر میں آئی تو راند  
تھی جناب فاطمہ نے اس بات کی رسول اللہ سے شکایت کی حضرت نے ان کو تعلیم کیا اور  
سکھلا دیا کہ اب جو وہ کہتی تو یہ کہنا کہ میری ماں کا عقد جب رسول سے ہوا تو حضرت  
کنواری تھے اور تو دیکھو اور زندگی سے بیای گئی ہے۔ اور یہ تو بات مشہور ہے کہ عائشہ  
حضرت خدیجہ کا نام شکر اور ان کی تعریف سے چڑا کے رسول خدا سے کہہ بیٹھتی تھی یا رسول  
ایک بڑھیا کو کت تک یاد کرو گے اور حضرت اس وقت عائشہ کو چہرہ دکھایا کرتے تھے  
سو کن کا حسد عورتوں کو ہوتا ہے مگر انہیں کو ہوتا ہے جن کا حوصلہ لپٹ ہے  
انہی کی ازواج کو اس سے کیا نسبت اور حسد بھی اس قدر کہ مری پر بھی سو کن کا ذکر  
خیر اور تعریف ناگوار ہو خدا حسد اور حق سے سب عورتوں کو بچائے کیا بری عادت  
اور کمی خصلت ہے۔ پہلا عائشہ کہے سو کہے میں حیران ہوں ان شیعہ عورتوں کی عقل پر  
پر وہ بڑ گیا ہے خوبی عائشہ کی پیروی کرتی ہیں اور حسد کہتی ہیں اور راند کو حقیر  
سمجھتی ہیں کچھ خدا و رسول سے نہیں ڈھکیں جناب خدیجہ کو منکر سیدہ کی دامن کا



آسمان ہونڈنا نہ چھو کر لے کر یہاں تک کہ عیب لگانا کمال چیز کو عیب لگانا کمال کو نام رکھنا ہے  
 یا نہیں۔ صبر و رستہ۔ بلکہ انصاف کریں تو عقد بیوہ فی زمانہ واجب سا  
 ہو گیا ہے کل مسلمانوں پر اس بات کے عیب کا مٹانا فرض ہے اور عیب جا کر بیوہ کو  
 بٹھا کر کہنا حرام ہے اور خود بیوہ ہی اگر مجبور نہ ہو تو مصیبت میں گرفتار رہی اور طعن اور تشنیع تو  
 الحفیظ صریح کفر ہے مطلب ہا جا تا ہے ورنہ کچھ اور بھی تشبیح کرتا جسکو زیادہ تفصیل  
 سے دیکھنا منظور ہو سہری رسالہ احیاء السنن کو دیکھیں کہ اس رسم ہنود کی برائیاں اور  
 رسم عرب کی بہائیاں اس میں ہر پہلو سے مذکور ہیں المقصود اہم امین سے منقول ہے  
 کہ حضرت نے مجھے فرمایا جاؤ علی کے پاس جا اور اسے یہاں بلالہ میں حضرت کے  
 پاس سے باہر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت علی میرے آنے کے منظر میں میری راہ  
 دیکھتے ہیں اس انتظار میں ہیں کہ معلوم کریں کیا جواب ملتا ہے جب مجھے آنے دیکھا تو چہا  
 خیر ہے کیا خبر لای اسی امین میں تو کہا چلتے حضرت آپ کو بلاتے ہیں حضرت علی فرماتے  
 میں جب میں خدمت رسول میں حاضر ہوا اور ازواج رسول اٹھ کر ب ایک مکان میں  
 ہو گئے میں سامنے جا کر سر جھکا کے بیٹھ رہا کہ حضرت سے مجھے شرم و لیا طہ انگیز ہوا  
 آخر خود حضرت نے پوچھا تو چاہتا ہے کہ تم میری رزق کو تیری یہاں بیچیں میں نے  
 میں نے سر جھکامی ہوئے عرض کیا ہاں خدا ہوں پھر میرے پدر و مادر فرمایا کہ تم  
 ہمیں بھی منظور ہے اسی ابو الحسن راج شب کو یا کل رات کو التشار اللہ و طبع کر دیں

## تہنیں اور سنگار بوقت شنبہ جب رسم امین و یاعز

حضرت علی فرماتے ہیں بعد اوسکے یعنی جب حضرت کا وقت مقرر ہو چکا تو میں خوش خوش  
 اٹھا اور حضرت نے ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہ کو زینت کرو دوسری روایت میں ہے کہ حضرت

فوراً سنے یہی ازواج کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہاں کون کون ہے ام سلمہ نے  
 عرض کی ایک تو میں ہوں یا رسول اللہ اور زینب ہے اور یہ وہی اور یہ وہ ہے  
 یعنی ابریسیوں کے نام لئے حضرت نے فرمایا ہمارے خبر دوں میں سے ایک مجسّمہ  
 خالی کر دو ام سلمہ نے عرض کیا کون سے مجسّمہ کو آراستہ کریں ارشاد فرمایا تو اپنے  
 مجسّمہ کو درست کر دے خلاصہ کلام سب بی بیوں کو حکم ملا کہ سیدہ کو سنگار کریں اور  
 جو مناسب ہوتا ہو وہ عمل میں لاویں اور ایک گہر میں فرش کریں کہ شب کو فاطمہ اپنے  
 شوہر کے پاس داخل ہوا وہوں نے حکم کی تعمیل کی حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے  
 جناب سیدہ سے پوچھا بی بی تمہارے پاس کچھ خوشبو ہے جو تجھے اپنے خرچ کے  
 واسطے اٹھا کر کہی ہو وہ بولیں ہاں ہے پس حضرت فاطمہ اٹھیں اور ایک شیشے آئین  
 اور اسکو میری ہتیلی پر اونڈھا دیا اس میں سے ایسی خوشبو نکلی جو میں نے کبھی  
 نہ سونگھی تھی میں نے پوچھا فاطمہ یہہ کیا ہے سیدہ نے کہا جب وحیہ کلبی حضرت  
 کے پاس آتا ہے تو حضرت فرماتی ہیں مسند لاؤ اور اپنے چپا کے واسطے چھاؤ میں  
 اس کے لئے فرش کر دیتی ہوں اور اگر وہ بیٹھا ہے جب اٹھتا ہے تو اس کے  
 پروں سے کچھ جڑا کرتا ہے رسول اللہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اسے سمیٹ کر کہہ چھوڑ دو  
 ہو کہ وحیہ کلبی ایک سوداگر تھا حضرت کی خدمت میں کبھی بھی آیا کرتا تھا مگر بھال جبریل  
 مراد ہیں کہ اکثر اسکی شکل بکرا آتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کے دریافت  
 کرنے پر رسول اللہ نے فرمایا یہ وہ عنبر ہے جو جبریل کے پروں سے گرتا ہے لکھا ہے  
 پھر سیدہ ایک شیشہ گلاب کا لائیں ام سلمہ نے پوچھا یہہ کیا شئی ہے حضرت سیدہ  
 فرمایا یہ رسول اللہ کے جسم مبارک کا عرق طیب ہے جب دو پھر کو قیلوہ فرماتے  
 ہیں اور سونے میں پسینہ آتا ہے میں جمع کر لیتی ہوں اور منقول ہے کہ جبریل

ایک حد بہت سے لائے تھے جسکی قیمت کل دنیا کے برابر تھی جب اسکو ریب تن  
کیا سب عورتیں حیران ہو گئیں اور پوچھنے لگیں یہ کہاں سے تمہارے ہاتہ آیا سیدہ  
نے فرمایا میرے اللہ نے دیا ہے۔ مترجم کہتا ہوں بہت عورت سمجھتی ہیں کہ جو چیز  
نکاح کے وقت دولہن کی جسم پر ہوگی وہ نکاح سے باہر سینگلی۔ لال۔ آودا۔ مانگ  
پٹی۔ تہتہ۔ بلاق۔ تہدی۔ پچوری۔ مسی۔ سدر۔ بان۔ پھول وغیرہ ساتوں  
سنگا رضہ پہننے چاہئیں پورب میں پسینہ اور لکھوٹا بہی بھت ضروری ہے۔  
اس عقیدہ کی شرع میں کچھ اصل نہیں ہے۔ سنگار پر نکاح کی صحت موقوف  
اور نہ نکاح پر سنگار کی حلت مدار ہے شرعاً ہر حال میں زینت کا اختیار ہے بیاہی ہو  
یا کنواری رانڈ ہو یا سہاگن البتہ چار مہینہ قبل دن بیوہ کو زینت کا حکم نہیں بعد  
میں اختیار ہے دیکھو سیدہ کی آرایش عقد کے وقت نام کو بھی نہیں ہوتی انہیں  
کہڑوں میں نکاح پڑھا گیا تھا زفاف یعنی رخصت اور چالے کی دن سنگار کیا گیا  
اور عقل بھی سیکو جاتی ہے۔ اور پھر یہ ہندوانہ سنگار وہاں کہاں تھا باقی یہاں  
کہ ہر مہفت یعنی ساتوں سنگار سے کیا مراد ہے۔ سوانہ میں جو میں نے لکھا دیکھا  
وہ مناقشہ سے خالی نہیں میری رائی ناقص میں تمام جسم کی آرایش سات قسم کی  
زینت سے مراد ہے کیونکہ سباب زینت اگرچہ گنتی کی رو سے بہت ہیں لیکن حقیقتاً  
سات قسم ہیں لمولفہ۔ زیالیش۔ تان۔ بھر۔ سفیت۔ گفٹہ۔ اند۔ درستار۔ حسن۔ مچوسن۔ روخو  
عسل۔ ولباس۔ وروغن۔ ورنک۔ ست۔ بود۔ گر۔ متا۔ ملکی۔ وعلیہ لیکن بخوبی خوش نہ در  
وضع نوع ہر یکے آری خلافاست نہ ہر کس بیک طریق و ہر مل بلوی خوش نہ  
یعنی اسباب آرایش و اشیا زینت و افراد ہر مہفت و لوضائع نگار کی یہ صورت ہی  
کہ ہر ملک کا سنگار اپنے اپنے طور و طریقہ پر ہوتا ہے بلکہ ہر شخص کا مرغوب الطبع جدا جدا ہے

سوائی ازیں ہر شخص اپنی دین و مذہب کی پابندی کرتا ہے دیکھو مشرک محمدی میں ہر شے کیواسطے ایک حد اور حالت اس خوبی سے باندھی ہے کہ مزید علیہ اوسکا مستعمل نہیں بلکہ لباس زیور وغیرہ کی وضع قطع رنگ و دھنگ میں بحث کی ہے مسنون کمر و حرام و واجب اور مباح کی تفریق کر دی ہے مومن کو لازم ہے کہ دین محمدی کا اتباع کرے علیہ المتقین کو ٹیپ ہے یا اوسکے ترجمہ کی سیر کرے سید و رے مانگ بہرہ پر بیاہ کا مدار نہ سمجھے بیوہ کی زینت کو عیب نہ کہی کوئی یہ نہ کہی کہ کنواری اور بیوہ کو شوخ چیزوں کا استعمال کرنا خلاف مصلحت ہے بہت سیدی سادہی وضع اور حالت میں رکھنا چاہئے اسواسطے کہ ہم پہلی ہی لکھہ آئی ہیں کہ لڑکی کا عقد شباب سے پہلے ہونا چاہئے اور بیوہ کو اپنا عقد کرنا مناسب تر ہے اور اگر اتفاق سے کوئی بیٹی رہی اور اس خیال سے زینت غیر مسنون کو ترک کرے تو کیا مضائقہ ہے مطلب تو اتنا ہے کہ محرم اور مانگ اور مستی کا جل کیواسطے نکاح عرفا بھی روزِ اجازت ہے روزِ اباحت نہیں اور نہونسی نکاح میں خلل نہیں اور نہ یہ چیزیں موجب اور مسنون ہے تو مطلق زینت ہے کہ یہ ضرور نہیں کہ ہندوستان کے سات سنگار ہوں بلکہ تشبہ کی وجہ سے ہنود کی مخصوص زینت کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔

## ولیمہ کا بیان اور اوسکا ساز و سامان

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت وعدہ فرمایا چکے کہ آج شب کو حضرت کرنگی تو حضرت نے بلال کو طلب کیا اور فرمایا اسی بلال مینی تزویج کیا اپنی بیٹی کو اپنی ابن عم سے اور میں چاہتا ہوں کہ میری امت میں نکاح کے وقت کہنا کہ ہذا ایک سنت اور دستور قائم ہو جب گلہ جگل سے آدمی تو ایک بکری لیکر فوج کرنا

اور چار نعلو اور ایک قصعہ تیار کر دہم چاہتے ہیں کہ مہاجر اور انصار کی دعوت کریں  
 جب تیار کر چکو تو ہکو اطلاع دو واضح ہو کہ قصعہ اس خواں کو کہتے ہیں جس میں دس آدمیوں  
 حوزاک ہوتی ہے اور چند روایتوں میں لکھا ہے کہ خود امیر المومنین سے مندرمایا  
 یا علی اپنی بی بی کی واسطے عمدہ کھانا طیار کر دیکھ فرمایا کہ گوشت اور روٹی تو ہمارے لطف  
 سے اور حرما اور گھسی مہارے ذمہ ہے منافق میں لکھا ہے کہ ایشکل حکم دیکر حضرت  
 نے ام سلمہ سے دس درم اولی درمہوں میں سے لئے جو ان کے پاس امانت تھی اور  
 لیکر حضرت علی کو دی اور فرمایا کہ گھسی اور تازہ چھوہار سے اور دہی خرید کر واس رویت  
 میں دہی زیادہ ہے شاید راوی نے دستور کے موافق ذکر کر دیا کیونکہ خنص اکثر گھسی  
 اور دہی اور خرما سے بناتے ہیں و العلم عند اللہ ربیدہ سے نقل ہے کہ حضرت نے  
 فرمایا یا علی بیاہ میں ولیمہ ہونا بہت مناسب ہے سعد انصاری نے عرض کیا میرے پاس  
 ایک بکرا ہے اور چند انصاریوں نے ملکر کئی پنسیری ذرہ یعنی مکی یا جو اربیش کی ایک  
 روایت میں ہے کہ جب خصمت قرار پا چکی تو اصحاب رسول تحفہ اور ہدایا لیکر آپہنچے  
 واضح ہو کہ ان روایات سے نکلتا ہے کہ بہات اور نیوتہ کی رسم بی اصل نہیں ہے باب  
 خیریں برادر مومن کی اعانت عمدہ ہے لیکن ناچ راگ میں نیوتہ دینا حرام ہے البتہ  
 شرعی گانے بجانے پر کچھ دینا روا ہے باقی یہ امر کہ نیوتہ کیاستی ہے سو ظاہر یہ ہے  
 کہ ہر قسم کا نیوتہ اور ہر تقریب کیا حسن سلوک اور ہدیہ ہے پس ہو سکے تو بڑہ کر نہیں تو  
 اسکی مثل دی اور نہ ہو سکے تو مشغول الذمہ اور مقروض نہ ہوگا البتہ غریب ذاتوں میں  
 نوتہ قرض حسنہ بلکہ عند الطلب ہے بہات علی العموم صلہ رحم بلکہ حاجت وستان مل  
 ہے حق و خیر کی کا معاوضہ ہے الغرض ہر روایت اخیر حضرت نے حکم دیا کہ آٹا پیسے  
 اور روٹیاں تمہارے کیا دیں اور حضرت علی کو حکم دیا تم گائیں فوج کرو اور دینہ ہی حلال ہے

اور حضرت اپنے دست مبارک سے بوٹیاں جدا کرتے جاتے تھے اور خون کا دھبہ ہاتھ کو نہ لگتا تھا اور حضرت علیؑ فرماتی ہیں کہ میں نے خربا اور گھی خریدا اور حضرت کیندرت میں لا کر حاضر کیا حضرت نے آستیں چڑھائی اور ایک دسترخوان چمیر کیا منگوایا اور اپنے ہاتھ سے گھی اور چھوہاری دہی میں مٹی اور خیریں بنایا اور ایک فرہ بنیڈھا حضرت نے جیبا ہننے اور سکو فوج کیا اور بہت سی روٹیاں کیوائیں اور بروایت ابن عباس بلالؓ نے جا کر سب کو سب کام انجام دیا اور خون کو لا کر حضرت کے سامنے رکھ دیا حضرت نے اس کے اوپر نشان کر دیا پھر فرمایا جا تو مسلمانوں کو گروہ گروہ کر کے ہمارے پاس لی آ کسی کو چھوٹا مست پس جماعت جماعت ہو کے لوگ آئی لگے اور کھانے لگے جب ایک قافلہ کہا جگنا تو دو سرا غول آتا تھا منابت لکھا ہے کہ جب کہانا تیار ہو چکا تو حضرت نے علیؑ مرتضیٰ سے فرمایا علیؑ جسکو تیرا جی چاہے بلا لاجناب امیر فرماتے ہیں میں جو سجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام سجد آدمیوں نے بھری ہے میں نے کہا یا رسول اللہؐ بلا تائی ہیں وہ سب کے سب کھڑے ہو گئے اور حضرت کی طرف چلے میں نے بڑھ کر خبر دی کہ یا حضرت آدمی بہت کچھ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں مسجد رسولؐ لوگوں سے سمود تھی مجھے حیا ای کہ ایک کو کہوں ایک کو کہوں میں نے ایک اونچی جگہ مسجد میں کھڑی ہو کر پکار کے کھایا دلیہ فاطمہؑ میں جی چلنا ہو چلے ایک بارگی بہت سے آدمی کھڑے ہو گئے اور بعض روٹیاں ہے کہ حضرت رسولؐ نے حکم دیا تھا کہ کوٹھی پر چڑھ کر پکار دو کہ رسولؐ کے حیا ان دعا ہے راوی کہتا ہے اسی طرح حج کی واسطے پکارا کرتے تھے سچ اور سستی ہی کہتے کیا باغ و غیرہ ہیں جہاں کہیں تھے چاروں طرف سے آدمی پر آدمی ٹوٹ پڑا آخر دسترخوان مسجد میں بچھائے گئے بہر تقدیر اکثر روایتوں میں لکھا ہے حضرت امیر المومنینؑ سے نقل ہے کہ مجھے آدمیوں کی کثرت اور کہانی کی قلت سے شرم آتی تھی رسول اللہؐ نے میری دل کی بات کو



پر کہہ لیا اور فرمایا علیؑ میں ابھی دعا کرونگا اللہ برکت دے گا مناقب میں لکھا ہے کہ  
 دسترخواں کو منہ پیل سے ڈھنکا اور فرمایا دس دس آدمیوں کو بلا لائے ایسا ہی کیا لو  
 آتے تھے اور کھاتے تھے اور کھانا کم نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اوس طعام طیل سے  
 سنات سو مرد دعوت نے سیر ہو کر کہا یا یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مالکی برکت تھی  
 لکھا ہے کہ اول طعام کہلایا بعد اوسکی خیمیں یعنی چہو ہاروں کا ملیدہ کہلایا گیا اور حضرت  
 علیؑ سے منقول ہے کہ ایک ایک کر کے سب آدمیوں نے کھانا اور پانی پیکر اللہ زیادہ دے  
 کہہ کر اٹھی اور وہ سب آدمی شمار کی رو سے چار ہزار مرد سے کم نہ تھے اور مروی ہے  
 کہا یا سو کھانا باقی جتنا جسکا جی چاہا لے گیا کچھ بندش نہ تھی اسپر کھانا بدستور جوں کا  
 تول سکھا ہوا تھا اور بروایتی دوسری دن لوگوں نے اگر کھانا اسطرح تمیسی نہ  
 ابوالیوب الضاری رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا کھانا کھایا القصد جب سب دعوتی کہا کہ  
 تو حضرت زید طباق منگو ای او کو بھر بھر کر ازواج کے پاس بھیجا ہر ایک طباق لیا اور سہین  
 کھانا بہرا اور فرمایا یہ غلے و فاطمہ کے واسطے ہے اور ابن عباس کہتے ہیں جب کھانا کھنا  
 تو حضرت ادھٹی اور باقی طعام پر لعاب دہن مبارک کر کے برکت چاہی اور بلال سے  
 فرمایا جا اسکو اپنی ماؤں کے پاس لیجا یعنی ازواج پاس بھیجا اور فرمایا کہ دنیا تم خود بھی  
 کھاؤ اور جو تمہارے پاس ہوا اسکو بھی کھلاؤ منقول ہے اسوقت وہاں مدینہ بہر کے  
 عورتیں جمع تھیں ترجمہ کہتا ہوں کہ ولیمہ یعنی بیاہ کا کھانا اسطور و طریقہ سے ہونا چاہیے  
 اور حسبہ لہذا منہ نام منظور نہوا اور امیر و فقیہ میں تمیز نکریں عورت و مرد کی تفریق نہ ہو  
 ہو تو کل برادری کو دیں یعنی جتنے مومن بستی میں اتنی وسعت نہو تو کنبہ قبیلہ اور ہمسایہ  
 کو دی کل کو دی خواہ او کو جسکو بلاوا دیا ہو یا جو اوں او کو دی یہ قدرت اور توفیق  
 پر مدار ہے اور ولیمہ ہر خوشی کی بات پر ہوتا ہے مگر پہنچ وقت مستحب ہے ولادت پر

خفتہ پر مکان نو پر سفر سے گھر آئے ہیں اور ہر ولیمہ ہر وقت ہوتا ہے۔ نہ پچھلی وقت سے نہ بعد وقت کے پس شادی کی ولیمہ زفاف کے دن ہوتا ہے ایک دن دو دن اور سب دن ریا ہے اور خفتہ کا ولیمہ وقت خفتہ اور حقیقہ ساتویں دن ولادت سے اور مکان کی ولیمہ مکان میں جانیکے دن اور کمی اور زیادتی کی مقدار کرنیوالی کی توفیق پر ہے۔ اور قتل درجہ ایک جانور بکرا منید ہا یا سی فعل رسول ذبح کریں تو شاید اولیٰ مواور حصہ بخیر کی کمی و زیادتی پر بحث کرنا اور روٹھ منافا اور طہر گد کر عین حصہ مانگنا اپنے معمول کے کم لینا غلط یہودہ بات ہے علان شرع کے عقلا بھی سبکی ہے گور وراج کی وجہ سے عیب نہیں لگتا ولیمہ ہدیہ ہے فرض نہیں کہ معاوضہ کا دعویٰ کرے اور ولیمہ میں سجا سے احتراز کرنا نخوت اور تکبر میں داخل ہے دیکھو اصحاب رسول کس طرح خوشی خوشی ولیمہ سیدہ میں جمع ہو گئے تھے۔

### بیان جلوہ بلا بلوہ

منقول ہے جب ولیمہ سے فارغ ہوا تو حضرت رسول خدا و آلہ نے ان میں شریف لامی اور ازواج طہیبات سے فرمایا ہم نے اپنی بیٹی کا اپنے ابن عم سے عقد کر دیا اور تم خوب جانتی ہو کہ وہ مجھے کس قدر پیاری ہے اب فاطمہ کو اد کے حوالہ کرتے ہیں اپنی بیٹی کو حصت کرو پس ازواج نے اٹھ کر سیدہ کو خوشبو سے بسایا اور پوشاک پہنائی مناقب میں لکھا ہے پس حضرت نے اپنی بیٹی کو پکارا اور علی کو بلایا پس حضرت علی کو دہنے ہاتھ سے پکڑا اور سیدہ کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا اور دونوں کو گلے لگایا اور دونوں کی آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا اور سیدہ کو حضرت علی کے سپرد کیا اور سونپا ایک رعایت معتبر میں لکھا ہے کہ جب سورج ڈوبا تو حضرت زکریاؑ سے کہا امی ام سلمہ فاطمہ کو لی آؤ گھبراؤ اور سیدہ کو لیکر آئیں مگر شرم کی ماری سیدہ کی یہ کیفیت تھی کہ دامن زمین پر ہستے چلی آتی تھی

اور پسینہ میں تر ہئیں آخر ہو کر کہا می حضرت فی فرمایا خدا جنت سے دنیا اور آخرت کی نغمش کو دور رکھی ابن عباس کہتے ہیں جب سیدہ فاطمہ حضرت علی کو وہاں رسول اللہ کے پاس بیٹھے دیکھا ہتک میں اور روتی تھیں حضرت کو خیال ہوا کہ اس نظر سے نروٹی ہو کہ علی نادار ہے پوچھا فاطمہ کیوں روتی ہو بختسم اپنی اہانت میں کمی نہیں ہے اپنی نروٹیک سے علی کو غریزہ کو سیکھ رہا ہے جو اس کے قبضہ میں میری جان ہے اوسکی قسم کہ میں نے شیر انکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو دنیا میں سردار اور عقبی میں نیکو کار ہے اس کلام سے حضرت سیدہ کچھ چکی ہوئیں پس حضرت نے اُن کو اپنی ہاتھ سے سنبھالا اور ہر وایت معتبرہ کو ہر وجہ حضرت کے سامنے آکر ٹھہریں تو حضرت نے چہرہ مسطر سے چادر کو سہ کا یا اور حضرت علی کو جمال بالکمال کا جلوہ دکھلایا پھر حضرت سیدہ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا علی خوب بی بی ہے خدا تجھے مبارک کرے دختر رسول کو اور حضرت سیدہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا امی فاطمہ کیا اچھا شوہر ہے تیرا ترجمہ کہتا ہوں جلو کی ہندوستانی رسم کوئی زمانہ بعض بعض شہروں میں شرعی رسم اور آری مصحف بولتی ہیں مگر ذرا خدرا الاضاف کرنا چاہیے کجا یہ رونمای حضرت کی یعنی مونہ دکھائی اور کجا وہ رسم دوران خیال اہل ہند کی میں وآسمان کا فرق ہے اور سیدہ کی رونمائی کے وقت نامحرم غریزہ اور بیگانہ عورتوں نے جو وہاں تھیں کب اپنا جلوہ دولہہ کو دکھلایا تھا تو اور کوئی ساس بھی حضرت کے سامنے نہوی تھی بہمان غور کر کے دیکھو تو جوان عورتیں بار یک کرتی دوپٹی پہنے ایک اجنبی نامحرم کے روبرو اکھڑی ہوتی ہیں اور اس سے ہنسی مزاح کرتی ہیں بتا چنی جاتی ہے اور جو جو کچھ ہوتا ہے عقلاً عواغک سی طرح عمدہ بات ہے اگر ایسا ہے ان رسموں بغیر رہا نہیں جاتا تو کم سنی میں شادی کیا کرو کہ بہت سی قباہتوں سے بری ہو

## بیان سوغات لصد کرامات

الغرض نقل کرتے ہیں کہ اوس دن جبریل آسمان سے سوغات لیکر آئے تھے اُنکے ساتھ بہت سے فرشتے اور بھی تھے پس حضرت نے ام سلمہ سے کہا ایک پیالہ پانی بہر لا پھر حضرت علی سے فرمایا اس میں سے نصف نوش کر پھر حضرت سیدہ سے فرمایا تھوڑا اس میں سے پیکر باقی چھوڑ دینا پس جو بچ رہا اوس کو حضرت سیدہ کی چہرہ اور گلی پر ملا بعد اوسکی حضرت نے ایک صلہ کو جاک کیا یعنی پٹاری کو کہولا اوس پٹاری میں تین چپاتیاں اور ایک کیلی کی پھلی اور شمش نخلی حضرت نے فرمایا یہ تحفہ ہے جبریل کا پہراپنے ہاتھ میں ایک بھی اٹھالی اور اوسکی دو پہانکیں کہیں اور فرمایا یہ جنت کا تحفہ ہے تم دونوں کے واسطے آیا ہے پس حضرت علی و جناب سیدہ کو آدھا آدھا بانٹ دیا۔

## بیان فاف سلالہ عبد مناف بطریق عرب لصد ادب

ان سب باتوں کو بعد لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر اور اودہر دو لہا دلہن اور بیچ میں رسول اللہ تھے آخر اس طرح ساتھ لئے ہوئے اوس حجرہ میں آجوار استہ کیا تھا اور سنوارا بہار لگیا تھا جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے **لَا غَيْرَةَ فِي الْحَلَالِ حلال میں** کچھ لچاٹ کی ضرورت نہیں دیکھو رسول اللہ نے علی و فاطمہ سے کہا کہ تم کوئی بات نہ کرنا جب تک ہم پٹ کر نہ آویں اور جب حضرت شریف لائی اور اپنی ٹانگیں اُنکی فراش میں داخل کر دیں ظاہر جناب صادق نے دو موقعوں کا ذکر فرمایا ہے ایک شب زفاف کا دوسری صبح زفاف کا کیونکہ چند روایات میں یہ حال اس طرح منقول ہے کہ اوس حجرہ تک پہنچا کر ذرا بالو جاؤ اپنی خوابگاہ میں اور ہمارا انتظار کرنا یعنی اتنی ہم

آویں کوئی بات نہو حضرت علیؓ فرماتا ہوں کہ میں ہاتھ میں ہاتھ لئے ہوئے سیدہ کو دالان  
 میں لایا وہ ایک کونہ میں آکر بیٹھ گئی میں بھی ایک طرف ایک گوشہ میں جا بیٹھا وہ شرم کر  
 ماری نہی نظر کئے ہوئی بیٹھی تھیں اور میں بھی حجاب سے سر چھکائی بیٹھا رہا اتنی میں رسول  
 اللہ ﷺ لی آئی فرمایا یہاں کون ہے ہننے عرض کیا تشریف لائی یا رسول اللہ آپ  
 کے آئینے برکت ہے حضرت داخل حجرہ ہوئے اور سیدہ کو اپنے بابر بٹھالیا پھر فرمایا اپنے  
 فاطمہؓ تھوڑا سا پانی لاؤ اور تمہیں اور ایک قعب کو جو اس مکان میں رکھا تھا پانی سے  
 پر کر لائیں حضرت نے اس میں سے ایک کہوٹ بہر کے اس پیالہ میں کلی کی اور اس میں  
 سے تھوڑا سا پانی جناب فاطمہؓ کے سر پر چھڑکا پھر فرمایا سامنے آؤ جب وہ مقابل ہوئی  
 تو دال پانی اونکے سینہ پر چھڑکا پھر فرمایا بیٹھ پھر جب جناب فاطمہؓ نے پشت پھرائی تو  
 کسی قدر پانی لیکر اذکی دونوں ہوٹ ہوئی چھیں چھڑکا پس دعا کی خداوندایہ میری بیٹی  
 ہے مجھی بہت پیاری ہے اور الہی یہ میرا بھائی ہے اور مجھے بہت پیارا ہے خدا یا  
 اسکو اپنا ولی گردان اور خیر خواہ دین کا بنا اور اسکی بی بی کو سہ سہا رک کر بھڑو یا  
 یا علی جا اپنی بی بی کی پاس خدا تجھ کو مبارک کرے تمیر اللہ کی رحمت اور برکتیں بی شک  
 حمید و مجید ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پانی کا لگن اسما سے منگوایا تھا اور  
 اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور اپنے پاؤں کو اور منہ کو مٹو یا پھر سیدہ کو بلا کے  
 ایک چلو بھر کے سر پر چھڑکا اور ایک چلو سامنے کے رخ پر ڈالی پھر اپنے اور سیدہ کے  
 بدن پر چھڑک لیا پھر دعا کی خداوندایہ مجھے ہے اور میں اس سے ہوں امی خدا یا  
 جس طرح تو نے مجھے گناہ سے پاک کیا ہے اسی طرح اسی بھی پاک رکھے پھر اس طرح لگن بھر  
 پانی منگا کے حضرت امیر کے اور چھڑکا اور وہی دعا اونکے واسطے کی پھر خازن دی کہ جاتو  
 اپنے مکان میں خدا تم میں سلوک رکھے اور تمہاری نسل میں برکت دے

اور تمہاری حالت درست ہے اور خود اوتھ کھڑے ہوئے اور دروازہ بند کر دیا اسما  
 کہتی ہے میں حضرت کو دیکھتی رہی برابر علی وفا طمٹہ کے حق میں دعا کرتے جاتے تھے  
 جب تک اپنی حجرہ میں داخل ہوئے سمجھ میں لکھتا ہوں یہ رسم پانی چھرنے کی گویا کل دایتوں  
 میں مذکور ہے مگر اسکے وقت اور موقع اور کیفیت میں تنہا اختلاف ہے اسی نظر سے  
 حقیر روایت کے موافق اسکو نقل کرتا ہے جہاں سنی لکھتا باقی روایت پر جو آدھن بعض  
 میں اب تک کچھ نہیں آئی اور نہ ابھی تک میری نظر سے گزری نہ کسی عالم سے مینے  
 سنی اور یہ بھی نہیں کھ سکتا کہ سیدہ کیواسطے مخصوص ہے یا اسکی تاسی اور پیروی  
 امت کو بھی چاہئے لَعَلَّ اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدُ ذٰلِكَ اَمْرًا خَيْرًا  
 مناقب میں لکھا ہے پس جب حضرت حجرہ سے یا پشت برف لائی تو دونوں بازو نکو دروازہ  
 پکڑ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اَظْهَرُكُمْ اَللّٰهُ وَظَهَرَ سَلَامُ عَلَیْکُمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ سَائِلِکُمْ  
 وَحَبِّبْ لَیْنِ جَانِبِکُمْ اَللّٰهُمَّ اَسْخَفْ عَلَیْکُمْ خَدَّیْکُمَا وَبَاکِیْہِ رُکْہِیْہِ اَوْرْتَمَہَارِیْ سَلِّ  
 کو بھی پاک کرے میں تمہاری دوست کا دوست ہوں جو تمہارا بد خواہ ہے اسکا  
 دشمن ہوں اور تمہیں خدا کے حوالہ کیا اوسی پر کھو چڑھتا ہوں مترجم کہتی ہوں کہ ان  
 روایات سے جو بھیاں تک درج ہوئیں زفاف کا حال اسی ترتیب سے اور اسقدر  
 پایا گیا ہے اور صاف ان روایتوں سے ٹپکتا ہے کہ زفاف حرم سرا میں رسول میں ہوا  
 اسکو عرب عمرہ کہتے ہیں عمرہ کے معنی ریشے بنے کہ میں مگر اور چند روایتوں سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ اپنے گھر میں دولہہ دلہن شب باش ہوئی جب کا نام عروسی اور عرس ہے  
 اور وداع کا حال بہت طول طویل اور مفصل مذکور ہوا ہے لہذا نئی سہ سے لکھنا پڑا۔

مضمون وداع خاتون جنت بائیں لہین شرع و ملت



منقول ہے کہ جب شب زفاف آئی تو رسول اللہ نے اپنی سواری کا پنجہ جیکسا شہبائام  
تھا طلب کیا اور اوپر ایک چادر دوہری کر کے ڈالی اور سیدہ کو اوپر سوار کیا اور  
بعض نے شہبائی جگہہ دلدل کو بیان کیا ہے اور بعضوں نے ناقہ کہا ہے۔ اور  
کہا ہے کہ سیدہ کی اوپر برقع پڑا تھا اور بقول حضرت نے اپنی عبا اور ہائی تھتی اکثر تروا  
میں ہے کہ سلمان کو حکم ملا کہ لگام پکڑ لیے اور خود حضرت ہانکتے جاتے تھے یہی راستہ  
میں تھی کہ ایک آواز سنائی دی کیا دیکھتی ہیں کہ جبریل چلے آتی ہیں ستر ہزار فرشتے  
اونکے ساتھ ہیں اور ستر ہزار فرشتی ساتھ لئے میکائیل آپہونچے حضرت نے پوچھا شہبائ  
آینکا کیا سبب ہے جبریل نے کہا ہم فاطمہ کو علی کے گھر پہنچانے کو آئی ہیں منقول  
ہے کہ جبریل نے لگام پکڑی اور اسرافیل نے رکاب تھامی اور میکائیل نے دھجی  
اور رسول اللہ زین کو درست کرتے جاتے تھے لکھا ہے اول جبریل نے تکبیر کہی بعد  
اوسکے میکائیل نے پہر سب فرشتوں نے ملکر اللہ اکبر کا لغوہ کیا پھر رسول اللہ نے  
بھی تکبیر فرمائی پھر سلمان نے تکبیر کہی اوسی رات سے سنت ہوا کہ عوسی میں  
تکبیر کہا کریں اور منقول ہے کہ وہ فرشتے صبح تک تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے واضح ہو  
کہ سیدہ کی سواری پر دنیا میں کچھ شمار نہیں ہوا لیکن آسمان پر سب کچھ لٹا چنانچہ لکھا  
کہ ام ایمن ایک دن رسولی زما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اوسکی گود میں کچھ تھا حضرت  
نے فرمایا ام ایمن تو کیا لی رہی ہے۔ اوسنی عرض کیا فلاں لڑکے کی آج رضعتی تھی  
اوپر بچہ اور کیا تھا مینی ہی اٹھایا یہ کہہ کر ام ایمن رونی لگی اور بولی یا رسول اللہ بچہ  
فاطمہ کا آپ نے بیاہ کیا اور کچھ اوپر بچہ نہوا رسول اللہ نے فرمایا ام ایمن  
کیوں جھوٹ بولتی ہے خدا تعالیٰ فاطمہ کی شہادی کے دل جنبت کے دھتوں کو حکم دیتا  
کہ زیور اور کپڑے اور یاقوت اللہ موتی اور زمرہ اور مستبرق کا دان بگریں جنبت الوجل

لا انتہا لوٹا اور خدائی طوبی کو فاطمہ کے ہر میں دیا اور اسکو علی کے محل میں لگایا اور  
 منقول ہے کہ حضرت نبی دختران عبدالمطلب کو اور مہاجر و انصار کی عہدہ توں کو غلام  
 کیا کہ فاطمہ کے جلو میں چلیں اور سہی خوشی کی باتیں کریں اور جڑ پڑھیں اور تکبیریں  
 اور حمد کریں مگر وہ کلمہ کہیں کہ جس سے خدا ناراض ہوا اور منقول ہے کہ چار طرف  
 سیدہ کے ستر ہزار حوریاں تھیں اور خود رسول اللہ اور حضرت جعفر طیار اور عقیل  
 اور جناب امیر حمزہ سیطرح اوس خاندان کے اور آدمے رضوان علیہم چھپے چھپے نگلی  
 تلواریں ہاتھ میں لئے ساتھ تھے اور ازواج نبی آگے آگے رجبہ کہتے ہوئے جاتی تھیں  
 اول ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے یہ رجبہ کہی **سُرِّ بِعَوْنِ اللَّهِ يَا حَارِثُ**  
**وَأَشْكُرُكَ فِي كُلِّ حَالٍ سِرِّكَ وَأَذْكُرُكَ مَا أَنْعَمَ رَبُّكَ عَلَيَّ**  
**مِنْ كَشْفِ مَكْرُوهِهِ وَأَفَاتِ سِرِّكَ فَقَدْ هَدَانَا اللَّهُ لَعَدِّكَ**  
**وَقَدْ أَعْتَارَكَ السَّمَوَاتِ سِرِّكَ وَسِرِّكَ مَعَ خَيْرِ نِسَاءِ الْوَسْطَى**  
**تَقْدِي بَعْمَاتٍ وَخَالَاتٍ سِرِّكَ يَا بَيْتَ مَنْ فَضَلَهُ الْعَالَمُ**  
**بِالْوَحْيِ مِنْهُ وَالرِّسَالَةِ سِرِّكَ** یعنی جلو ہمسایو اللہ نگہاں رہے  
 در دریاں شکر ادا سکا ہر آن بہ خدا کی نعمتوں کا سب کر و ذکر کہ جسے شکلیں سب کر دی گئی  
 نکالا کفر سے مومن بنایا۔ یہہ اوپر والیکا ہمپر ہے احسان بہ چلو ابانہ تم خیر النساء کے۔  
 یہی واری گئی خالا بھی قربان بہ نبوت سے تیری بابا کو حق نے۔ شرف بختاوی اور سچا  
 قرآن بہہر عایشہ بولی **يَا نِسْوَةَ اسْتَرْنَ بِالْمَعْجَرِ : وَأَذْكُرُكَ مَا أَنْعَمَ**  
**فِي الْحَاضِرِ : وَأَذْكُرُكَ رَبَّ النَّاسِ إِذْ يُخَفِّئُ بِهِ نَبِيَّهُ مَعَ كُلِّ عَبْدٍ شَاكِرٍ**  
**وَأُحْمَدُكَ عَلَى إِفْضَالِهِ : وَالشُّكْرُ لِلَّهِ الْغَيْرُ الْقَادِرُ سِرِّكَ يَا فَالَهُ**  
**أَعْطَى ذِكْرُهَا : وَخَصَّهَا بِأَمْنٍ وَبَطْنٍ طَاهِرٍ**

بہنو پر وہ کرد و معاجز کا۔ گفتگو میں ہوں وہ یہاں حاضر کا: دیکھو سب لڑکیاں ہمیں ممتاز  
 دین بختا ہے عید شاکر کا: حمد یا ہے ایسی نعمت پر۔ شکر و اوس عزیز کا در کا:  
 ساتھ اوس کے صلہ جسے حق نے۔ جنت گردنا طہر کا حصہ بولی قاطعہ خیر لیس  
 البشر: وَمَنْ لَهَا وَجْهَةٌ كَوَجْهِ الْقَمَرِ: فَضَّلَكَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ لَوْسَرٍ  
 بِفَضْلٍ مِّنْ مَّخْصَصٍ بَآئِي الرَّمْزِ: زَوْجَكَ اللَّهُ لِقَتِي فَأَصْلًا: اَعْنِي عَلَيْكَ  
 خَيْرًا مِّنْ فِي الْخَضِرِ: فَسِرَّكَ جَارَتِي بِهَا فَاتَّحَا: كَرِيمَةٍ  
 بِنْتُ عَظِيمٍ الْخَطَرِ: فاطمہ خیر النساء بخیر۔ جبکہ مکھڑا جلوہ گر ہو چوں  
 دلی بزرگی خلق پر حق نے تجھے: اوسکی خاطر شان میں جسکی زمرہ بیا ہار ب نے  
 تجکو فاضل مرد سے۔ ہے خدائی میں علی نیکو سیر۔ آپوسن فاطمہ کے ساتھ چل۔  
 ہی یہ دختر دختر خیر البشر، اور معاذہ الضارن نے جو سعد بن معاذ کی ماں تھی یہ تک  
 تھے اقول قولاً فیه مافیہ واذکر الخیر وابدیہ: بِمَحْمَدٍ خَيْرِنِي  
 اَدْرَبَ مَافِيهِ مِنْ كِبَرٍ وَلَا نَبِيٍّ: بِفَضْلِهِ عَرَفْنَا رُشْدَنَا:  
 قَالَ اللَّهُ بِالْخَيْرِ الْجَارِيَةِ: وَكُنْ مَعَ بِنْتِ نَبِيِّ الْوَسْرِيِّ ذِي تَمَرَةٍ  
 قَدْ مَكَنتُ فِيهِ فِي ذُرْوَةِ شَاخِزٍ أَصْلَاهُ: كَمَا أَرَى شَيْئًا يَدُكُ نَبِيٍّ:  
 میں کہتی ہوں وہ جو ہر اوکی صفات۔ وہ کرتی ہوں ظاہر جو محض ہوا بات: محمد میں  
 اولاد آدم کی جان۔ نہیں بکر کی چھاں ہی اونسے ساتھ: خبر انیک نے ہی اونسے میرا خدا  
 طے اونسے صدقہ سے راہ نجات۔ بنی زادیکنی ہم جلو میں رواں ہیں۔ شرافت نے پایا  
 جس میں نبات، اصالت میں ہے بسکہ عالی تبار۔ ہر ایک ذات سے اوکی اعلیٰ ہوتا  
 راوی کہتا ہے باقی حیرتیں جو سواری کے ساتھ تھیں وہ ہر شعر کے بعد اوسے رجز  
 کا پہلا بول کہتی جاتی تھیں اور امد اکبر ہی کہتی جاتی تھیں اس طرح دو تہا میں

واعل ہو میں منقول ہے کہ وقت زفاف کے دستور کے موافق سب لوگ یہ دعا کیا کرتے تھے بِالسَّحَابِ وَالْبَيْنِ حَضْرَت نے فرمایا بیت کہو عَلَى الْخَيْرِ وَالْبِرِّ کہو یعنی خیر اور برکت ہو تو ملا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں شاید وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ وہ کلمہ جہالت اور کفر کے زمانہ کی رسم تھا اور نہ معنوں میں کچھ برائی نہیں رفا کے معنی ملاپ اور موافقت اور برہنہ اور برکت کے ہیں اور بنین فرزندوں کو کہتے ہیں مطلب ہے کہ دولہا دلہن میں سلوک ہو اور بیوتی ہو مترجم کہتا ہے افسوس اس زمانہ کے آدمی ہندوانی رسموں کی ادا کر نیکیو فخر سمجھتے ہیں اور حضرت کو ہتھ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ ہدایت دی۔

### بیان تسلیم طہیف و تکریم

راوی کہتا ہے پہر حضرت رسول اللہ نے جناب علی رضی کو آدمی بھیج کر مسجد میں بلوایا اور سید کو بھی طلب کیا اور سید کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علی کی ہاتھ میں دیا اور فرمایا خدا تجھے نبی کی بیٹی مبارک کرے اور قبول تیرے دعائی اللہم بَارِكْ لَهُمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ تَسْلِيمًا میرے برکت نازل کر انہیں اور مبارک گردان لو انکی اولاد میں برکت دے پہر فرمایا اذْهَبَا لَكُمْ لَكُمْ طَهْرًا خدا دور رکھی تجھے گناہ کو اور پاکیزہ رکھی تجھ کو جیسا کہ حق ہے اور پاکیزہ کرے تمہارے نسل کو واضح ہو کہ یہہ مضمون مسجد میں بلوایا گیا باقی روایتوں کے خلاف ہے مشہور یہ ہے کہ خود حضرت اندر شریف لگئے اور پانی چہرے کی رسم سجالاتی اور دعا کی اور شریف لے آئی شاید راوی کو دہوکا ہوا مسجد سے بلا نیکی عوض مسجد میں بلانا مونہ سے نکل گیا حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب نکاح ہو چکا تو حضرت فیما ماتہ پکڑ کر فرمایا بسم اللہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا اللہ کے نام پر اور کہہ علی برکتہ اللہ و ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو طہت

علی الشہید حضرت نے مجھے سیدہ کے برابر لاکے بٹھا دیا اور فرمایا میری یہ دونوں تمام خلق نے زیادہ مجھے محبوب میں تو بھی انکو محبوب رکھو اور برکت دی انکی ذمت میں اور اپنی طرف سے انپر نگہبان معین کرو اور مینی تیری پناہ میں دیا فاطمہ کو اور اوسکی اولاد کو شیطان مردود کی شد سے۔

## آرالیش جملہ بیان خلوت فی الجملہ

منقول ہے جس مکان میں سیدہ کو لاکر حضرت علی کے برابر بٹھایا تھا وہاں حصیر بکری یعنی نرکل کی چٹائی بھی تھی جو بحریں کے علاقہ میں بنی جاتی ہے اور برواتی پوسٹ گو سفند یعنی بکری کی کہال کا فرش تھا اور چھوڑکی چہال رولی کی جگہ تکیہ میں بھری تھی ایک روایت میں لکھا ہے کہ پہلے اوس مکان میں ریت بچھایا تھا اور ایک لکڑی مشکیزہ لٹکانیکور کھی اور اوسکو کپڑے سے منڈھا کہتے ہیں کہ ایک لکڑی بطور بنگ اور انگنی کے ایک دیوار سے دوسری دیوار تک کپڑے دالنے کو لگائی اور بعض روایات میں لکھا ہے کہ ایک گدہ بچھایا جس میں خرمی کی چہال بھری تھی اور اسپر ایک تکیہ کیا اوسا یک خیمہ لوی تھی اور ایک بالٹی پانکی وہاں رکھ دی اور ام ایمن کو دربان بنایا پس حضرت رسول اللہ شریف لائے اور سب عورتیں حضرت کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں اور پردی کے پیچے ہوئیں مگر اسمار بنت عمس وہیں رہی حضرت نے باہر ٹہر کر فرمایا تو کون ہے وہ بولی میں آپکی بیٹی کی خیر گہراں ہوں تو کیونکو تخت کی رات یعنی پہلی شب ایک عورت واقع کار کی ضرورت ہو کر تے ہے اگر کچھ ضرورت بڑی یا کومی خیر درکار ہو تو پہچادی حضرت فی فرمایا اللہ تیرا آگے پیچے دینے باتیں سے شیطان جیم سے نگہبان ہو۔ مردی ہے کہ پس حضرت نے فرمایا علی یہ میری بیٹی ہے۔

فَقَدْ اَكْرَمَنِي وَمَنْ اَكْرَمَنِي فَقَدْ اَكْرَمَنِي جِو اسکا اکرام کرے گا اسنے میری  
 تکریم کی جو اسکی امانت کرے اور سے میری تو میں کی بہر دعا کی اللہ بَارِكْ لَهَا وَبَارِكْ  
 عَلَيْهَا وَاجْعَلْ مِنْهَا ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اَنْتَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ  
 اور بروایت دیگر یوں دعا کی بَارِكْ اَللّٰهُ لَكُمْ فِیْ سِرِّكُمْ وَاجْعَلْ سُلُوكَكُمْ وَالْف  
 عِلَّةَ اِلَیْكُمْ قُلُوبُكُمْ بہر فرمایا جاؤ اپنی بی بی کے پاس واسلا علیکم بعد اسکے  
 حضرت نے اوٹھنے کا قصد کیا جب جانگی تو حضرت سیدہ اوٹھ کر چٹ گئیں اور رونے  
 لگیں حضرت بولے کیوں روتی ہے منی تجھے ایسے شخص سے بیاہ جو بڑا حلیم اور بردبار ہے  
 اور بھت بڑا عالم ہے منقول ہے کہ اُنہی وقت فرمایا بَجْرَیْنِ یَلِیْقَانِ وَبَجْرَانِ  
 یَقْتَرِنَانِ کیا خوب دو دریا میں کہ باہم ملتے ہیں اور دو بارے ہیں کہ اور کا قرآن پڑھا  
 بہر دروازہ سے نکلتی ہوئے فرمایا اَکْھَرُکُمْ اَوْ اَکْھَرُکُمْ اَنَا سَلَامٌ لِّمَنْ سَلَامٌ وَحَسْبُ  
 لِّیْ جَارٌ بَکُمْ وَاسْتَوْدَعُکُمُ اللّٰهُ وَاسْتَخْلَفَ عَلَیْکُمْ سِوَاکُمْ اور الفاظ سے بھی یہ دعائیں  
 منقول ہوئی ہیں پھر حضرت تشریف لگئی اور خلوت ہو گئے دونوں بزرگواروں نے آہم  
 فرمایا اسکا اونکی پاس سوئی ان روایات سے اور روایات آئندہ سے ثابت ہے کہ عورت  
 ہمارا نکاح پاس رہنا جائز ہے اور قدیمی بات ہو گو وہ جاگتے رہی مگر عورتوں کا جگہ ٹ  
 لگانا خلوت کے پاس اچھا نہیں ہے چنانچہ حضرت کے دکنے سے ظاہر ہے عقلاً  
 بھی بات نامناسب ہے دولہہ دلہن کے خلع بالطبع نہیں خلل انداز ہے بات چیت  
 کہ نہیں شرما میں گی بلکہ عورت کا پردہ کو بھی بیرون حجرہ پالیں پردہ رہنا چاہیے اپنی  
 یا پرائی اور رشتہ دار عورت کا پاس رہنا حتی کہ مانکا پاس ہونا بھی سیوہ نہ بھتا  
 چنانچہ یہ ہمسار بنت عمس ایک رشتہ سے سیدہ کی جہانی تھی اوچھی بھی۔  
 ہوتی تھے یعنی حضرت جعفر طیار کی بی بی تھی جو حضرت علی کی بی بی بھی تھیں اور



رسول اللہ کی ابراہو ضاعی اور ابن عم تھی اور پھر یہ اسما رسیدہ کی سہدین بھی ہوئی حضرت  
 زینب اور ام کلثوم جعفر طیار کی دونوں بیویاں گئیں اور پھر انجام میں سوکن ٹھہری یعنی  
 بعد سیدہ کے حضرت علی نے اس سے نکاح کیا تھا اور حضرت علی کے نکاح میں آنیسے  
 پچھلے حضرت جعفر کی شہادت کی بعد یہ اسما ابو بکر کی نکاح میں بھی رہ چکے تھے محمد بن  
 ابی بکر اسی کی شکم سے پیدا ہوئے مگر صاحب کفایت الطالب وغیرہ بعض علماء کہتے ہیں  
 کہ اسما بنت عمیس کا وہاں ہونا صحیح نہیں وہ اپنی شوہر طیار کے پاس حبشہ میں بھی ساتویں  
 برس یعنی سیدہ کی نکاح سے پانچ برس پہلے خیبر لوٹنے کی بعد ہی اور شادی سیدہ کے  
 ہجرت کے دوسری برس ہوئی تھی پس صحیح یہ ہے کہ وہ اسما انصار بن تھی جو سیدہ کی  
 خدمت میں رہی ترجمہ کرتا ہوں اسما بنت عمیس کا ہونا متعدد روایات میں مذکور ہے  
 پس کل راویوں نے وہ کہہ کیا ہوا یہ امر بہت بعید ہے اس میں اعتبار روایات کا باقی  
 نہ رہے شاید اسما حضرت جعفر سے پہلے مدینہ میں آگئی ہو یا حضرت جعفر بھی آگئے ہوں  
 اور پھر واپس گئے ہوں چنانچہ کئی روایتوں میں اس کا شریک شادی ہونا بھی مذکور ہے  
 سو یہ اسکی یہ روایت ہے کہ عقیقہ کی دن رسول اللہ سے اسمائی کہا یا حضرت سن رسیدہ  
 اور مالدار قریشوں نے سیدہ کی درخواست کی حضرت نے کسی سے نہ بیچ لیا یا کیا تو اس  
 لڑکی سے حضرت نے فرمایا ای اسما جلدی مت کر تو بھی اس لڑکی سے عقد کر لگی اور بچے  
 جے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور روایت وفات حضرت خدیجہ سی بھی ثابت ہے کہ بھی اسما  
 تھی چنانچہ خود اسما بنت عمیس ناقل ہے کہ خدیجہ بکبری کی وفات کے وقت میں موجود  
 یکایک وہ رونی لگیں مینے کہا تم روتی ہو تم سیدہ النساء ہو عالم میں اور زوجہ نبی ہو تمہیں  
 نبی صلعم نے جنت کی بشارت دی کہ وہ بولیں اس وجہ سے میں نہیں رونی سبب  
 رونی کیا یہ ہے کہ پچھلی شب کو عورت کے واسطے ایسی ایک عورت کی ضرورت ہو کر تھی

ہے جس سے وہ پردہ نکالے اپنا حال کھد سکے اور وہ عورت ادسکی ضرورت میں کام آج  
 میری فاطمہ کم سن ہے محبویہ خیال ہے کہ دیکھئے ادسکی کفیل کار کون ہونگے یہ سنکر  
 میں نے حضرت خدیجہ سے کہا ای بی بی میں تے وعدہ کرتی ہوں اگر میں اسوقت تک  
 زندہ رہی تو تمہاری جگہ یہ کام میں کرونگی پس جب رات آی اور حضرت گھر میں تشریف  
 لای اور حکم دیا کہ غائب ہوں الگ ہو جاؤں میں باقی رہی جب حضرت جاؤ گے تو میری جہلک  
 حضرت کو نظر پڑی فرمایا کون ہے مینی عرض کیا اسماعیس کی مٹی ہوں حضرت نے فرمایا  
 کیا ہم نے نہیں کھا تھا کہ سبیا نے علیحدہ ہو جاؤں مینی عرض کیا درست ہے بجا ہے  
 آپ نے ارشاد فرمایا تھا یا رسول اللہ تمہاری صدقہ جاؤں مینی حضرت کی برخلافی کا  
 اسادہ نہیں کیا مگر سبب یہ ہے کہ میں خدیجہ سے اقوار کر چکی ہوں میں نے سارا قصہ اول  
 آخر تک حضرت سے دوہرایا حضرت سنکر آبدید ہوئی اور فرمایا بیچ کہہ تجھے خدا کی قسم  
 تو اسی نیت سے ٹھہری مینی عرض کیا خدا خوب چاہتا ہے میں ہی نظر سے ٹھہری ہوں  
 پس حضرت نے میری لئے دعا کی لکھا ہے کہ اسماء وہاں سات رات دن تک برابر رہی  
 الحاصل ان روایات سے تو صاف ظاہر ہے کہ اسماء بنت عمیس خدا شکر دار تھی آگے خدا کا  
 العلم عند اللہ مدد فرمادے برگردن راوی اول بھر حال اسماء مذکور نقل کرتی ہے کہ مینی اپنی  
 بی بی فاطمہ کو یہ ہی کہتے سنا کہ جس شب علی بن ابیطالب میرے پاس آی مجھے ڈرا دیا  
 عرض کیا سید النساء تم دگتیں بولیں میں سننا زمین اونے بائیں کرتی تھی وہ زمین سے بائیں  
 کرتی تھی ڈر دسکی مینے صبح کی پس اپنی بابا جان سے بیان کیا انہوں نے دیر تک  
 سجدہ شکر کیا پھر سر اٹھا کر فرمایا اسی فاطمہ مبارک ہو تجھے تیری نسل طیب ہوگی اور  
 خدا نے تیری شوہر کو فضیلت دی تمام خلق پر اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام عالم کی خبریں  
 ادس سے عرض کیا کہے جو کچھ مشرق و غرب میں واقع ہو دی سبحان اللہ املکہ لیجی بھا

اور ایک دن جناب سیدہ فاطمہؓ حضرت علیؓ سے کہا کہ میری پاس آؤ میں تمہیں خبر دوں کہ کتنے  
 اور آئندہ کی اور ہونی والی اور نہ ہونی والی بات کی رونقیاست کہ حضرت علیؓ علیہ السلام  
 شکر تعجب کیا اور وہیں سے پٹ کر خدمت بابرکت رسولؐ میں آئی اور نزدیک جا کر بیٹھ گئی  
 حضرت نے فرمایا اعلیٰ تم بیان کر دو گی یا ہم کہیں حضرت علیؓ نے عرض کیا آپ ہی فرمائیں  
 حضرت رسولؐ نے کل قصہ جو بچاں گزرا تھا لفظ بلفظ بیاں کیا کہ فاطمہؓ نے متھے پہ  
 گفتگو کی حضرت علیؓ نے کہا کیا نور فاطمہؓ کا ہمارے نور کی طرح ہے حضرت نے فرمایا کیا  
 تو نہیں جانتا پس حضرت علیؓ نے شکر کا سجدہ کیا اور گھر گئے تو حضرت سیدہ فاطمہؓ نے کہا معلوم  
 ہوتا ہے تم ہماری یا بکی پاس گئے تھے اور اس بات کو سننے اور نہ ذکر کیا ہے جناب امیرؓ  
 فرمایا اے فاطمہؓ یونہی ہے وہ بولیں سنو امی حسن کے باپ اللہ نے میرا نور پیدا کیا  
 اور وہ تسبیح اللہ جل جلالہ کی کرتا تھا پھر خدا نے اس نور کو ایک درخت میں جنت کے  
 درختوں سے قائم کیا وہ درخت منور ہو گیا جب میری ما باپ جنت میں گئے تو خدا نے اونکے  
 دل میں ڈالا کہ ایک بچہ اوس درخت کا توڑ لیں اور پھروا سکو اپنے نوز میں پھر اس باپ  
 ایسا ہی کیا پس حکم خدا میرا نور میرے باپ کی صلب میں آگیا پھر حکم خدا خدیجہ بنت خویلد کی  
 کے شکم میں رہا پس اونسے میرا نور تولد ہوا اور میں اوسی نور سے بچوں جانتے مول میں  
 جو کچھ ہوگا اور جو ہوتا ہے اور جو نہیں ہوگا ای ابو الحسن المؤمنین علیہ السلام نور اللہ تعالیٰ  
 مومن نور خدا سے دیکھتا ہے لایب آسنا و صدقاً مومن کیا وہ تو اکمل مومنین  
 بلکہ خود ایمان میں جنہاں لانیسے آدمی مومن کہلاتا ہے اور نور خدا میں امام ہیں  
 محدث ہیں معصوم ہیں اوسی ان بالوں کا ہونا کیا تعجب ہے۔

مبارک دوستان صبح عروسی کا بیان

منقول ہے کہ اوس رات کی صبح کو حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دروازہ پر  
 آکر فرمایا اسلام علیکم میں آؤں یہ حکم اللہ پس آسمانی اٹھکر دروازہ کھول دیا اور وقت وہ  
 دو نو بزرگوار ایک چادر کے اندر لیٹے تھے حضرت نے فرمایا جسطرح لیٹے ہو اسی طرح لیٹے  
 رہو پس حضرت اگر سیرانی بیٹھ گئے اور دونوں بانوں اور نکلے سج میں رکھ دیئے اس بات کا ذکر  
 قرآن میں آیا ہے **تَجَالَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ** میں اسکا اشارہ ہے اس  
 مقام کو دیکھ کر شاید بعض عقل کے دشمن ہندوستانی صاحبوں کی ذہن مبارک میں یہ بات  
 خطور کری کہ پھلی رات کو غسل اور نماز صبح معاف ہے اور غسل بنات نکرنا جیسا کہ ہم حلال  
 حکم جانتے ہیں سندھی بات ہے یہ خیال فاسد دل سے دور رکھیں خاصان خدا تمہاری طرح  
 نماز روزہ کو ترک نہیں کر سکتے محال ہے کہ معصوم ہو کر عبادت سے غافل رہیں یا تو حضرت  
 کا تشریف لانا سحر کو ہوا ہو گا یا نماز کے بعد تشریف لائی ہوں اور بوجہ سہمی کے  
 لیٹے ہوئے پایا اور نہ پانی وغیرہ کا بند و بست کس غرض سے تھا اور غسل جنابت خود  
 رسول اللہ ﷺ کرتے تھے وہ کیونکر نکر تے اور تمہاری طرح پھلی رمضان کا چٹ کرنا اور  
 چند شب بلکہ چند ماہ تک دولہہ و گھن کا تارک صوم و صلوٰۃ کا رہنا تو ادنیٰ مومن کا کام بھی  
 نہیں ہے تو سرور اقصیا تھے المقصود راوی کہتا ہے پس حضرت علیؑ سے پوچھا کہ اپنی بی بی  
 کو کیسا پایا حضرت علیؑ نے عرض کیا طاعت پر درگاہ پر میں و مددگار ہے پر سیدہ  
 بھی سوال کیا اوہوں نے بھی عرض کیا عمدہ شوہر ہے بعد اسکے حضرت نے دعا کی جس کا  
 یہ مضمون ہے اے اللہ انسی پریشانی کو اور دہی کو دور رکھنا اور انکی دلوں میں آفت  
 دینا انکو اور انکی اولاد کو جنت النعیم کا مالک کرنا اور روزی کیجو انکو فرت طیب و طاہر اور  
 مبارک اور انکی اولاد میں برکت دینا اور انکو امام بنانا جو ہدایت کریں تیرے حکم سے  
 تیری طاعت کے لئے اور حکم دیں اوس کام کا جس میں تیری رضا مندی ہو پھر ہمارے

کو حکم دیا کہ باہر چلی جاوی اور فرمایا خدا تجھے جزا می بخوردی پس حضرت علی نے بحکم رسول  
سیدہ سے خلوت کی دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب صبح کو تشریف لائے تو  
درہ اندہ پر آکر فرمایا اے ام میں میرے بھائی کو سیدہ سے پاس بلالادہ بولی بھائی  
بہی بناتی ہو اور اوس سے بیٹی بھی بیاتے ہو فرمایا ہاں امی میں جب عورتوں نے  
حضرت کی آواز سنی سب علیحدہ ہو گئیں میں بھی ایک طرف گوشہ میں ہو رہی حضرت علی  
پاس گئے حضرت نے اُن پر پانی پھرکا اور دعا کی پھر فرمایا کہ فاطمہ کو بھی لی آجب  
سیدہ آئیں تو شرم کے مارے لڑکھڑاتی آئیں حضرت نے فرمایا سنہل آگاہ ہو کہ میں نے  
اُس شخص سے تجھے بیاہا ہے جو کل خاندان میں مجھے پیارا ہے پھر حضرت نے اوپر  
پانی پھرکا چند روایتوں میں مذکور ہے کہ صبح عروسی کو حضرت ایک بڑی پیالہ میں دودھ  
لیکر آئے اور حضرت سیدہ سے فرمایا اشربی فِدَاکِ الْبُؤَاکِ بَابِ تیرے  
نثار پی اور حضرت علی سے بھی فرمایا نوش کر فِدَاکِ اِنِّیْ عَمِلْتُ یَغْنِیْ  
میں تیرے قربان۔ مترجم کہتا ہوں بعض علمائے کتب اخلاق میں لکھا ہے کہ عقد کے  
بعد چند روز تک عورت کو شیر اور کشنیہ نہ پینے کو ہمیرا در سرکہ وغیرہ دینا مکروہ ہے  
بایںچ ہو نیکا در ہے اور علل الشرائع میں وارد ہے کہ رسول اللہ نے حضرت امیرالمومنین  
کو وصیت فرمائی کہ یا علی دولہن اپنے گھر میں لائے تو جب وہ بیٹھ چکے اوسکے موزہ نکالکر  
دونو پانودھو کر اوس پانی کو دروازہ سے لیکر آخر مکان تک پھرکدے کہ اسکام سے  
خدا تمہارے مکانوں سے شرمتہم کا فقر خارج کریگا اور ستر طرہ کی برکت داخل کریگا  
اور ستر رحمت نازل فرمے گا کہ دولہن کے سر پر کپڑی کی یہاں تک کہ اوسکی برکت ہر روز اس  
مکان میں پہنچی گی اور دولہن جنوں و خدام و برص سے محفوظ رہے گی جب تک اس  
مکان میں رہے گی اور یا علی ردک دولہن کو اوس ہفتہ عروسی میں شیر و سرکہ و کرپڑہ

و سبب نوشتن چار چیز سے حضرت علیؑ نے عرض کیا کس عرض سے ان استیبار سے  
 یا رسول اللہ منع کروں فرمایا اس لئے کہ رحم بانج ہو جاتا ہے اور سرد ہو جاتا ہے  
 ان چار چیزوں سے ولادت سے اور جو چٹائی گھر میں پڑی ہو وہ بانج عورت سے  
 بھتر ہے العرض ان روایتوں میں یہ فرمایا ہے اور حضرت نے جناب سیدہ کو خود  
 لاکر دودہ پلایا شاید سیدہ کی واسطے خصوصیت ہو یا یہ حکم مکروہ ہو یا کسی خاص موقع  
 کی واسطے ہوتا دونوں روایتوں سے ایک کو ضعیف فرض کر لیں ظاہر اسباب ترجیح طریق  
 ہمارے میں اور معمول شیر نوشی ہے القصہ روایات گذشتہ کی رو سے پہلے صبح کو حضرت  
 بنوی کا تشریف لانا معلوم ہوا دو تین روایتوں میں اسکے خلاف لکھا ہے حضرت علیؑ  
 فرماتی ہیں کہ رخصت کے بعد حضرت میں روز تک پہلی پس نہیں آئی جب چوتھی  
 صبح ہوئی تو ہماری طرف آئی اور ہماری حجرہ میں حضرت کو اسما بنت عمیس ملی رخصت  
 نے پوچھا تو یہاں کیوں کھڑی ہے حالانکہ حجرہ میں ایک مرد غیر ہے اوسنی عرض کیا  
 صدقہ جاؤں جب لڑکی شوہر کے یہاں جاتی ہے تو ایک محرم راز کے حاجت پڑتی ہے  
 جو اسکی کفالت کرے اور کاروبار میں خبردار رہے یہاں میں اس عرض سے کھڑی  
 ہوں کہ فاطمہ کی کارروائی ہو دی حضرت نے فرمایا ای اسما خدا تیری حاجتیں بر لاؤ  
 دنیا میں اور آخرت میں مترجم کہتا ہوں کہ چوتھی کی رسم کا ناخذ یہ روایت نہیں ہو سکتی  
 دلہن کا باپ کے بھیاں جانا اس کچھ نہیں نکلا بلکہ سات دن تک اپنے گھر رہنا پھیلے مذکور  
 ہوا ہے اور چوتھی بہوڑے کا قاعد ہر ملک میں علحدہ علیحدہ مقرر ہے ان سب باتوں سے  
 ظاہر ہے کہ چوتھی کوئی شرعی بات اور عوب کی رسم نہیں ہے احوال حضرت علیؑ  
 فرماتے ہیں اس روز خنکی تھی میں اور فاطمہ ایک چادر میں لپٹے تھے جب مجھے رتوں لڑا کو  
 اسلام سے باتیں کرتے سنا تو مجھے ادھے کا قصد کیا حضرت نے اپنی حق کی قسم دیکر فرمایا۔



کہ جب تک میں نہ آؤں علیہ دست ہونا چارہم پہاڑی طرح لیٹ رہے حضرت اگر ہمارے  
سرہانی میٹھ گئے اور اپنی دونوں پاؤں ہماری پنج میں کہہ نہ پاؤں میں نے پڑیا اور اپنی جہاتی  
پٹا لیا اور بایاں پاؤں فاطمہ نے اپنی جہاتی سے لگا لیا ہم حضرت کے پاؤں دباؤ لگے  
کہ ہٹ کر ہو جاوے جب دباتی دباتی گرم ہو گئے تو حضرت نے مجھے فرمایا اعلیٰ ایک کوزہ  
میں پانی لائیں لے لاکر حاضر کیا حضرت نے تین دفعہ اس میں لعاب دہن ڈالا اور  
چند آیتیں قرآن کی پڑھ کر دم کیں پھر فرمایا اعلیٰ اکوپی لے اور تھوڑا سا لینا میں ایسا  
ای کیا بھی ہوئی یا نیکو حضرت نے میرے سر اور سینہ پر چھڑکا اور فرمایا اذھب اللہ عنک  
الوجس یا ابا الحسن حکم دیا کہ ذرا باہر ہو جاؤ تنہا میں حضرت نے اپنی بیٹی سے پوچھا  
تو نے اپنے شوہر کو کیا پایا ستیدہ نے عرض کی ای بابا احمد خاوند ہے گزیری پاس  
کچھ عورتیں توشی آئیں اور کہنے لگیں رسول اللہ نے تجھے ایک فقیر گنگال سے بیاہ دیا  
جسکے پلے کچھ نہیں حضرت نے فرمایا ای میری بیٹی نہ تیرا باب محتاج ہے نہ تیرا خاوند  
نہاوار ہے خدا نے میرے سامنے تمام دنیا کو خزانہ پیش کئے تھے کیا سونا کیا چاندی  
میں آخرت کی نعمتوں کو پسند کیا ای فرزند اگر تو جانتی ہوتی اس بات کو جو مجھے معلوم  
تو دنیا تیری نظروں میں حقیر ہوتی والدہ ای فرزند میری بیٹی تیری نکاح کو تیار  
ذرا کمی نہیں کی تیرا نکاح اس سے کیا ہے جو سب بھلے اسلام لایا اور علم میں سب  
سے افضل ہے اور علم میں سب بڑھا ہوا ہے ای فرزند اللہ عزوجل نے نظر کی ہے  
کی طرف تو دوسرے کو دنیا بھریں سے انتخاب کیا ایک تو تیری باپکو اور ایک تیرے

شوہر کو اسی بیٹی خوب شوہر ہے تیرا کسی بات میں اسکی نافذانی نکرنا پھر حضرت نے  
مجھے پکالا اور فرمایا کہ یا علی مینی عرض کی کیا ارشاد ہے یا رسول اللہ فرمایا اپنے  
گھر میں آجاؤ اور اپنی بی بی سے نرمی سے پیش آنا اور ملائیم رہنا یہ بات خوب سمجھ لینا  
کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اسکی لایذا سے مجھ لایذا ہوتی ہے۔ اور اسکی خوشی سے  
میری خوشی ہے میں تمکو سپرد خدا کرتا ہوں لہٰذا تمکو چھوڑتا ہوں حضرتؑ کو پھر خدا کی قسم ہے  
کسی بات میں مینی سیدہ کو ناراض نہیں کیا اور نہ کسی کام میں اوپر زبردستی کی جب  
وہ زندہ رہے اور انہوں نے بھی مجھے رنجیدہ نہیں کیا غصہ نہیں دلایا اور نہ کسی بات  
میں میری مرضی کی خلاف مرضی کیا بلکہ اوکو دیکھ کر میرا رنج و غم دور ہو جاتا تھا حضرت صادق  
علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدائے وحی بھی رسول کے پاس کہ فاطمہ سے کہہ دے کہ علی کی نافذانی نکرے  
اگر وہ غضبناک ہو تو اوکی خفگی عین ہماری خفگی ہے مترجم کہوں صاحبو بعد اس روایت کے کوئی یقین کرے کہ  
جناب میرا مومنین بچہ دختر اوجہل کی خوش نگاری کی اور سیدہ کو اس سے ملال ہوا جیسا  
اہل سنت نے بہتان باندھا ہے نعوذ باللہ سہنا پڑے ایراد اہل عناد  
ولد او \* منقول ہے کہ چند عورتوں نے سیدہ سے کھا اسی دختر رسول  
تیری خواست نگاری فلاں فلاں شخص نے کی سب سے تیری باپ نے انکار کیا اکیس گج  
سے تھکوا بیاہ دیا جب رسول اللہ گھر میں تشریف لائے تو سیدہ نے کھا یا رسول اللہ  
مجھے ایک نادار غفلت سے بیاہا ہے حضرت نے اونکے سر کے بالوں پر ہاتھ رکھ کر بلایا  
جیسا کہ قاعدہ ہے اور فرمایا اسی فاطمہ یہ بات نہیں میں نے تجھے اس سے بیاہا ہے  
جو سب سے اول اسلام لایا اور علم میں سب سے زیادہ اور علم میں سب پر فائق ہے  
کیا اسی فاطمہ تو نہیں جانتی وہ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں سیدہ ہنس پڑی  
اور بولیں میں راضی ہوں یا رسول اللہ اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ میں کھڑا ہوں

حضرت رسول اللہ کی ہانپڑ پانی ڈلو اور ہاتھ جواٹنی میں فاطمہؓ آئیں اور وہ روئیں نہیں  
 حضرت رسول اللہ نے انکی سر پر ہات پھیرا اور فرمایا کیوں روئی ہے تو خدا تجھے نہ رو لگا  
 آجوری سیدہ نے کھا قریشی عورتوں کی ایک غول پر میرا گذر ہوا وہ سب ہمدی لگائی ہو  
 تھیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میری اور میری ابن عم کے نفرت اور حقارت کرنی  
 لگیں حضرت نے فرمایا تو نے ان سے کیا سنا سیدہ نے کھا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ پر  
 بیٹی کا بوجھ تھا جس سے ایک مرد کنگال سے اوکو بیاہ دیا ہے قریش میں اس سے بڑی  
 کوئی نادار نہیں ہے حضرت رسول اللہ نے فرمایا اسی فرزند مینی تیرا عقد نہیں کیا تیرا  
 عقد علی سے خدائی کیا ہے خدا کی طرف سے پہل ہو چکی ہے کیفیت اسکی یہ ہے کہ فلاں و  
 فلاں نے تیری درخواست کی مینی تیرا معاملہ خدا پر سونپے یا اللہ کے حکم سے انہیں دیں یا نہیں  
 دن میں نماز فجر کی پڑکی بیٹھا تھا کہ دفعتاً فرشتوں کی پروانگی آواز سے کیا دیکھتا ہوں۔  
 میری حبیب جبریل ہیں اور اسکی ساتھ شریف فرشتوں کی ہیں جنکی سر تاج ہیں  
 اور کانوں میں گوشوارہ پڑی ہیں اور ہاتوں میں گنگن پہنی ہیں مینی کہا اخی جبریل یہ  
 آسمان میں شور کس بات کا ہے جبریل نے کہا یا محمد اس میں شبہ نہیں ہے۔ اللہ  
 تعالیٰ نے ایک مرتبہ زمیں کی طرف توجہ فرما کے مردوں میں سے علی کو انتخاب کیا  
 اور عورتوں میں سے فاطمہ کو حبیہ گردانا پس فاطمہ کو علی سے بیاہ دیا یہ سنکر سیدہ نے  
 سراٹھایا اور وہی تھیں یا سیکلا لگیں اہل بیت میں راضی ہوں جسپر اللہ اور اللہ کا رسول  
 راضی ہے حضرت نے فرمایا اسی فاطمہ علی کی اور تعریف کروں کہ تیری رغبت زیادہ ہو  
 سیدہ نے کہا بہت اچھا حضرت نے فرمایا خدا کے سامنے کوئی سوار ہو کر با آبرو بجا و گلا  
 سوائی چار شخصوں کی یہاں صلیح اپنی ناقہ پر اور چچا حمزہ میری ناقہ غصبا پر اور میں ربی  
 پر اور تیرا شوہر علی ایک جنت کے ناقہ پر سوار ہوگا سیدہ نے کہا کچھ اس ناقہ کی

صفت بیان فرمائی وہ کس چیز سے بنی ہے حضرت نے فرمایا وہ ایک ناقہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کو خاص نور سے پیدا کیا ہے اس کی دونوں کوکھ برابر ہیں سارا جسم زرد ہے اور سر سبز ہے اور آنکھوں کی ڈیلی سیاہ ہاتھ پاؤں سونیکے لگام ابدار موتی کی آنکھیں یا قوت کی پٹ ہری زبرجد کا اور سپر ایک موتی کی بنی ہوئی سفید عماری ہوگی جس کا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آدیکایہ عماری کیسا ہے حضور خدا سے بنی ہوگی یہ ناقہ خدا کے خاص ناقوں میں سے ہوگی شترخوار فرشتہ اس کی خادم ہونگے جو رنگارنگ کی سمیں پڑھتے ہونگے جس گروہ ملائکہ پر اس ناقہ کا گدہ ہوگا وہ کہیں کے یہ کون بندہ ہے خدا کے یہاں اس کی بڑی عظمت و غرت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی نبی مرسل یا ملک مقرب یا حامل عرش ہے یا حامل کرسی ہے پس ایک منادی کی عرش کی اندر آواز آئی گی ایہا الناس نہ یہ نبی مرسل ہے نہ ملک مقرب ہے یہ تو علی ابن ابیطالب ہے صلوٰۃ اللہ علیہ۔

### (رفع ملال اہل سوال)

منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا ایہا الناس یہ علی ولبند ابوطالب ہے تم سب گمان کرتی ہو کہ میں نے آپ اس سے اپنی لڑکی فاطمہ کو نکاح کیا ہے اور یہی بڑی قریشی خواستگار یکور و کردیا ایسا نہیں ہے میں وحی آسمانی کا منتظر تھا کہ جو بیوی رضاع کو جبرئیل آئے اور یہ پیغام لائے کہ تمہاری علی نے تمہیں سلام کہا ہے اور خدا نے روحا اور کردی فرشتوں کی رو برو طوبی تلے میدان انج میں جو وادی وسیع ہے مجمع کر کے فاطمہ کو علی سے بیاہ دیا ہے اور مجھ کو حکم دیا کہ خطبہ کروں اور اللہ جل جلالہ ولی بنا پھر طوبی کو دان کر نیک حکم ملا ہنسی موتی سوز گنا شمار کئے اور خطے اور زیور برسائی اور حوریں نے اسے لٹوا اور باہم تھم کر کے تقسیم کرتی ہیں اور قیامت تک تقسیم کریں گی اور وہ کہتی ہیں

کہ یہ بچھا اور ہے فاطمہ کا حضرت ام سلمہ نازل میں کہ جناب سیدہ عور کو نپرخ کر کے نہیں  
 کہ میرا خطبہ یعنی منگنہ اہل جبریل نے کیا ہے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا خدا  
 تبارک و تعالیٰ نے شب معراج میں سدرۃ المنتہی کے پاس فاطمہ کو علی سے تزویج کیا  
 اور مروی ہے کہ صحابہ سے فرمایا **فَاذْوَجْتُ فَاطِمَةَ اِلَّا مَا اَمَرَنِي اللّٰهُ فِيْهِ**  
**فَاَطَمْتُ** کا نکاح خدا کی فرمائش کے موجب کیا ہے اور ارشاد کیا **اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَوْ جِئْتُكُمْ**  
**فِيْكُمْ وَاَنْتُمْ حُكُمُكُمْ اِلَّا فَاطِمَةَ** **فَاَنْ تَزْوِيْجُهَا تَزَلُ مِنَ الشَّمَلِ** بشر ہوں تم جیسا  
 نہیں سے بیٹی لینا ہوں تمہیں کو بیٹی دیتا ہوں مگر فاطمہ کا معاملہ جدا ہے اسکی شادی کا حکم  
 آسمان سے آیا اور فرمایا ہے کہ خدا بزرگ اور بزرگ نے میرے اور علی کے درمیان برادری  
 قائم کی اور ساتویں آسمان پر ملاک مقربین کے روبرو علی سے میری بیٹی کا نکاح کیا  
 اور اسی میرا وصی گردانا خلیفہ بنایا جانشین کیا پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں  
 اسکا دوست میرا دوست اور اسکا دشمن میرا دشمن ہے اور فرشتہ بھی علی کی محبت  
 کو خدا کے قرب کا وسیلہ جانتے ہیں عیون میں مذکور ہے کہ رسالت پناہ نے حضرت یدہ  
 سے ارشاد کیا یا علی اکثر قریشیوں نے فاطمہ کی درخواست کے مقدمہ میں میری شہادت  
 کی کہتی ہیں مجھے درخواست کی تو انکار کیا اور علی سے خود بلا کے عقد کر دیا یعنی جواب دیا  
 کہ خدا کی قسم ہے میں نے تم سے انکار کیا اور نہ اس سے اقرار کیا بلکہ خدا نے تم سے نیا ماؤں سے  
 بیاہا پس اسی ہی جبریل آئے اور وحی لای کہ یا محمد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **لَوْ اَنَّكَ**  
**لَمْ يَكُنْ بِفَاطِمَةَ كَفُوًا** اگر میں علی کو پیدا کرتا تو تیری بیٹی فاطمہ کا  
 کہی کفو و مثل دنیا میں نہ تھا نہ آدم نہ بنی آدم لمولفہ بی فاطمہ کے واسطے ابوالحسن کچھوٹ  
 خالق نے رچا نہیں کوئی پر بھٹی اور بر

محاجمہ نتیجہ عفت فاطمہ

اللہ اکبر کیا میری ساری کوثر کے قرب و منزلت اسی کہتے ہیں اور شرف کو ایسا ہو  
 بلو لفظ سے اللہ سے تلوار پتی سے بیٹھی ہلکیا کا حیدر نے دونوں گھیرے پایا بن مانگی ملی  
 ہر ایک طرح کی دولت - برتر ہو کیوں ہر ایک بشر سے پایا - اور یہ کہہنی کی بات ہے  
 کہ سنی مکی دوسری دو جوانی چاروں ایسا برابر ہیں یاد یار ہیں اور بھائی بھائی ہے -  
 سسر اسرار ہے اور جوانی جوانی بلو لفظ سونا اپنے مول ہے اور تیل اپنے بھاؤ - اولیٰ  
 طبا تلپٹ نگری کون کرے نیاؤ - **إِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ** ہر سے  
 کوہ باطن لوگ اسپر بھی الگفا نہیں کرتے حضرت علی سے ابو بکر کو تین درجہ عمر کو دو درجہ  
 اور عثمان کو ایک نمبر افضل ٹھہراتی ہیں ذوالنورین بتاتی ہیں یہ اندر سے ہی نہیں ہے -  
 کہ نور و ناز میں تمیز نہیں کرتے خاکی بند ذکو نوری بندوں سے ملاتی ہیں اور یہ نہیں جانتا  
 کہ شرف و منزلت اور بزرگی و عزت محض رشتہ نامہ پر نہیں ہے یہ کارخانہ نبوت ہے  
 دلی لکھنو کی بادشاہت نہیں کہ جسکے محل کے اندر وہ بڑا سکندر جسکو چوٹ چ رسول  
 سے کچھ رشتہ و نامہ ہو وہ صدیق و فاروق ہو جاوے و یا خال المؤمنین نجاوے جو  
 موقع اور محل کو دیکھنا چاہیے اور مقام و منزلت کو پرکھنا لازم ہے مقام غیر ہے یاہ میں  
 سچ کا لیکھا اچھا نہیں لگتا - جو اسکے طول ہو میسے ڈرتا ہوں اور کما حقہ پنجہ فولادی میں جو  
 اسکا مقام ہے اس شبہ کی گت ہی کر چکا ہوں اسلئے اور بھی قلم رکتا ہے مگر کیا کھی ٹونہ پر  
 آئی بات ہے ناظرین کو تشویش رہیگی اور پنجہ فولادی کی سیر کا اتفاق ہو کہ نہو ناچار تفریح  
 طبع احباب کی نظر سے کچھ بھیاں لکھنا بھی ضرور پڑا اور بیسی تقریر و نکاد و بارہ ذکر آجائے  
 مکرر ہے اور جب سامع متوجہ ہوں تو طول سے کیا ڈر ہے اور شادی کے ذکر میں اس  
 قسم کی چٹ چٹ چار ہو کر تے ہے دستور کی بات ہے اور اس قصے سے غرض اصل بھی اسیا -  
 کس و کس ہے پس اس بحث کو اس بیان سے چنداں مغایرت بھی نہیں ہے



خیر ہو سو ہو تو جب ہو کر سستے ابو بکر و عمر کا شیخیں ہونا اور عثمان کا شاہ مرد اس کے  
خالق کہنا تو بڑی بات ہے شیعہ ثلثہ کے ایمان میں کلام کرتی ہیں بلکہ اسلام حقیقی میں  
بحث رکھتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے کہ شرف و منزلت کا مدار ایمان و اسلام پر ہوتا ہو  
جب ایمان بچد و دل ہے تو بہت بیکار ہیں رسول اللہ کے چوٹے بی بیایں تھیں از آنجلہ نو  
ندخول تھیں اور اکثر کفار قطعی کی اولاد ہیں کیا یہود و مشرک رسول اللہ کی حسد نہ تھی  
کیا عقبہ و عقیق ابولہب کی بیٹی اور ابو العاص بن ربیع حضرت کے داماد نہ تھے کیا رقیہ  
و کلثوم وزینب کا نکل خود رسول اللہ نے کفار سے نہ کیا تھا بلکہ وہ خود بھی ہاشمی و مطہری  
تھی پس اس جماعت کو دامادی رسول سے کیا شرف ملا اگر تخمینہ دامادی رسول سے  
سدیق و فاروق ہیں اور عثمان کلثوم و رقیہ کے شوہر موسیٰ ذوالنورین ہو گیا تو حجتی خطیب  
یہودی اور سفیان مشرک بھی سدوق و نوروق ہونگے اور بنات ثلثہ کی ازواج عقبہ  
و عقیق و ابوالعاص بھی ذوالنورین ہونگے جب بقول اہل سنت نبی کا باپ ماں  
دور اولاد ہونا کام تھیں آما صحبت صحابت قرب و قرابت کام نہیں دیتی پھر سلاست  
اور جھوای ہونا کیا نفع بختے گا زیادہ بریں نیست کہ اہل جملہ پیرا و سکوشد ہونی بالجملہ  
اوسکی رعایت بدینودہ بھی اس شرط سے کہ خدا و رسول منع نہ کریں ورنہ پھر تو گنہگار  
حقیقی چچا کو تبت بکد ابی لہب کسنا قطع ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے  
کہنا پڑتا ہے تم تو ابوطالب سے غمخوار چچا کو کافر بدیدہ رکھتے ہو برا ٹھہراتے ہو حضرت  
کے والدین کی تکفیر پر مہلتے ہو بلکہ حضرت عبداللہ اور آمنہ کی تکفیر سے خود حضرت کی  
تخیر کرتے ہو اور بنی بنی آمنہ کو جھکے شکم میں حضرت فی بنو مہینہ قیام کیا حد تنہا  
تم خود ماری ہو جنہی ٹھہراتے ہو نقل کفر کفر نباشد لعنة الله علی الکفرین  
ہیں شامل کردیتی ہو ویرہہ کیا کہہ کہم کہنا لعنت کرتے ہو پھر جسے کہیں ملا اصول

اور ہمارا شکوہ سچا ہے **قَامُوا فِي النَّاسِ بِالْبُرْهَانِ** انہیں اس حکم  
 کرتے ہو لو لوگو پہلامی کا اور اپنے آپ کو پہولتے ہو۔ اگر کسی سہالی سسر کی بیوی کے  
 نہاتے ہونگے تو منکر رسالت جاکر ورنہ کیا ہمارا اونسے کچھ بائنا کہا جائے۔ ہمارا بعض بھی  
 اگر ہے تو نبض اللہ ہے اور جب ہے تو حب فی اللہ ہے **إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ**  
 ہمارا عین ایمان ہے بلکہ ہم نبی کی بارونکی بھی جان نثار ہیں آل تو آل پس نبی کے  
 رشتہ داروں کی باب میں ہمارا تمہارا الیک حال ہے بلکہ آنا فرق ہے کہ تم تو قرابت  
 کا لحاظ کر کے مدونکی بھی کچھ رعایت کرتے ہیں **لَصَلِّحُونَ لِلَّهِ وَالطَّالِحُونَ**  
 (نیکو اسطر اللہ کے ہیں اور بدو اسطر) پر بالکل ہمارا عمل ہے۔ شیخین سے عثمان کو کسی درجہ اچھا  
 اچھا جانتے ہیں اور تم تو نبی کے اقارب کی تو میں مثل دیگر کفرہ کیا کرتے ہو بلکہ کسی قدر  
 اپنی اسلاف ملا عین و شمنان دین کی رعایت کرنا تمہاری عادت ہے اور ہمارا یہ عقیدہ  
 ہے کہ گراب ہو سنے تو بد پر لعنت **لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ** نہ دوست  
 اوس گروہ کو جس پر اللہ غضبہ ہے اسکا یہی مطلب ہے احکام خدا کی تعمیل ہو تو ایسی ہو  
 نہیں تو نہیں کچھ حضرت عبد اللہ و آمنہ پر جھڑپیں آپ ہی سادات شیعہ و زیدیہ کی تو میں  
 میں کسر نہیں چھوڑتی کلمہ کی ہی رعایت نہیں کرتے جو سنہ میں آتا ہے سو کہہ بیٹھتے  
 ہیں رافضی کہہ کراتی ہیں ہندو نے اتنا نہیں نہیں کرتے جتنا سادات شیعہ سے  
 احتراز ہے **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ** فضا اگر شیعہ تمہارا علم ملے  
 فاسق یا کافر موبل تو مشرکوں سے تو بھر حال اچھے میں اصول دین کے تکرار نہیں کلمہ کے  
 شریک ہیں اور تم تو نجاست شرک کے قایل ہی نہیں اور سنی مسلمان سادات کی کیا تو  
 کرتے ہو امامت میں اوکو مقدم نہیں سمجھتے جماعت میں اوسنی آگے کھڑے ہوتے ہو  
 اولاد سے اصحاب کو افضل قرار دیتے ہو بجاتی سے جو امی کو اعلیٰ ٹھہراتے ہو بلکہ

رسول کو ترجیح دینی ہو حیر لکنا اعمالنا و لکنا اعمالکم ہمارے لئے ہمارے  
 عمل ہمارے لئے ہمارے عمل۔ معلوم ہو گا حشر کو بنیائے اب کا۔ اور اب تو  
 تا ظہور قائم آل محمد ہمارا اس آیت پر عمل ہے کہ **لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ بَلَا** اس سے  
 آخرت تک جو اس سورت کی ہدایت ہے اسی صورت سے لے کر تھے ہیں **لَعَلَّ اللَّهُ**  
**يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا** شاید اللہ ظاہر کرے اسکے بعد کوئی امر۔ اگر یہ  
 کہو کہ شیخین کافر ہوتے تو رسول اللہ کی بیٹیاں کیوں لیتے اور عثمان کو بیٹیاں کیوں  
 دیتے سو قطع نظر اس بات کے کہ دنیا تو ثابت نہیں اور لینے میں کچھ حرج نہیں اور جو  
 دیتا ہوں رسول اللہ نے بہت سے کفار سے بیٹیاں لیں اگر بعض کفار کو دیں تو کیا  
 حرج ہوا اور یہ کہنا کہ مسلمان و کافر میں ابتدائی اسلام میں رشتہ داری تھی بعد میں  
 حرام ہو گئی کچھ فائز نہیں دیگا کیونکہ یہ کہاں لکھا ہے کہ آیہ تحریم کے بعد عائشہ حفصہ  
 سے نکاح ہوا اور تفسیر کہ بعد عثمان نے رقیہ و کلثوم سے عقد کیا دویم یہ  
 کہ ہم ملتہ کو کافر اصطلاحی یعنی ظاہری کافر نہیں کہتے منافق جانتے ہیں یا ضعیف الا  
 اور نری مسلمان گردانتی ہیں مومن نہیں سمجھتے اور نکاح بیاہ کا مدار اسلام پر ہے ایسا نہیں  
 نہیں اور منافق اور مطیع الاسلام سے نکاح کرنا شرعاً حرام نہ تھا شرع کا مدار ظاہر  
 ہے جب تک اس کا کفر ظاہر نہ ہو مسلمان شمار ہے پس اگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 شرع نہ تھا حالانکہ عثمان کا بشورہ رسول ہونا یا حضرت کی ولایت اور اجازت سے  
 ہونا معلوم نہیں کہ حجت پھر عرب کی عواج کے موافق ان دن صاحبزادوں کو تجویز کر لیا  
 ہو گا اور رسول اللہ کو اس بنا پر منع کرنا بھی ضرور نہ تھا اور یہ کیا ضرور ہے کہ سوال  
 کو ادنیٰ انجام کا حال معلوم ہو رسول اللہ عالم الغیب نہ تھے **عَلِمَ بِذَلِكَ الْغُيُوبِ**  
 خدا کی صفت ہے دل کا حال ہی جانتا ہے تو اس بحث کو تہ کر دینا کہ مسلمان بلکہ کافر

سمجھو اہم سفید نہیں منکر است منکر رسالت ہے جزو کائنات کل کائنات ہے اور  
 کل کائنات کا فر ہے گو کلمہ پڑھے تو کیا ہے محمدی نہیں ہو و نصاریٰ بھی آپ کو مبرا  
 و عیسائی کہتے ہیں اور جن مصالح کی مسجد بھی مسجد کہلاتی ہے غور سے دیکھو تو مسجد  
 بدتر ہے پس جب امام برحق کی اطاعت کی اور آپ کو خلیفہ رسول نامت فصول کہلاتی  
 تو اس پہلی کارروائی نے رہی اسی بات سب کہودی پھر دلا دی ہوئی بھی تو کیا  
 کار آمد ہو سکتی ہے عمر سعد صحابیؓ اور ابن طلحہ تابعی تھا تمہاری نزدیک محمد بن ابی بکر  
 خلیفہ زادہ اور ہماری یہاں زبیر رسول کا بیوی زادہ تھا ابتدا ہی تھی انجام خراب  
 ہو گیا مسلم الملکوئی غزویل کے کام نہ آئی شیطان ہو گیا نوح و لوط کی بیٹیاں آدم و نوح  
 کی بیٹی کیا مادر زاد کافر تھی تفضیلہ کے عندیہ میں معاویہ خال المؤمنین تھا آخر غاطی  
 باغی ہو گیا خلاصہ کلام انجام کو دیکھنا چاہئے خاتمہ بخیر ہے تو سب کچھ در نہ بہر موجی کا چوڑ  
 علاوہ اسکے عائشہ و حفصہ کا اور وقت منافق یا کافر ہونا شاید کسی کا دعویٰ بھی نہ ہو پس  
 لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰی کے کفر سے اولاد کا نکاح باطل نہیں ہوتا اور  
 خلافت کے جھگڑے کے وقت عثمان کی بی بیایا یقیناً و حتماً زندہ تھیں میں نہیں کفر  
 لاحق سے انکی نکاح سابق پر اعتراض وارد نہ ہو گا بعد از سر من **کن حیات کون**  
 شد شدہ باشد اور ہندی میں بھی مثل مشہور ہے وہی مری جاتی چور۔ آجہا اس  
 بحث کو بھی بالابی طاق رکھو انت کا چوڑیہ ہے کہ فضائل مناقب میں مقابلہ کر کے  
 دیکھ لو کہ چارہاں شخصوں میں دین کی رُند سے افضل کون ہے سو طائر ہے دین  
 بزرگی خدا کی طرف سے ہوتی ہے **تَغْرِثُ مَنْ تَشَاءُ وَ تُلْزِمُ مَنْ تَشَاءُ**  
 دے جسے چاہے ذلت دی جسکو چاہے۔ آری انعام الہی حسب کارگزاری ہے مصنف کے دربار  
 رتبہ شناسی ہے عزت اور ذلت کے حساب میں جیسے دنیا کی عزت اور ریاست اور عزت

و عقل کمال اور حسب و نسب ہوتی ہے اس طرح دین کے بزرگی و عزت علم و عمل پر ہوتی ہے  
 عالم کو جاہل پرستش ہر عادل کو فاسق پر فوقیت ہے مومن کا فخر کونست نہیں معصوم  
 کے آگے غیر معصوم کی قدر و منزلت نہیں و کہہ دو جو شخص باہر زاد گناہنوی معصوم یا محفوظ ہوا اور  
 صدق و لے خالصاً توجہ اللہ بنی رُویا سب سے اول بلاتامل سلام کو تسلیم کرے سب سے  
 کلمہ شہادتین کا مقرر ہو جب تمام خاندان اور سببی والے رسول کی تکذیب پر ڈٹی ہوں وہ  
 تصدیق پر مقرر ہو جب کوئی رسول کا طرفدار نہ ہو وہ حمایت کرے جب بُری بُری حوصلہ و  
 حمایت کے نام پر اقرار کی بدلی سکوت کرے وہ بُرکبر حافی بھرا نی تو لکا پکا وعدہ کلمہ  
 اُڑی وقت میں دغا دی جہاں بنی کا پسند کرے وہ اپنا لہو گرانی کو تیار ہوں جان کا مٹو  
 حکمرانی بنی کے عوض تلواروں میں لیٹ جا مَن کشت تری کا خطاب پاوی صحابہ میں اول  
 میں داخل اور سابقین میں شامل ہو بلکہ افضل ہو اکمل ہو جہاد سے موزن ہو ٹکے کہی ہو لگو  
 تنہا چھڑی عمر و غنیمت کو ماری مرحب سے کافر کا سر اقداری کفارسی دوسیفہ لڑی دوش  
 پر سوار ہو کر بت توڑی جب بُری بُری طرار قرار موند کی کہا میں پیٹھ دکھائیں وہ گرا رہے  
 غیر فرار کا مصداق بنی لافنی کا لقب ملی او سکی ایک حضرت روز خد کلی عبادت تعلیں سے  
 افضل و اعلیٰ ٹھہری ماہ خدا میں شتر مار جان فروشی کر می اہمیت پر آیت اکی نشان میں  
 اتری مہابہ میں شریک بنفس رسول قرار پاوی حسب میں نسب میں صورت میں سیرت  
 میں علم میں فضل میں شجاعت میں سخاوت میں ریاضت میں عبادت میں صبر میں قنات  
 میں شہرہ آفاق ہو علم میں یکتا مروت میں طاق ہو دنیا کو طلاق و قرب مولیٰ کا اشتاق  
 ہو لوگ سلطنت پر جان دیں لڑیں کہیں مان نہ مان میں تیرا جہان طوعاً کرماً خلیفہ بنیں  
 من لیس فیہا بقاء موصداق اللہ کے طرف اشارہ ہے یہ آیت وقت احرب رسول حضرت علی کی شان میں  
 نازل ہوا ۱۲ منہ

اور خلافت کو اوسکی مفادیت شائق ہو مگر خجرائی میں شائق ہو مگر قدرت قدیر علی الاطلاق ہو  
 پیش گوئی میں شہرہ آفاق ہو مگر نہ علم علیم بالاتفاق ہو ہیئت کو اوسکا ہم تن ہشتیاق  
 ہو جو رو کو اوسکا صفہ فرق مجبودیت کا یہ صلہ ملی کہ اوسکا نافرمان شرعاً عاق ہو اوسکا شیوع  
 اور بالحد حساب محشر سے پاک بلیاق ہو اوسکا مطیع و فرمانبردار آتش و فرخ سے آزاد  
 دولت زیادہ خانہ آباد ایسا شخص اور کسی کڑور ہا درجہ افضل ہے کہ نہیں لاریب فائق  
 ہے سو محمد المدیہ سب باتیں ہماری مولا شکل کشا کی حصہ کی ہیں دوسرے کو اوں میں شکست  
 نہیں تینوں کثات و صفات میں مولا نا علی سے نکھاتی تھی اصالت نجابت حسب نسب  
 علم و فضل حسن و جمال عقل و کمال حتی جو ہر ذاتی ہیں کیسین حضرت کے یاسنگ بھی نہ تھے  
 روایت میزان کو میزان عقل میں تو لکرا بالای طاق دہر و ولا تحسیر المیزان  
 نہ کم کرو ترازو میں - سے ڈرو پھر دہیان کر سب سے اول رسول کی تصدیق کی گزریں  
 بلکہ یہ ہوتی ہی کلمہ پڑھا اس کلمہ گوئی پر کیا دار ہے وہ تو ماں کے شکم میں رسول کی تعظیم دیتے  
 تھے ہمد سے لیکر لحد تک رسول کے سہم مقدم رہے مٹی دینے کے وقت رسول کی گور سے  
 نکلے جیتے جی حبطج ہم پیالہ رہی مرکبھی وہیں ایک جان دو قالب ہیں الضاف کیجئے  
 تو ازل سے چولی دامن کا ساتھ ہو انا و علی من نور واحد میں اور علی ایک  
 نور سے ہیں - میرے دعوی کا گواہ ہے قرب خدا ہے **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ** سار کرتا ہے  
 اوسکو اللہ اور اللہ کا رسول - شاہد عادل ہے حب فی اللہ یہ **يُحِبُّ اللهُ وَرَسُوْلُهُ**  
 دوست رکھتا ہے وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو - **لِضِجْلِ** علی پر نظر العجائب ہوئی پسند  
 نا علی ہے **مَرَّ جُلَاكِرَ الْاَعْمُرِ وَاسْمَا اَكْبَرِ دَحْلِدَ رَحْلِهِ** کرنے والا جو بگڑ نہیں - نہایت  
 کامیاب ہے **وَكُشِفَ الْعَظَامُ اَزْدَدَتْ يَقِيْنًا** اگر کھجائی پر وہ تو نہ زیادہ یقین

۱۔ ایک روایت اہل سنت نے نافع کی ہر فضائل شیخین میں ۱۱۱۱



سے کمال معرفت مہیاں ہو کر ایک محرابی کلمہ لکھی۔ اتحاد کو کافی ہے انت ہی  
 وائے تنک استعداد کو دانی ہے حسب نسب کو دیکھی تو ہاشمی باپ ہاشمی ماں کے زہر پر نظر کیجئے  
 تو عیاں راہ پیاں عبادت پر نظر ہو تو سجدہ میں شہادت پانی طہارت کو دیکھی تو عین کعبہ  
 میں ولادت ہوئی ابتدا تھا ایک رہی لولہ کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت  
 اللہ کا بندہ ہو تو ایسا ہو وی۔ اور خاتمہ بخیر ہونا تو ظاہر ہے خارجی کا جی گواہی دیتا ہے  
 گویا بان سے منکر ہے اور خاک مکتا ہے فرار بھی اب تک زیارت گاہ عالم ہے نا صبی سے  
 پوچھ لو کہ عویہ ظلم ہے۔ مسلمان و بدوڑ سے مصاحب غار سایا اور اویں سا فدا می کیل سا  
 مرید قنبر سا چیلہ ابن عباس سا شاگرد جعفر سا بھائی حسنین سے بیٹے اور فاطمہ سی بی بی  
 حمزہ سا چچا ابوطالب سا باپ رسول سا خسر کرنے پایا ہے اور کس کو مل سکتا ہے ہر جگہ جہاد  
 حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جبکو تختہ میں خالص شیعہ علی لکھا ہے  
 اس طرح نقل ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ مزاج پر سی کوتاہیں سرور کائنات  
 علیہ الصلوٰۃ وارض سے از حد نقیہ فرما رہی تھی حضرت کا یہ حال دیکھ کر سیدہ رونی لگیں ہچکی  
 لگ گئی موتی کی طرح رخسار و پیر آئینہ پہنے گئے حضرت رسول نے فرمایا ای فاطمہ تجھے معلوم ہے  
 اللہ جل فرمادے ایک دفعہ زمین کی طرف نظر کے تو مجھے تخت کیا پیر پیر کیوں کو چاہیں میرے  
 پاس دبی پہی کی مینی تھک کو علی سے نزوح کیا ایفا طمہ کیا تو نہیں جانتی کہ خدا نے اپنے  
 فضل سے تجھے اوس شخص سے نزوح کیا ہے جو سب سے اعلیٰ سلام لایا اور علم میں افرات  
 علم میں سب سے فائق ہے یہ سنکر جناب سیدہ سرور ہو گئیں حضرت فرمایا کہ او کی خوشی کو  
 زیادہ کریں اوس خبر فریدی جو محمد صالح محمد کا حصہ ہے فرمایا ای فاطمہ علی میں آٹھ  
 خصلتیں ہیں اللہ اور رسول پر ایمان کامل اور علم و حکمت اور زوجہ او کی یعنی توسیۃ النساء  
 ہے اور فرزند او کے حسن اور حسین اور امرا بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیک کام کی ہدایت

اور برسی بات سے نصیحت کرنا اور خدا کی کتاب کی روشنی منسلک کرنا ای فاطمہ ہم اہلبیت  
 میں ہرکوسات فضیلتیں اور فضیلتیں عطا ہوئی ہیں جنکی مثل ہماری قبل کسی کو ایک ہی  
 نہیں دی اور نہ ہمارے بعد کسی کو وہ نصیب ہوئی نہ نبی ہمارا خیر الانبیاء وہ تیرا باپ ہی۔  
 اور وصی ہمارا خیر الاوصیاء وہ تیرا شوہر ہے اور شہید ہمارا سید الشہداء وہ تیری باپ کا  
 چچا ہے اور جسکو دو پرہیزت میں ملے وہ جعفر طیار ہے (جو سیدہ کے جلیثہ تھے)  
 اور ہم میں سے دونو سبط اس امت کے ہیں یعنی فرزند رسول اور وہ دونو تیرے فرزند  
 ہیں یعنی حسن و حسین اس طرح بہت سی روایتیں اسباب میں وارد ہیں پس مولای  
 متقیان سے غیروں کو مثال دینا و نزات کا برابر سمجھنا ہے حضرت امیر المؤمنین نے  
 خود مسجد کوفہ میں باعلان فرمایا کہ میں ایک بات کہتا ہوں میرے سوا جو کوئی اسکا  
 دعویٰ کری وہ جھوٹا ہے میں نبی رحمت کا وارث ہوں اور میری نبی بی تمام امت کی  
 عورتوں سے افضل ہے اور میں کل وصیتوں سے افضل ہوں اور رسول اللہ نے فرمایا  
 حسن و حسین بہترین مخلوق ہیں میرے بعد اپنے ماں باپ کو سوا اور انکی ماں دنیا بہر کی  
 عورتوں سے افضل ہے پس کہنے ابو بکر و عمر افضل ہیں یا مرتضیٰ علی اور عائشہ اور حفصہ  
 کا مرتبہ سوا ہے یا سیدہ کا یہہ مناقب اور مرتبہ خدا نے کسی کو دی ہیں جو مولا علیؑ کیو  
 میں جسے طرۃ العقیقین بت کو سجدہ کیا ہو کہی سوائی رسول کسی کا ماتحت نہ رہا ہو وہ  
 بی شک اونسی افضل اور اعلیٰ ہے جنکی عمرت پرستی میں گنہ جائے ادنیٰ ادا نے  
 مسلمان کے زیر حکم اور ماتحت رکھ کر اسکو ایہا الامیر کہہ سلام کیا کریں جو حسین کی  
 غلامی کا سر خط لکھانی پر آمادہ ہو وہ ابو الحسنؑ کیا مقابلہ کر سکتا ہے **لَوْ لَا عَلِيٌّ**  
**لَهْلَكَ عَمْرٌ** اگر نہ ہوتے علیؑ تو عمرتہ ہو جاتا۔ کہتے جب کا مونہ خشک ہوا ہو وہ  
 خود علیؑ سے کیا برابری کر سکتا ہے اور جو است بخیر و علیؑ فیکم کہے فلک علیؑ سے افضل

ہو سکتا ہے مگر کوئی تفصیلی معرکہ مفوضہ سب اسکے قائل ہیں کہ حضرت علیؓ بخین سے  
 افضل نہیں شیعہ اثنا عشریہ سے اس میں خطا و انہیں غالب فرقہ مسلمانوں کے اس  
 جرم میں گرفتار میں گو سنو کی وقوع خلافت ظاہری میں خلیفہ ہمارم جانتے ہیں مگر طہیت  
 میں وہ بھی خلیفہ اول گردانتے ہیں جب امیر المومنین بالفاق توفیقین شیخین سے افضل ہیں  
 تو پھر عثمانؓ کو کس شمار قطار میں ہے۔ خود عثمانی عثمان بیچارہ کو بخین سے گھٹیا جانتے ہیں  
 ذوالنورین کو سوم درجہ میں قرار دیتے ہیں اور اسکی ازواج کو جنکونات رسول بتلاتی  
 ہیں عائشہ و حفصہ سے کم تہہ سمجھتے ہیں اس عثمان کو نفس رسول و زوج بتول سے تہہ  
 اور برابر می کتب پہنچتی ہے بنی امیہ کو جنگی ختمین شجرہ ملعونہ قرآن میں آیا ہے بنی ہاشم  
 سے کیا نسبت و برابر می امیہ عبد شمس کا پاک تھا خوشگلیوں نے شیخے جہانیکو  
 ہاشم کا بھائی مشہور کر دیا ہے معاویہ وغیرہ کے باب میں اولاد ادعیا خودائمہ کا مقولہ کہ  
 تو سب فضایل اور مناقب کو ایک طرف رکھو اسی دامادی میں سمجھ لو سسر اور جوانی برابر  
 نہیں ہو سکتی عقلاً شرعاً ہر طرح سے داماد کو خسر پر تقدیم ہے اور داماد بھی وہ کہ رشتہ کا  
 بھائی اور چوٹ برابر بنی و ولی دونہ تھے ایک گھرانہ گھرانہ ہے ایک کوشت ایک پوت  
 ہے نیرشتہ نہیں چیرا بھائی نعیدوں سے بیشک افضل ہے جگر جگر و گر دگر اور سپر  
 امتیاز یہ کہ خود بلا کر بیٹی دی خدا کے حکم سے شادی کی شیخین کی درخواست پر درخواست  
 پڑی اور برابر و کی شیخین فی ذولی دیکر سونچ پایا رنگ جمایا اور مولا علیؓ کی قرب و قرابت کو  
 رسول اللہؐ فی دعائیں مانگ مانگ کر خدا خدا کر کے پایا سچ ہے اُن مانگی موتی ملیں اور  
 مانگی مٹے نہ ہیک۔ عجب نہیں کہ اکثر سند و ستانی ہندو مسلمان اس لطف کو پہنچیں  
 اور اس عظیم الشان فرق کو کچھ بڑا امر نہ جانیں کیونکہ ہر ملکی ہر مسمی عرب اور ہندو کے  
 رسومات میں بہت بڑا فرق ہے ناچار اس قاعدہ کا بیان ضرور ہوتا ہے ہر

فرق کی بنا ہے واضح ہو کہ شرفاء عرب اور عجم کی عادت میں داخل ہے کہ بیٹے والا  
 پیغام دیتا ہے جو بیٹی کا باپ ہنود کی طرح پڑھونڈنی نہیں نکلتا اور لا دینا بہت حقارت  
 کی بات ہے اسکو بہت معیوب جانتے ہیں مجبوری اور ضرورت میں ایسا کلمہ بانیلا  
 یا کوئی کم مرتبہ شخص رسوخ یا طمع کو ایسی بات کرتا ہے ہارنگی و داب میں بھی شریف  
 قومیں عربی عجمی ایرانی تورانی کاہلی جو عوام میں بلفط شیخ ستید منغل ٹپہاں مشہور  
 ہیں اس رسم آبائی کی آج تک پابند ہیں حتیٰ کہ بلاد شرقیہ کی مسلمانوں کا رواج  
 دیکھ کر خود میری طبیعت ہیانک ہوئی تھی اور نہایت عجیب معلوم ہوتا تھا انھیں  
 اور تعرض کو جی چاہتا تھا گو میں یہ نہیں کہتا کہ شرفاً حرام ہے مگر اس میں شک  
 بھی نہیں کہ سخت حجاب آتا ہے اور عقلاً اور عرفاً کسر نشان ہوتی ہے اور ایسی محل پر  
 کالیاں کچھ مضائقہ نہیں رکھنا کیا سبب ہے کہ یہ رسم حرام و مکروہ نہیں ہے بلکہ سیرت  
 و عادت سلف صالح ہے رسم عقد ثانی بیوہ کی طرح عقلاً اور شرعاً مروج نہیں ہے  
 بلکہ اس رواج کی اصل قصہ آدم و حوا سے یہی نکلتی ہے اگرچہ بقول شاعر عرس عشق  
 اول در دل معشوق پیدا می شود۔ ابتدا رخت اور میلان کی حضرت حوا کی طرف سے  
 ہوئی لیکن خدا تعالیٰ خلاف مصلحت کے سمجھ کر حوا کو روک دیا آدم کی درخواست پر ملا  
 کہ تو قبول کیا مصلحت ظاہر ہے کہ عورتوں کو جرأت بڑھ جاتی ہے عفت کی بنیاد اور کھڑ جائی  
 سوا اسکے بہت دلائل عقلی اور نقلی اس قاعدہ کی مؤید پیدا ہو سکتے ہیں جب یہ بات  
 بھر علی تو اب بلفظ مقام کو دیکھی جسطرح کسی رئیس اولوالعزم یا ملکین یا بادشاہ روم وینا  
 کیسکو بلحاظ اسکی شرافت ذاتی یا حسن خدمت کی مٹی دینا سہا یا اعزاز و اکرام ذریعہ  
 فخر و مساحات و ادا شمار ہوتا ہے شعیب نبی کا اُرِیلُ اُنْ اُنْکَلِکَ اِحْدَی  
 اَبْنَتَی میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ سے اپنی ایک لڑکی دونوں سے

فنا یا ایہ افتخار موسیٰ ہے سبط رح قد زو حنا کہ ابھی فرما مارو لی کا ذریعہ اعزاز و امتیاز  
 شاہ مرواں ہے بلکہ اتنا فرق ہے کہ حضرت شعیبؑ کو کبریاں چرانی کے عوض بیٹی ہی  
 اور حضرت نے بلا اخذ ہجرت بی مشقت عطا کی البتہ خدمت بی منت و نوجگہ سبب  
 پڑی ہے موسیٰ کی ستقامی جو دختر شعیبؑ کو بہائی موسیٰ کے کام آئی اور مولا علیؑ  
 کا ساتی کو نہر ہونا رسول کو بہایا اور باغوں کی آبیاری نی نہال کیا اور جہاد و فکری  
 خوبائی رنگ لای ابوترابؑ کی خاک ساری خدا کو پسند آئی گھر بیٹی بی بی مائی اپنی  
 بھی بی زادی اور بی بی بھی ختم المسلمین مالک دنیا و دین ذلک فضل اللہ  
 یؤتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے دی جسے چاہے۔ رہی میاں عثمان سورقیہ  
 و کلثوم کے شوہر ہونے سے اول کانواب دولہ ہونا معلوم ہے ذوالنورین ہونا کجا اور فضیلت  
 کیسے شیعہ سرسے عثمان کا داماد ہونا تسلیم نہیں کرتے رقیہ و کلثوم کا حقیقی دختر رسول ہونا  
 ثابت نہیں ہے مشتبہ بات ہے پس اولی زوجیت پر فخر و ناقابل لحاظ و اعتبار نہیں ہے۔  
 قُلْتُ لِحَدِّ اَرْقَمِ اَنْفُسٍ پھلے دیوار قائم کر پھر نقش و نگار کرنا۔ بنیاد پستی دینا  
 نہیں کہ پورا تولنے اچھا اسکو جانید و مانا کہ وہ رسول زادیاں تھیں مگر یہ بات قابل انکار  
 نہیں ہے کہ رقیہ و کلثوم کو سیدہ سہیلہ کی دعویٰ نہیں پہنچنا عقل لگاؤ عقل سے  
 پر کہو تمہاری قیاس میں سیدہ میں اور ان لڑکیوں میں کچھ نسبت ہے انصاف سے کہو رقیہ  
 و کلثوم کی ولادت نور سے ہوئی ہے یا سیدہ کی حسنین اور سیدہ عالم نورنی کے پاس  
 اور عرض خدا کے مارے تھے یا وہ بیایاں پس ذوالنورین کا خطاب ابو الحسن کو پہنچنا  
 یا عثمان کو ایمان سے کہو جن بیاریوں کے شوہر ہوئے نہ فخر و ناز ہے وہ سیدہ کے مثل  
 مناقب اور فضائل رکھتے ہیں کیا حضرت کو کہی انکی ختمیں مثل الفاطمہؑ ضحیٰ بنتی فرمایا  
 ہے میں نے فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے کیا انکی شان میں کوئی سورہ پورا مثل قرآن الہی کے

آیا ہے پوری سورت تو بڑی بات ہے کوئی آیت ہے دکھاؤ پہلا اور کور رسول اللہ سے  
 سید النساء اور خیر النساء کہا ہے کیا انکو خاتونِ جنت کا لقب ملا ہے کیا وہ حیض و نفاس  
 سے پاک فاطمہ اور بقول میں کیا وہ شخصہ نبی اور محبوبہ رسول ہیں کیا انکے لطفِ رسول  
 چلی کیا وہ گیارہ اماں کی ماں اور فاطمہ زہرا تھیں کیا وہ ہر شے سے بری اور انکے  
 شیعہ اور تابعدار آتش و دوزخ سے آزاد ہیں کیا انکے نور سے مدینہ منورہ صوحا تھا گناہ  
 وہ محرابِ عبادت میں کھڑے ہوتی تھیں تبارک کی طرح انکا نور چمکتا ہوا درشتوں کو نظر آتا تھا  
 جو سیدہ کزہرا ہونیکا سبب کیا انکی چادر کا نور دیکھ کر اسے یہودی مسلمان ہو گیا  
 سیدہ کی چادر گروی ہوئی سے ہدایت یہود کا نمود ہوا کیا رسول عالمِ تمام انکی تعظیم  
 کو کھڑے ہوتے تھے جسطح سے سیدہ کی توقیر پڑ پڑتے تھے ہلکا سیدہ کی دروازہ پر کھڑے  
 ہو کر آٹھ ہینتی تک **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةُ**  
**أَتَاكُمْ اللَّهُ لِيَذْهَبَ عَنْكُمْ الْجِسْمُ أَهْلَ الْبَيْتِ** سلام تپہری بیت اور رحمۃ اللہ کی اور کیتین  
 نماز پڑھو پس جاتا ہوا اللہ کی عبادی تم سے پیکر گواہی گہر والو پیکر البیت کا مصداق بتلایا  
 انکی دروازہ پر اور سیدہ کے حتمین **مَنْ أَذَاكَ فَقَدْ أَذَانِي** یعنی جس نے اسکو  
 اسکو اذاد ہی بی شک و شبہ پھونکا دیا۔ فرمایا انکی باب میں سیدہ کی حیات میں نہ  
 فرد انکو دوسرا عقد مباح نہ تھا بلکہ بقولِ محمدی میں بھی خاص بی بی سانی کو شرکی خاتون  
 جنت ہونگی انکی رعایت سے سورہ ہر میں حوروں کا ذکر نہیں کیا یہ رعایت کہہ کسی اور بی  
 کیواسطی ہی ہوئی ہے خاتون کی اولاد کو سادات کا لقب ملا فرزند رسول کہلاتے ہیں  
 غمانیوں کو سیدنی کہا ہے **إِنَّ اللَّهَ يَغْضِبُ لِفَضْلِ طَهْرٍ وَرَضَاهَا**  
 بے شبہ اللہ ناراض ہوتا ہے ناراضی فاطمہ سے انکو شہود ہوتا ہے ضامنہ فی ظاہر  
 کے حق میں رسول نے فرمایا بہشت سے ایسا امن انہیں کے واسطے تھا کہ ایسا کھانا



لکھا ہو غیب آیا حیل ال کلبا ہوا جو زباں ہر زبان کی اور شیعہ کو کسی نسبت کے وقت جواب ملا  
 کہ اس کے مسکرانے سے ہیشت کو جگمگوت لگی گئی اور محشر میں نور کے نافر پر وہ سوار ہو کر آؤنگی  
 یا کوئی اور اونکی واسطے کل مخلوق کی آنکھیں بند کرانی جاؤنگی عورتیں اونکی دیکھنے کے  
 تاب نہ لاؤنگی سرسید الشہداء کی مذکور ہاتھ میں لٹی اور لاشہ محسن گود میں اور عمامہ  
 خون الودہ امیر المؤمنین سر پر اور دندان شکستہ خاتم المرسلین ہاتھ پر اس تلے میدان  
 حشر میں اگر امت گنہ گار کی شفاعت فرماؤنگی حضرت سیدہ حضرت سیدہ میں اور رقیہ  
 رقیہ رقیہ میں سیدہ خاتون جنت خیر النساء بقول خود خدا فاطمہ زہرا ام المومنین  
 کبریٰ محدثہ طاہرہ زکیہ رضیہ آل عبا میں داخل بختن پاک میں شامل نہا بلکہ میں شریک  
 النساء ناکی تفسیر سیب ہشتی سی ولادت نازک وقت کے معاصر سابقین میں شامل  
 آیہ تطہیر اونکی عظمت پر گواہ مریم کامر تبہ اس امت میں اونہیں کو ملاؤشتوں نے ہر کلام ہر کلام  
 شکم میں تہیں کرنا اونہیں کا مقام ہے ماندہ ہشتی سے بر خور دار ہونا اونہیں کا حصہ ہے  
 انہیں صدیقہ ہونکی شہادت خدائی دی اونکی لطن سے سبطین کی ولادت ہوئی جہاں ان  
 بہشت کے سردار اور ریاستیں رسول عیسیٰ گلزار محمدی پہول میں فاطمہ بنت اسد ہون  
 پاک اونکو ساس ملی جعفر طیار سا جلیٹہ امیر حمزہ سا چچا سید الشہداء اونکا بیٹا فاضل سی کنیر  
 قبر سا غلام سلمان سا خادم ملائک دباں جبریل فی اونہیں شمار ہونسی فخر کیا باڈ  
 اونکی اولاد کا چھو لاجو لایاؤشتوں نے چکے پیسی ولادت رسول کا جبریل نے اوں کو  
 پر سا دیا خاص اونکی استی و شفیع کی واسطہ بہت دفعہ نزول کیا حضرت رسول کی مقام  
 و مسکن سے اونکو جبر دی جو تہیں اونکی اولاد پر گزرنی والی تہیں اونکو اطلاع کے انہیں  
 مضامین کو امیر المؤمنین نے ایک صحیفہ میں جمع کیا جسکا نام مصحف فاطمہ ہو گیا جو  
 دست پرست حضرت امام رضا کو ہو چیا الرحمن سیدہ سی اور بہتوں کو کیا نسبت ان میں

داسان کافرق ہے ایک باہمی پیٹ سے پیدا ہونا برابر کی دلیل نہیں علی علی میں عقل و  
 جعفر اپنی جگہ جو ام نہیں کا مرتبہ ہے وہ زوجہ عقل کا نہیں ہو سکتا گو وہ چاروں حقیقتوں  
 نہیں ہوں مگر مرتبہ میں کثیر و خاتون کی نسبت ہے رقیہ و کلثوم تو وہ میں سو ہوں تو کیا  
 وہ دونوں ایک سیتہ نہا یوسف گیارہ ہائیموں سے افضل تھے خدا بیخ نکست یکساں  
 مگر و ایک ہاتھ سے نکلیں ہیں پر پانچ انگلیاں برابر نہیں حالانکہ ولادت کی راہ سو بھی چاروں  
 بہنوں میں تفاوت ہے جب وہ نکلیاں پیدا ہوئیں تو خدیجہ الکبریٰ کلمہ گو نہ تھی اور جب  
 سیدہ پیٹ میں آئیں تو اس وقت خدیجہ مومنہ کا طہ نہیں سیدہ مومنہ اولیٰ کی جائی میں  
 بلکہ رسول زادہ ہی اپنی سوا کوئی نہیں ہے رقیہ و کلثوم کی ولادت نبوت سے پہلے ہوئی  
 ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کی بعد ولادت پائی اگرچہ کنت نبیگا و آدم  
 بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ میں نبی تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی تھا۔ ہمارے نبی  
 کی شان میں ہے مگر رسالت کا حکم حضرت سیدہ کی ولادت سے قبل اور ان کی ولادت  
 کے بعد ہوا ہی ع میں تفاوت رہا ان کی جاست تا کجا پس رقیہ و کلثوم بلکہ زینب  
 کے شوہر و نکو خاتون کے شوہر سے کہا نسبت ہے۔ ع چ نسبت خاک را با عالم پاک :  
 پہر شوہر ہی شوہر تائی کیا معنی کہ ان صاحبزادوں کا نکاح جن سے ہوا تھا جب اول دونوں  
 ملعونوں نے حضرت کی عداوت سے طلاق دی تو بتی کے بختوں چھینا ٹوٹا مسلمانوں کی  
 قلت تھی رقیہ نے بضرورت عثمان سے نکاح کر لیا جب ایک بہن مگر تو دوسری بہن  
 بھی عثمان کی نکاح میں آئی وہ کی اور نبی امیہ کا اس میں حضرت کی کسر شان  
 نہیں ہو سکتی لوطی ہو لاء بنائی ہن اظہر میری بنیاں ہیں یہ پاکیزہ ہیں  
 بضرورت فرمایا تھا خود نبی دینی کو کفار کو بلایا تھا اور حضرت کی بیٹوں کا عقد تو بچہ ہی بچہ  
 تسلیم کلمہ گو سے ہوا ہے پس دنیا کی روسی خیال کیجئے تو بھی عثمان کو مولانا علی سے

مناسبت نہیں ہے سیدہ ریحانہ رسول کا نکاح جب ابو الریحانیس یعنی ابو الحسین  
 ہوا تو نورس گلزار محمدی ناکہ خدا تھی اور میر المومنین ممدوح لافتی الاعلیٰ ہی ناکہ خدا کے  
 کمزور کنواری کا بیاہ ہو گیا خدا کی صلوٰت ہے اس دو دفعہ نکاح ہونے پر دیندار پر  
 یہ بات آئینہ ہو گئی کہ انکی شوہر و نکو سیدہ کی زوج سے ہم سلک اور غم لطف ہو گیا دعویٰ  
 نہیں پہونچتا یا اس کو جو نسبت رسول اللہ سے ہو وہ امر آخر ہے بلکہ انکی شوہر نہیں  
 کچھ فضیلت اور چندان فوقیت نہیں عثمان سے اول جب شخص اور شوہر ہو چکے اور  
 وہ بھی مشرک تو اب بھی اگر عثمان نہ ہو تا کوئی اور ہو جاتا حضرت کر دیتے یا وہ خود عقد  
 کر لیتی یہ بات ممکن ہے محال تھی بخلاف سید النساء کے کہ انکا کفو سید لا و صیا کے  
 سو کوئی نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے **لَا عَلٰی لَکُمْ یٰکُنْ بِقَاطِعِ الْفَوَاقِ** اگر نہ ہوتا علی  
 تو نہ تھا فاطمہ کوئی مثل۔ حدیث قدسی کلام ربانی ہے چند حدیثوں میں یہ مضمون  
 آیا ہے حضرت رسول نے خود فرمایا ہے کہ اگر علی نہ ہوتا تو فاطمہ کا جوڑا دنیا میں نہ بھتا  
 اسکے سوا یہ نسبت آجکل کی نہ تھی یہ جوڑی ازل سے جلی گئی تھی یہ نسبت عرش اعلیٰ  
 پر بٹھری تھی شب معراج میں یہ شمع ہو اسدۃ المنتہی پر یہ بل منڈھی چڑھی تھی  
 پس کہو افضل کون ہے اور فضیلت کس کو کہتے ہیں قطع نظر سب باتوں کی خود شادی کے  
 حال سے فرق عیاں ہے اس پر بھی جو نور و نار میں عتینہ نہ کرے وہ انکو ہونکی دو اکریے  
 دیکھو عثمان کا نکاح دستور کے موافق ہو گیا بخلاف امیر المومنین کے عقد کی کہ اور نکاح  
 خواں حضرت سبحان جل جلالہ اور وکیل اور خاٹب جبریل خطبہ خواں راحیل عرش  
 کر سی گواہ روحانی اور کر دلی براتی رخصت خواں پنجاور کر نیوالا طوبی لکن پنجاور کا سدرہ  
 جہر کا طبق سے خواں موتی ہو نگالال نر و جنس شارا و رواں بیت المومر مجلس عقد  
 و سدرہ کیے سماں تو آسمان پر مہراب دنیا کا حال سننے و صبی فی خطبہ کیا نبی نے

صیغہ پڑھا مہاجر اور انصار گواہ ہوئے مسجد رسول مجلس عقد قبول خدا کی اجازت نبیؐ  
 کی ولایت ولی کا قبول سبحان اللہ ایک سے ایک بات چڑھتی ہوئی زفاف کی شان و  
 شوکت یہ تھی کہ ازواج رسول مشاطہ بنی خثت سے شہانہ آیامشک بہشتی سے بسایا  
 گیا عرق محمدی کا گلاب تہا رسول غاسیہ بردار اور ثنا خوان اُمہات مومنین جلو میں  
 رواں صحابہ گہرائی بنی ہاشم براتی اسماجد آرام آئین ذوالشہادین دربان حورین  
 جلوکش جبریل ساربان ملائیک محافظہ نگہبان حجرہ نبیؐ خلوت گاہ تہی رسول مقبول  
 نے دعا پرہ کے دم کی خلاصہ کہانتک بیان ہو عیاں راچہ بیان شادی اسے  
 کہتے ہیں اور بیابرت اسکا نام ہے اس دھوم دھام کی دامادی پر جو فخر کریں سو تہور ہے  
 خوشحال اور زہے اقبال اوس نونشاہ کا جو ایسے صاحبزادے کا دولہہ بنا اور اس  
 چاؤ سے بنے آخر الزماں کا خویش تو تھا داماد بھی ہوا اور زہی نصیب اُس دلہن کے جو ایسے  
 خدا کے ولی کی زوجہ ہوتی حق یہ ہے جیسے عودس تہی دیسا ہی شوہر ملا پیوند میں  
 پیوند مل گیا

ہو واجب عقد زہرا علیٰ علیؑ تھا ملائیک میں جو زوجہ ہو ایسی ہو جو شوہر ہو تو ایسا ہو

## خاتمہ ان السعدین بیان سیرت معاشرت سیدینؑ

الحمد للہ اللہ شادیکہا حال ختم ہوا حسبہ و لحواہ لکھا گیا اب کچھ ادنیٰ سیرت اور معمولی  
 برتاؤ کا بیان کرتا ہوں کہ اوس سے بھی بڑی ہدایت ہوتی ہے اور صحبت سے پچھلے بیانوں  
 کی تائید و تصدیق نکلتی ہے آخر میں اونکے اوس محل و منزلت کا بیان ہو گا جو دربار  
 خدا میں انکو حاصل ہے تاکہ ادنیٰ محبت کا نتیجہ ظاہر ہو منقول ہے کہ ایک دن رسول  
 نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو دیکھا کہ دونوں بزرگوار چنپا پیستے ہیں حضرتؑ فرمایا کہ تم دونوں میں

زیادہ کون تھکا ہوا ہے حضرت علیؑ نے کہا یا حضرت فاطمہؑ زیادہ تھک گئی ہیں پس  
 حضرت نے جناب سیدہ سے کہا بیٹا تم ذرا اٹھ کھڑی ہو جاؤ جب وہ اٹھیں تو حضرت  
 رسول اللہ حضرت علیؑ کے ساتھ چکی پھرنے میں مشرک ہوئے لکھا ہے کہ حضرت  
 رسول اللہ جناب علیؑ رضی فاطمہؑ زہراؑ نے گھر کی کادر و بار میں تصفیہ کے واسطے  
 حکم اور ثالث کیا حضرت نے فرمایا اندر کا کام تو فاطمہؑ کرے یعنی گھر میں جھاڑ دینا  
 آنا گوند ہٹانا کھانا پکانا اور شل اوکے اور باہر کا کام ایندھن لکڑی نون تیل دانہ پانی  
 وغیرہ علیؑ کے ذمہ ہے حضرت فاطمہؑ کہتی ہیں اس فیصلے سے مجھے کمال خوشی ہوئی رسول اللہ  
 نے مجھے مردوں کے مانند ہونیر پاؤں رکھنے سے بچا لیا یعنی پانی اور ایندھن وغیرہ لانیکو  
 مردوں میں جانا پڑتا تھا۔ منقول ہے کہ ایندھن اور پانی حضرت علیؑ کے ذمہ تھا اور  
 اور پینا پکانا حضرت سیدہ کے حوالہ تھا حضرت علیؑ نے ایک شخص سے فرمایا کیوں  
 میں تجھ سے بیان کروں اپنا اور فاطمہؑ کا حال وہ میرے پاس رہتی تھی اور سب سے  
 زیادہ مجھے پیاری تھی مشک اٹھاتے اٹھاتے او کی چھاتی پر گھٹہ پر گیا تھا اور چکی پینے سے  
 ہاتھوں میں پیٹھ ہو گئیں تھیں اور گھر میں جھاڑ دیتے دیتے کپڑے میل ہو جاتے تھے  
 اور چو لہا ہو کھنے سے لباس سیاہ ہوتا تھا جب اونکو بہت ایذا ہوئی تو میں نے کہا اگر تم اپنے  
 باپ سے جا کر ایک لونڈی خدمت کرنیو طلب کرو تو اچھا ہے تم اس شقت سے چھوٹ  
 جاؤ گی حضرت فاطمہؑ خدمت میں اپنے پدر عالمقدار کے حاضر ہوئیں حضرت کے پاس پہنچ کر  
 بیٹھے تھے سیدہ کو لونی طاعون ہوا اپنی گھٹیں حضرت کو خبر ہوئی کہ فاطمہؑ کسی کام کو آئی تھی  
 اگلے دن صبح صبح حضرت خود تشریف لائے جناب امیر فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم دونو اپنے  
 فرش خواب سے نہیں اٹھتی تھے اگر فرمایا السلام علیکم بنے سکوت کیا اور ہم کو شرم کی اس حال میں  
 کیونکر جواب دیں حضرت نے پھر فرمایا السلام علیکم پھر مجھے جواب یا جب تیسری مرتبہ

اسلام علیکم فرمایا تو ہم ڈرے کہ اگر جواب نہیں دینگے تو شاید پلٹ جاویں آپ کے  
 مادت تھی کہ تیسوے سلام کے بعد اگر جواب نہ پایا تو چلے جاتے تھے میں نے کہا **وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ**  
**يَا رَسُولَ اللَّهِ** آئی پس چپ سے اگر ہمارے سرانے بیٹھ گئے اور نہ پایا اے فاطمہ  
 کل کس کام کو تو محمدؐ کے پاس گئی تھی حضرتؐ فرماتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ اگر ہم نبویں گے تو  
 حضرت اٹھ کہے ہو گئے میں نے کاف سے سر نکال کر عرض کی یا رسول اللہ میں ایسے بیان کرتا ہوں  
 پانی کہینے سے فاطمہ کی چہاتی پر نشان ہو گئے اور چلتی پیتے پیتے ہاتھ میں گٹھے پر گئے۔ اور  
 جھاڑو دینے سے کپڑے خاک میں مل گئے اور آگ جلانے سے کپڑے دھوئیں میں ننگ گئے  
 تھے میں نے اسکو آپ کی خدمت میں پہنچا کہ ایک نوٹڈی کی درخواست کرے کہ گھر کے کاروبار  
 کی تکلیف سے چوٹ جائیں صحیحین میں لکھا ہے کہ اندرون کچھ بندی آنے ہوئے تھے  
 عرض حضرت نے فرمایا میں تمہیں ایسی بات تعلیم کروں جو نوٹڈی سے ہی بڑبکھ ہے۔ تم سوتے  
 وقت تینتیس مرتبہ **سُبْحَانَ اللَّهِ** تین مرتبہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ** اور چونتیس مرتبہ **اللَّهُ**  
**أَكْبَرُ** پڑھا کر حضرت فاطمہ نے تین مرتبہ کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی  
 ہوئی بروایت صحیحین یہ ہے کہ رسول اللہ سے راضی ہوئی بروایت صحیحین یہ ہے۔  
 کہ رسول اللہ نے درخواست شکریہ فرمایا ان برو کو فروخت کر کے اپنی قیمت اہل صفیہ پر  
 صرف کرین گے تمہیں نہیں دے سکتے بردہ کے عوض میں تسبیح سکھلائی شیرازی نے  
 لکھا ہے کہ جب ستیدہ نے اپنا حال بیان کر کے نوٹڈی کا سوال کیا رسول اللہ رو پڑے  
 اور فرمایا اے فاطمہ! اسکی قسم ہے جس نے مجھے برحق نبی کیا ہے کہ مسجد میں چار سو آدمی  
 ہیں جنکے پاس نہ کچھ کہانیاں سہارا ہے نہ تن پر نہ ہے اگر ادب کا خیال نہ ہوتا تو صنم  
 ہم تمہارے سوال کو پورا کرتے پھر فرمایا اے فاطمہ میں نہیں چاہتا کہ تیرا ثواب لے لیں  
 نے مجھے ڈر ہے خدا کے سامنے کہ قیامت کو علی اپنے حق کا تجربہ سے مواخذہ کرے



پہر حضرت نے سیدہ کو نماز بتیج سکھلائی جبکو نماز جعفر کہتے ہیں ظاہر ارادی کو دہو گا  
 وہ نہ نماز بتیج حضرت جعفر کو تعلیم کی تھی سیدہ کو بتیج فاطمہ بتلائی اور یہ ترتیب بھی اس  
 تسبیح کی روایات معتبر اور مشہور کے خلاف ہے، ان سنت کی روایت سے موافق ہے  
 شاید سوتے وقت اس طرح حکم ہوا اور نماز کے بعد معمول کے موافق ہو کہ اللہ اکبر سے شروع  
 کریں اور سبحان اللہ پر ختم ہوا اور بعد میں ایک مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھیں غرض حضرت علی  
 نے سیدہ سے فرمایا تم دنیا لینے گئے تھے خدا نے تم کو آخرت کی نعمت عطا کی اب وہ یہ کہتا  
 جب حضرت رسول اللہ فاطمہ کے یہاں سے باہر گئے تو آیہ وَاصْبِرْ صَبْرًا مُتَعَامِلًا  
 مِنْ رَبِّكَ تَرْجُو هَٰذَا فَعَلَّٰهُمْ قَوْلًا حَلِيسًا اَلَا تَرٰنَے اپنے رب کی رحمت  
 کے حاصل کر نیکو جسکے تجھے اسید ہے۔ تو کہہ اونسے ملائم بات مآزل ہوئی رسول اللہ  
 نے بحکم خدا ایک جاریہ خدمت کیواسطے سیدہ کے پاس پہنچی اور اسکا فضہ نام رکھا گیا  
 لکھا ہے کہ فضہ کے آنے پر بھی سیدہ گھر کا کام کرتی بلکہ ادھی سے زیادہ کام کرتی تھیں  
 سلمان فارسی سے نقل ہے کہ ایک روز میں جناب سیدہ کے گھر گیا تو سیدہ چلی آگے کہے جو  
 پس ہی تھیں اور تہتی پر خون بہا تھا اور حسین ایک کونہ میں بیٹھ کر شدت سے بلبلاتا  
 تھے میں نے کہا اے دختر رسول اللہ آپ کے ماتہ آسیا سے نگاہیں ہولہاں ہو رہی ہیں نصیحت  
 کیا کرتی ہے سیدہ نے جواب دیا جناب رسول نے مجھے نصیحت کی ہے کہ ایک دن میں کام کر دوں لیکن  
 وہ نصیحت کی باری کل تھی سلمان نے کہا میں ہی آپکا غلام آزاد کردہ ہوں مجھے چلی دیجی یا کہوں  
 حسین کو کہلاؤں چپکا کر لوں جناب خاتون بولیں میرا جس مجھ سے خوب آرام پاویگا جو پیسے  
 سلمان کہتے ہیں میں نے کسی قدر آپسپا ہو گا کہ سجد سے اقامت کی آواز آتی میں اٹھ کے  
 نماز جماعت میں شریک ہوا جب نماز سے فارغ ہوا تو بیٹھ کر دیکھا تھا وہ حضرت علی سے نقل کیا  
 حضرت علی ابوبکر نے اس وقت سر کو تشریف لے گئے تھے اور بیٹھ کر سجد کرتے ہوئے آئے رسول اللہ

پوچھا سکرانے کا کیا سبب ہے حضرت علیؓ نے کہا یا حضرت میں گھر میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں؟  
 سیدہ بی بیؓ ہے اور حسینؓ اور سکینہؓ پر سوتا ہے اور چمکی فاطمہؓ کے آگے دھری ہے اور خود بخود  
 چل رہی ہے۔ رسول اللہؐ شکر مہم ہوئے شکر فرمایا یا علیؓ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے  
 چند فرشتے ہیں جو زمیں میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ وہ خدمتگار ہیں محمدؐ وال محمدؐ کے قریب  
 صَلَّ عَلَیْ آلِ مُحَمَّدٍ وَالْحَمْدُ لَیَا مَرْتَبَیْ ہوں سنو! رسولؐ کے خادم ملائکہ تہو خائب  
 اس زمانہ کی عورتیں گھر کے کام کاج سے زندہ تھیں خدا کا ویسا سب کچھ گھر میں ہو کبھی شکر کریں  
 کہیں خدا کا شکوہ کہیں مالک کی شکایت ہے اور بی بی فاطمہؓ کی یہ حالت تھی کہ ایک دن رسولؐ  
 کی نگاہ سیدہ پر جا پڑی تو کیا حال دیکھا کہ چٹکی چاڑ اور اڑی میں اور چمکی ہاتھ میں ہے اور اپنی  
 فرزند کو دو دو ہپی پلا رہی ہیں رسولؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا اے نورِ دُنیا کی  
 طہنی آخرت کی حلاوت کو سامنے چند روزہ سیدہؓ غرض کیا رسولؐ خدا کا شکر ہے اسکی نعمتوں پر  
 اور اسکا شکر ہے اسکی داد پر اسوقت آیہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَارْضَہْ

مازل ہوا اے جماعت عورتوں کی تم سیدہ کی نوٹھی ہو ہر بات میں سیدہ کی متابعت کرو  
 ایک اندھا حضرت فاطمہؓ کے سامنے آیا انہوں نے گھونگٹ کر لیا اوٹ میں گئیں رسولؐ اللہ  
 نے فرمایا تم نے اس سے کیوں پردہ کیا یہ نہیں نہیں دیکھتا ہے وہ بولیں گو یہ محکو نہیں دیکھتا  
 میں تو اسکو دیکھتی ہوں اور خوشبو تو یہ سونگھتا ہے حضرت نے فرمایا واللہ یہ میری پارہ جگر  
 ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے اصحاب سے پوچھا کہ عورت کیا چیز ہے وہ بولے پردہ ہی پر پوچھا  
 اپنے رب سے کب نزدیک ہوتی ہے۔ وہ سب چپ رہ گئے کچھ جواب نہ آیا سیدہؓ نے شکر کہا جب تک  
 اپنے گھر میں اندر کے دالان میں بیٹھی رہی یعنی خدا کے قریب جب ہی تک ہے پردہ میں ہے ایک دن  
 رسولؐ اللہ نے سیدہ سے پوچھا کہ عورت کے واسطے کون بات اچھی ہے سیدہؓ نے عرض کیا نہ کوئی  
 اور سچہ دیکھئے نہ وہ کسی کو دیکھے ہی اچھی بات ہے حضرت نے لگا لیا فرمایا کہ کیوں نہ ہو کبھی بیٹھی ہے۔

مترجم کہتا ہوں سیدہ بہت کم ہیں جاتی تھیں خانہ نشینی پسند تھی سنیچر اور پچھنبہ کو صبح کی وقت شہدائے احد کی قبر و قبر البتہ جاتی تھیں اور حضرت امیر حمزہ کی قبر پر جا کر ترجم اور استغفار کیا کرتی تھیں اب عورتوں کو چاہئے کہ آپکو دیکھیں کیا نوٹ دیوں کو اپنی بی بی کی پیروی میں چاہئے عوام الناس کا تو یہ حال ہے کہ پردہ سے اونکو کچھ مطلب نہیں کہلی ہماری شتر بے ہمار پڑھی پھرتی ہیں اتنا بھی نہیں کہ برقعہ ہو گوگٹ کریں پہلا وہ تو نو مسلم ہیں۔ شرافازادیوں کو دیکھتے جو برائے نام پردہ کو بدنام کرتی ہیں نہ کچھ محرم و نامحرم سے بحث ہے نہ محرم و کرتی پر نظر ہے ایسے باریک کٹر لیکار دپٹا کرتی پہنکر جس میں رنگ و رنگ بد بجا جھلکتا ہے بلکہ صاف بدن نظر آتا ہے ڈیل ڈول کا تو کیا ذکر ہے دیور جیٹہ بہنوئی خالو پہوپا وغیرہ شرعی نامہ مومنکے آگے آتی ہیں اور پہر آکھو پر دلنشین سمجھتی ہیں اسپر مرقی ہیں کہ باریک ہو دلاتی ہوتن ڈھکی یا ٹھکے اس سے بحث نہیں پیٹ کھلے تو بلا سے اور کمر یا سر نظر آوے تو ہوا کرے اونچے کرتے کی خوبصورتی ضرور ہے نام سے عوض ہے آرام مطلب نہیں خاوند کی حالت پر نظر نہ کریں گی کہانیکو ہونہو مگر محرم لباس کی فرمائش ہوگی چاک خاوند چوری کرے یا ڈاکہ دے مگر اونکو زیور منہ ورے اللہ اکبر! ایک دن حضرت امیر المومنین نے صبح سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا جناب فاطمہ سے کہا تمہارے پاس کچھ رکھا ہو تو لاؤ سیدہ نے کہا او سکی قسم ہے جسے تمہارا حق مجھ پر زیادہ کیا ہے اسکے جو مینے تمہارے سانسے پین کیا اور کچھ میرے پاس تین دن سے نہیں ہے۔ بروایت دیگر یہی عرض کیا کہ لاواں دہ جسے میرے باپ کو نبوت بخشی اللہ ملک و صی گردانا او سکی قسم ہے کہ صبح سے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور دو دن سے مجھے کچھ نہیں کھایا۔ اسی قدر تھا جواب کے سامنے پین کیا تھا حتی کہ حنین کے لئے بے مینے کچھ نہیں رکھا بہر حال بروایت اول حضرت علی نے منہ مایا تھے مجھے کیوں نہ کہا سیدہ نے کہا

مجھے رسول اللہ نے منع کر دیا ہے۔ یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ابن عم سے کسی چیز کا سوال  
 کرنا اگر وہ لاویں تو بہادر نہ کوئی فرمائش اور تقاضا کیجیو اور ایک روایت میں ہے کہ  
 سیدہ نے کہا مجھے خدا سے قسم اتنی ہے کہ میں اتنے ایسی فرمائش کروں جو تم سے بن چڑ  
 یعنی تمہاری ناداری کو دیکھ کر کہنے کو جی نہیں چاہتا جاتا ہے یہ منکر۔ حضرت علی علیہ السلام  
 نظر بخدا باہر تشریف لگئے اور ایک شخص سے اپنی ایک دینار قرض لیا پس حضرت  
 دینار ہاتھ میں لئے اس اراد میں تھے کہ اہلبیت کے لئے کچھ غذا کا سامان خرید لیا  
 کہ ناگاہ انار راہ میں مقداد بن اسود سے دو چار ہوئے نہایت گرمی کا موسم تھا  
 اور پے دھوپ کی تابش اور نیچے زمیں کی گرمی سے پہلے جاتے تھے حضرت علی  
 علیہ السلام نے اونکو دیکھ کر تعجب کیا اور فرمایا کہ اے مقداد ایسے وقت اپنے  
 گھر سے کیوں نکلے وہ بولے اے ابو الحسن آپ میرے سدا رہا ہوں اور اس بات کے  
 سوال سے درگزر میں کہ میں کس حالت میں ہوں حضرت نے فرمایا اے برادر ایسا نہیں  
 ہو سکتا کہ بے کہے تم چلے جاؤ وہ بولے یا ابو الحسن براے خدا آپ اس بات میں مجھکو  
 معاف رکھیں اور درپے استفسار حال نہوں حضرت نے فرمایا کیوں بہائی یہ مناسب  
 کہ تم اپنا حال مجھے پوشیدہ رکھو وہ بولے یا ابو الحسن جب آپ مانتے ہی نہیں تو ناچار  
 کہنا پڑا اوس خدا کی قسم ہے کہ جس نے محمد کو نبوت اور مکہ کو امامت سے مشرف کیا کہ میں  
 ناداری کے سبب سے گھر سے نکلا اور اپنی عیال کو بھوک کی شدت میں روتے چلاتے  
 چھوڑ آیا ہوں اور انکی حالت دیکھ کر مجھکو برداشت نہونی منوم نکل پڑا اور اسی فکر میں  
 بیٹھ رہا ہوں یہ سیری کیفیت اور حالت ہے یہ منکر حضرت علی کی آنکھوں میں آنسو بہا  
 یہاں تک کہ ریش مبارک آنسو سے تر ہو گئے پس فرمانے لگے اوسی کی میں ہی قسم  
 کہتا ہوں جسکی تو نے قسم کھائی ہے کہ جو تیرے گھر سے نکلے گا سب سے

وہ ہی میرے باہر آنے کی وجہ ہے۔ ایک دینار میں قرض لیا ہے۔ مگر میں اپنے آپ سے  
 تم کو مقدم سمجھتا ہوں یہ کہہ کر دینار اؤ کو دیدیا اور وہاں سے پلٹ کر مسجد نبی میں داخل ہو کر  
 ظہر سے لیکر مغرب تک وہیں رہے جب رسول خدا نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو  
 حضرت علیؓ کے پاس کوٹھلے وہ صاف اول میں تھے حضرت نے پاسے مبارک سے اؤ کو  
 اشارہ کیا وہ اٹھ کر پیچھے ہوئے اور دروازہ مسجد پر جا کر ملے اور حضرت کو سلام کیا  
 حضرت نے جواب سلام دیا اور فرمایا اے ابوالحسن تمہارے یہاں کچھ کہا نیکو ہے  
 کہ ہم شام کو کہا نا کہائیں گے حضرت علیؓ نے حیا سے سر جھکا لیا اور حیران ہو کر کیا جواب دیا  
 اور حضرت رسول خدا کو بذریعہ وحی سب قصہ معلوم ہو چکا تھا اور حکم ہو چکا تھا کہ  
 آج شب کا کہا نا خانہ علی بن ابیطالب میں کہا و جب رسول خدا نے دیکھا کہ وہ ساکت ہیں  
 کچھ جواب نہیں دیتے۔ فرمایا اے ابوالحسن کیا سبب ہے۔ نہ تم ہاں کہتے ہو۔ کہ ہم  
 تمہارے سات چلیں نہ انکار کرتے ہو کہ ہم اپنی راہ لیں عرض کی بسرو چشم چلے حضرت  
 نے جناب علی مرتضیٰ کا ہاتھ میں ہاتھ لے لیا اور دونوں صاحب چلے اور داخل خانہ  
 سیدہ ہوئے وہ حضرت ابی بنی جاسے نماز پر مناز پڑھ رہے تھیں اور ایک خوان  
 اؤ کے پس پشت پر کہا ہوا تھا کہ جس میں بہا پ اٹھ رہی تھی جناب فاطمہؓ نے اپنے  
 گہر میں رسول خدا کی آواز سنی تو جا رہ مناز سے اٹھ کر حضرت کو سلام کیا چونکہ حضرت  
 سیدہ رسول خدا کو بہت پیاری تھیں حضرت نے جواب سلام دیکر سر پر ہاتھ پھیرا اور  
 فرمایا کیا حال ہے خدا تجھ پر رحم کرے ہم کو کہا نا کہ بلاؤ خدا تجھ کو بخشے اور یقین ہے کہ  
 او سے بخش دیا ہے حضرت سیدہ نے خوان اٹھا کر حضرت رسول خدا اور  
 علی مرتضیٰ کے سامنے رکھ دیا جب حضرت علیؓ نے کہا نے کی طرف نظر کی  
 اور خوشبو اس کی حضرت کے دماغ تک پہنچی تو کن آنکھوں سے تار پڑا دیکھا

حضرت سیدہ بولین سبحان اللہ آپ کس قدر زیر نظر سے دیکھ رہے ہیں کیا مجھے کوئی آپ کی خطا واقع ہوئی کہ جس کے سبب سے مستوجب عکلی ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا اس سے زیادہ اور کیا جرم ہوگا کہ میں نے مجھ سے اقرار کیا اور اصرار کی ساتھ خدا کی قسم کہانی ہے کہ دو دن سے پہلے کچھ نہیں کہا یا یہ سن کر جناب سیدہ نے جانب آسمان نظر کی اور بولیں میرا خدا جو آسمان زمین کی خبر رکھتا ہے ہو سکی قسم ہے کہ میں نے خلاف نہیں کہا تھا وہ بولی اسی فاطمہؑ پر یہ کہنا نا کہنا سے آیا ایسا کہانچو تنگ اور خوشبو دار اور خوش ذائقہ میں نے نہیں دیکھا اور نہ کہا یا جناب رسولؐ لہذا فی اپنا دست مبارک جناب امیر کے شانہ پر رکھ دو اگر فرمایا اعلیٰ یہ بہت ہی دنیا کا عوض ہے خدا نے اوس دنیا کی جزا لکھ دی ہے **إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ** یعنی خدا روزی دی جس کو چاہے بحساب پہر حضرت کو آنکھوں میں آنسو بہا آئے اور فرمایا احمد و پاس ہے اوس خدا کو جس نے نچا ہا کہ تم دنیا سے اٹھو اور متکوز گریا اور مریم کے مثل و نظیر نگر دالے کہ جب زکریاؑ محراب میں مریم کے پاس جاتے تھے اوسکے پاس غیب سے روزی پاتے تھے کہتے ہیں کہ اکبر و سیدہ نے رسول اللہؐ سے حضرت علیؑ کا گلہ کیا تھا یا رسول اللہ ابو الحسنؑ گھر میں کچھ نہیں چھوڑتے جو ہوتا ہے مسکینوں کو بانٹ آتی ہیں حضرت نے فرمایا ای فاطمہؑ تو چاہتی ہے کہ میں اپنے ابن عم سے ادا اپنی اخنی سے آزر وہ ہو جاؤں یقین کر کہ اوسکی ناراضی عین میری ناراضی ہے سیدہ نے کہا میں پناہ مانگتی ہوں غضب خدا اور ناراضی رسولؐ سے ابوذر کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں جعفر طیار اور میں دونوں مکہ سے ہجرت کر کے حبش کو گئی تھے مینی ایک لونڈی چار ہزار درہم کی قیمت کی حضرت جعفر طیار کو بطور ہدیہ کو دی تھی جب ہم مدینہ میں آئے تو جعفر نے وہ کنیز حضرت علیؑ کو



دیدی کہ کاربار کیا کر گئی جناب امیر اوسکو گہرین لے آئے ایک روز کا ذکر ہے  
 کہ جناب سیدہ آئین تو کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت علی کا سر مبارک کنیز کے آنسو میں  
 مین ہے جناب سیدہ بولیں کہ یا ابا الحسن تم نے اس کنیز سے رغبت فرمائی حضرت نے  
 قسم کہا کہ لا الہ الا اللہ امی و خیر رسول مجھ سے اور اس کنیز سے کچھ واسطہ نہیں ہوا  
 اب جو تمہارے خوشی ہو کہو میں وہی کروں گا وہ بولیں مجھے اجازت ہے کہ میں اپنے  
 باپ رسول اللہ کے گہر جاؤں حضرت نے فرمایا میں اجازت دی حضرت سیدہ نے  
 چادر اوڑھ لی اور برقعہ لگایا اور رسول اللہ کی خدمت میں چلین اوس وقت جب تیل  
 نازل ہوئی اور کہا یا رسول اللہ پروردگار عالم نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ  
 فاطمہ تمہارے پاس علی کی شکایت کر نیکی آتی ہے مبادا قبول کر لو اتنے میں سیدہ  
 بھی آنکھیں رسول اللہ نے اوسے فرمایا تم علی کی شکایت کر نیکی آئی ہو وہ بولیں  
 ہاں رب کعبہ حضرت نے فرمایا لیٹ جا اور علی سے جا کر کہہ میں تمہاری کھجکی تابع ہوں  
 حضرت سیدہ پہلے پاؤں پر کے حضرت علی کے پاس آئیں اور عرض کی یا ابا الحسن رہو  
 خواہش سے تمہاری کھجکی مقدم تے میں دفعہ اس کلام کو کہا حضرت علی بولے  
 معلوم ہوتا ہے تم نے میرے خلیل اور حبیب رسول سے میرا شکوہ کیا اور رسول اللہ  
 سے مجھ کو مجبور کیا اسی فاطمہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ کنیز نے یہ راہ خدا میں آنا  
 کی اور وہ چار سو درہم جو بیچ رہی ہیں وہ فقراء مدینہ پرینے خیرات کیے اسکے بعد حضرت نے  
 اپنے کپڑے پہنے اور پاؤں میں نعلین ڈالی اور رسول اللہ کی خدمت میں آئی اور عرض  
 جب تیل ہی نازل ہوئے اور کہا یا محمد اللہ تعالیٰ بعد فقہ سلام کے فرماتا ہے کہ علی سے  
 کہو تو نے فاطمہ کی خوشی کو کنیز کو ازا د کیا ہے تجھے جنت بخشی اور تجھ کو سورہم خیرات کی  
 عوض میں عنے تجھے ورنہ سچ کا نثار کیا پس داخل کر خست میں جسے تیرا ہی چاہے

ہماری رحمت سے اور جسکو تیری خوشی ہو جہنم سے نکال دو جہہ ہمارے عفو کے اسی وجہ  
 سے حضرت علی رضائی بن انا قسیم اللہ بن الجنة والناس بن امہ کی  
 طرف سے دوزخ اور بہشت کا تقسیم کر دیا ہوں مولفہ ذہن صرح سے مجھے خلدین بلوایو  
 یا شاہ ذہن ہے ایک تخیل میں جنت ہی مقبرہ ہی جناب صادق سے منقول ہے کہ  
 کسی شقی نے اشقامی مدینہ سے جناب سیدہ سے اگر یہ کہہ دیا کہ ایکو کچہ خنبر ہی ہے  
 علی نے دختر ابی جہل سے اپنا رشتہ کیا ہے جناب سیدہ بولین کیا تو سچ کہتا ہے  
 او سے تین دفعہ قسم کہا کہ کہا کہ میں سچ کہتا ہوں جناب سیدہ کو مقتضای طبیعت  
 بشری اس قدر غیرت آئی کہ اپنی عالم میں نہ رہیں اور بہت صدمہ ہوا اور تمام دن سوچ  
 اور فکر میں بسر کی جب شام ہوئی تو دہزدوش پر امام حسن کو لیا اور بائین کا مذہبی پر  
 امام حسین کو سوار کیا اور اتم کلثوم کا با بیان ہاتھ اپنے دہنے ہاتھ میں لیا اور اپنے  
 باپ کے گہر کا رستہ لیا حضرت علی جب دولسترا میں آئے تو حجرہ خالی پایا اور  
 جناب فاطمہ کو نہ دیکھا اونکو سخت ملال ہوا اور بڑا تعجب گزرا اور یہ معلوم نہوا کہ قصہ کیا ہے  
 رسول خدا کے مکان سے بلوائی شرم آئی ناچار گھر سے باہر شریف لاکر مسجد کو گئے اور  
 مشغول نماز ہوئے خدا جانے کقدر نماز میں پیرین یحییٰ اوسکے سنگر نہ اور صاحب  
 مسجد کو اکٹھا کر کے اوسپر تکیہ لگا کے لیٹ رہے جناب رسول خدا نے جو سیدہ کی یہ  
 حالت دیکھی اونپر پانی چھڑکا اور کپڑے پہنکر مسجد میں آئی اور برابر کو سجده میں بیٹھ کر  
 رہے اور ہر دو رکعت کے بعد دعا کرتے تھے کہ بارالہا فاطمہ کا رنج و غم دور کر کیونکہ  
 حضرت اونکو کر وین لیتے اور ٹہنڈے سانس بہرتے چھوڑ گئے تھے جفیت نے  
 دیکھا کہ سیدہ کو کسی طرح چین نہیں اور آنکھ نہیں لگتی نہ مایوسی اٹھو پس  
 رسول خدا نے امام حسن کو اٹھالیا اور بی فاطمہ نے امام حسین کو گود میں لولیا۔

اور اتم کلثوم کا ہاتھ پکڑ لیا جب وہاں پہنچے جہاں حضرت علیؑ لیٹے تھے حضرت  
رسولؐ نے پائے مبارک سے اولکے پاؤں دبا کے فرمایا اوٹھ اے ابوتراب  
بہت سے چین سے بیٹھو تو نے بیکل کیا ہے جا ابوبکر کو اس کے گہرے عمر کو  
اس کے بیٹھک سے اور طلحہ کو جہاں ہو میرے پاس بلا لا حضرت اون سب کو  
اون کے مکانوں سے بلا کر لائے جب وہ سب رسولؐ کی خدمت میں آکر حاضر  
ہوئے تو رسولؐ نے فرمایا علیؑ کیا تو نہیں جانتا کہ فاطمہؑ میری جگر کا پارہ ہے  
اور جو وہ ہے سو میں ہوں میں اذّاہا فعدا ذّاہی جو اس کو انیداد  
اس کو محکوم انیدادی اور جس نے اس کو میرے بعد ستایا گویا اس نے میرے سامنے ستایا  
اور جس نے میری زندگی میں انیدادی اس نے گویا میرے بعد ستایا حضرت علیؑ نے  
عین کیا درست و بجا ہے یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا ہر کون سبب ہوا ہے  
جو تو نے ایسا ارادہ کیا حضرت علیؑ نے عرض کی جس نے آپ کو نبی برحق کیا اس کی  
قسم ہے کہ جو خبر ان کو پہنچے ہے محکوم اس کی خبر ہی نہیں ہے میری خیال میں  
بہی یہ بات نہیں گندی رسولؐ نے فرمایا تو سچا ہے سچا ہے پس جناب سیدہؑ  
فرحناک ہو میں اور مسکرائے لگین کہ دندان مبارک نمایاں ہو گئے پس آپ  
شیخ نے دوسرے شیخ سے کہا عجیب بات ہے اس وقت اتنی رات گئے اس شخص نے  
ان کو ناحق گہرے بلایا نہ بات نہ چیت پس حضرت رسولؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ  
پکڑ کر ان کو کلیوں میں اور گھلیاں دین پر حضرت امام حسنؑ کو اٹھالیا اور جناب سیدہؑ  
نے امام حسینؑ کو لی لیا اور جناب سیدہؑ نے حضرت ام کلثومؑ کو اٹھالیا رسولؐ نے ان کو  
اون کے گہرے پہنچا کر اون پر ایک چادر ڈھانک کر حوالہ خدا کر کے باہر آئے اور بقیہ شب کو  
عبادت خدائے میں ملی کیا الحدیث متبرجم کہتا ہوں یہ قصہ بفرص صحت بصدق

ضرب المثل انک لغنی واسمعی یا جابرہ منقری کذاب اور اسکے اخواب کے سانی و کہانی  
 کو واقع ہو چنانچہ بقیہ حدیث کا واضح منقول ہے ایک دن رسول اللہ سیدہ کے یہاں۔  
 تشریف لائے اور انکے گلہ میں ایک سونیکا گلو بند تھا حضرت علیؑ نے مال غنیمت سے  
 خرید کیا تھا رسول اللہ نے دیکھ کر فرمایا فاطمہ لوگ کیا کہیں گے کہ فاطمہ محمدؐ کی  
 بیٹی جبار و کی لباس پہنتی ہے پس حضرت فاطمہؑ نے اسکو ٹوڑ کر پیچ ڈالا اسکی قیمت  
 ایک بڑہ خرید کے آزاد کر دیا اور بروایتی وہ زیور ٹوڑ کے پہنیکر یا پس ایک سال  
 آیا اسکو وید الارسوال اللہ بہت مسرور ہوئے اور بعض روایت میں ہے خود رسول اللہ  
 نے کسی فقیر کو دیدیا اور ایک روایت میں ہے کہ گلو بند اور لشکن اور بندے تین  
 چیزیں تھیں حضرت رسولؐ نے تین بار فرمایا خدا ہو باپ اپنی بیٹی کے بھلا آل  
 محمدؐ کو دنیا سے کیا مطلب ہے ہم آخرت کے واسطے خلق ہوئی ہیں اور بعض کتب میں  
 یہ قصہ اسطرح پر منقول ہے کہ حضرت رسالتؐ کی عادت میں یہ بات دخل  
 تھے جب کہیں سفر کو تشریف لیا کرتے تو سب کے بعد حضرت سیدہ سے رخصت ہونیکو  
 آتے اور انہیں کے مکان سے سفر کو روانہ ہوتے اور جب پلٹ کر آتے تو سب سے  
 اول انہیں کے گھر آتے ایک دفعہ آپ سفر کو گئے تھے اور حضرت علیؑ کو غنیمت میں کچھ تھا  
 آیا تھا انہوں نے لاکے سیدہ کو دیدیا اور آپ سفر میں تشریف لیگئے حضرت سیدہؑ نے  
 دو کنکن چاندے کے بنوائی اور اپنے دروازہ پر پردہ لٹکایا جب حضرت رسول اللہ  
 سفر سے پھرے اور مسجد میں آئے حضرت فاطمہؑ کے گھر گئے وہ خوش ہو کر شوق میں  
 استقبال کو بیٹھیں رسولؐ کی نظر انکے لنگنوں پر جا پڑی اور کیا دیکھتی ہیں کہ دروازہ پر  
 حجرہ کے پردہ لٹکا ہوا ہے حضرت ٹھٹھک رہی اور پلٹ گئے حضرت فاطمہؑ رو پڑیں  
 اور افسوس کر کے کہنے لگے ایسا تو کہی ہوا نہیں تھا پس اپنے دو نو فرزندوں کو بلا

اور پردہ اتار کے ایک صاحبزادہ کے ہاتھ میں دیا اور چوڑیاں نکال کر دوسری فرزند  
 کو دین اور فرمایا اپنے نانا کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور یہ عرض کریا کہ اسکے سوا  
 آپ کے پیچھے میں کوئی بات نہیں کہی تھی جو چاہئے انہیں کیجئے آپ کو اختیار ہے دونوں صاف  
 لدا می اور کو لیک خدمت رسول اللہ کے حاضر ہوئے رسول اللہ نے دونوں کو بوسہ دیا  
 پیار کیا گلی لگایا اور دونوں بہائیوں کو اپنے دونوں انور بیٹھ لایا پھر کسی کو حکم دیا کہ ان  
 دونوں چوڑیوں کو توڑ ڈالو پس ان کو توڑ کے ایک پتھر بنوایا پھر اہل صفہ کو بلایا وہ ایک  
 جماعت پر دسیو نکلی تھی جب کا مدینہ میں گھر ورنہ تھا وہ لوگ کچھ مال متاع رکھتے  
 تھے علی التوکل مسجد میں پڑھ رہے تھے اس کی یاد کرتے تھے اور اونکا بار بوجہ حضرت  
 کے ذمہ پڑھا غرض وہ چاندی اور سبکو بانٹ دی پھر ایک ایک کو بلا کے جسکے پاس  
 ستر کو کپڑا نہ دیکھا اس پردہ میں سے پھاڑ پھاڑ کے تہ بند بنا دی اور اس کپڑے کا عوض  
 بہت کم ہمارا کو ع سجدہ میں اور نکاسہ نظر آجاتا تھا پس عورتوں کو حکم دیا کہ مردوں کی بعد  
 رکوع اور سجدہ سے سر اٹھایا کریں جیسی سے یہ سنت قائم ہو گئی کہ جماعت میں عورتیں  
 مردوں کے بعد میں سر اٹھایا کریں بعد اسکے حضرت نے فرمایا خدا اس پردہ کو بدلے  
 فاطمہ کو جنت کے حصے دی اور اس گنہ کے عوض بہشت کے زیور عطا کرے ایک روایت  
 میں ہے کہ وہ لنگن جنین کے ہاتھوں میں تھی اور پردہ پلاس کا تھا اور جب جنین کے ہاتھ  
 اذنا بری تو وہ رونے لگے پس حضرت نے چاندی کی بالعوض دانت کے لنگن اور دانت کے  
 گلو بند منگو ادنیٰ اور فرمایا میرے اہلیت میں نہیں چاہتا کہ یہ اپنے حصہ کی پاکیزہ  
 چیزیں دنیا میں برت لیں ان روایات مذکورہ کے مطابق ایک روایت منقبت میں  
 لکھی ہے کہ ایک دن حضرت سیدہ نے مناز شب کے بعد دعا مانگی ناگاہ ایک ہالٹ علی  
 کی آواز سنی وہ کہتا ہے امی فاطمہ جو تم طلب کرتی ہو تمہاری جانناز کے نیچے ہے

مصلے کو اٹھا گئے دیکھا تو ایک انگشتری یا قوت بی بھاگی وہاں پائی اٹھا کر انگشت  
 مبارک میں پہن لی اور بہت فرحت حاصل ہوئی جب شب کو سوئیں تو خواب میں کیا  
 دیکھتی ہیں کہ گویا بہشت غنیمت میں ہیں اور وہاں میں محل نظر آئے جیسے مثل سارے  
 بہشت میں نہیں سیدہ نے کسی سے پوچھا کہ یہ محل کس کے ہیں کہنے والے نے کہا فاطمہ و خیر  
 محکم کی ہیں سیدہ کہتی ہیں گویا میں محل کے اندر گئی اور پھر کر اوسی دیکھا کیا دیکھتی ہوں  
 ایک تخت تین پایہ کا ہے ایک طرف کو چڑھا ہوا ہے میں نے پوچھا اس تخت کو کیا ہو گیا یہ کیوں  
 ٹیڑھا ہو رہا ہے وہاں جو تہی انہوں نے عرض کیا اس تخت کے مالک نے خدائے انگہوئی  
 طلب کی پس مالک پایہ نکال کر اوسکی انگشتری تراشی گئی اب یہ تخت تین پاؤں کا ہو گیا ہے  
 جب صبح ہوئی تو سیدہ اپنی باپ کی خدمت میں گئیں اور کل قصہ بیان کیا حضرت نے  
 فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد جماعت دنیا تمہارے واسطے نہیں ہے تمہاری لئے آخرت  
 ہی بنی ہے وعدہ گاہ تمہاری جنت ہے تم دنیا میں لیکر کیا کرو گے دنیا چند روزہ ہے  
 اور فریب باز پھر آنحضرت نے تعلیم کیا کہ انگشتر کو پہر مصلے کے نیچے رکھ دینا انہوں نے  
 ویسا ہی کیا جب سوئیں تو پھر خواب میں دیکھا کہ جنت میں تشریف لگیں اور اوسی محل  
 میں داخل ہوئیں اور تخت کو دیکھا کہ چاروں پاؤں سے کھڑا ہے سیدہ نے اوسکی کیفیت  
 خدام نے عرض کیا کہ مالک تخت نے انگشتری واپس کر دی تخت اپنی حالت پر تیار ہوا جابر  
 انصاری سے منقول ہے کہ ایک روز سال تاب نماز عصر پڑھا کے محراب میں بیٹھی اور صحابہ  
 حضرت کے گرد حلقہ کئے تھے کہ ایک دیر عرب آیا تھا نہایت بوسیدہ لباس پہنے تھا ضعیف  
 سے قوت قیام و نمود نہ تھی رسول خدا اوسکے جانب متوجہ ہو کر جو پایے احوال ہوئے  
 عرب بولایا نبی اللہ میں انکے درگزنہ ہوں مجھ کو کہنا انا کہلائی اور تن سے ننگا ہوں کہہ سنا  
 پہنائی نادار ہوں پروردگار مجھے حضرت نے فرمایا ہمارے پاس تیرے دینے کو اس وقت



کچھ نہیں لیکن چونکہ الدال علی الخیر کھا علی کی کا کرنا اور کرنا اور تو برابر میں ہم بحث کو  
پتہ دیتی ہیں تو اس شخص کے مکان پر جا جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے  
اور اللہ اور رسول اس کو دوست کہتے ہیں وہ دوسروں کو آپ سے مقدم سمجھتا ہے۔ پہر  
بلال سے ارشاد کیا بلال اوٹھ اس کو خانہ زہرا پر پہنچا دے اعرابی بلال کے ساتھ ہو لیا  
جب در سیدہ پر اکڑا ہوا چلا کر کہا السلام علیکم یا اہل بیت النبوة جسکے گہرین  
ملائک آمد و رفت رکھتے ہیں جانب رب العالمین سے روح الامین وحی لاتا ہے جناب  
سیدہ نے کہا وعلیک السلام تو کون ہے وہ بولا ایک بڑا عرب ہوں وورد وراز سے  
مہارے باپ کے پاس آیا تھا اور ای دختر محمد میں برہنہ تن اور گر سنہ ہوں میرے  
ساتھ کچھ سلوک کر اتمہ تجھ پر اپنا رحم کرے راوی کہتا ہے کہ جناب علی وفاطمہ نے  
تین مذہب سے خود کچھ نہیں کہا یا تھا اور رسول اللہ کو یہ بات معلوم تھی الغرض جناب  
سیدہ نے وہ نری کا تہان جس پر حسین استراحت کرتے تھے دکھلا کر یہ کہا اس کو اٹھا لے  
خدا برکت دیگا اعرابی بولا ای جان رسول میں بہوک کی شکایت کرتا ہوں تم کہاں  
عطا کرتے ہو اس بہوک میں میں اس کو کیا کروں گا حضرت سیدہ نے شکرا پنی گلوے  
مبارک سے موسیٰ کا کہہ جو فاطمہ بنت امیر خمرہ نے سوغات میں بھیجا تھا تو کر اعرابی  
پر ڈال دیا فرمایا جا اس کو بیچ لے امید ہے کہ خدا تجھ کو اس کی قیمت میں کچھ عمدہ چیز دے  
اعرابی وہ والا لئی ہوئے خدمت رسول میں حاضر ہوا حضرت دہین بیٹی ہوئی تھے  
عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ کی دختر نے یہ مالا عطا کی ہے اور اس طرح فرمایا ہے  
کہ جا اس کو فروخت کر ڈال خدا تجھ کو فراغت دیگا حضرت بہہ سکر رو پڑے اور فرمایا  
کیونکہ تجھ سے بہمائی نہ کریگا کہ سرفارزان عالم نے تجھ کو یہ بخشا ہے عمار یا سر کھڑے  
ہو گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اجازت ہے کہ میں اس کو خرید لوں فرمایا خرید لے اگر

نام جن واسن بھی اس سو دسے من تیرے شریک ہوں تو خداؤ کو عذاب نہ کر لگا بڑا  
 عمار نے شیخ عربی سے کہا کہ کیا لیکادہ بولا پیٹ بھرائی گوشت روٹی اور تین ڈھکاؤ چا  
 کہ جس سے اپنا ستر کر دن اور اس میں نماز پڑھوں اور ایک دینار راہ خرچ کو کہ گھر تک  
 پہنچ جاؤں حضرت عمار اس زمانہ میں تنگ دست ہو رہی تھے بولی ای عرب نہیں دینار  
 دو سو دسہم ایک چادری اور اپنی سواری میں تجکو دیتا ہوں اور پیٹ بھرائی گوشت دروڑ  
 بھی لے وہ بولا تو کیا بڑا سخی ہے حضرت عمار اسکو اپنے ساتھ لے گئے جو وعدہ کیا تھا وہ  
 عطا کیا وہ اعرابی پلٹ کر خدمت رسول میں آیا حضرت نے فرمایا کہ عربی پیٹ پر گیا  
 اور لباس مل گیا اسنے عرض کی ہاں حضرت قربان جاؤں بلکہ میں تو غنی ہو گیا حضرت  
 نے فرمایا فاطمہ کے سلوک کی اسکو خبر دی اعرابی بولا بار آہا تو ہمارا محبوب ہے اور  
 معبود نہیں ہے تیرے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے اور تو ہمارا رزاق ہے ہر جہت سے  
 خدا عطا کر فاطمہ کو وہ نعمتیں کہ جو کسی کان نے سنی ہوں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں  
 رسول خدا نے فرمایا امین بعد اسکے حضرت نے فضائل جناب فاطمہ کے اصحاب سے  
 نقل کئے کہ خدا نے فاطمہ کو دنیا میں تو یہ دیا ہے کہ میں تو اسکا باپ ہوں کہ تمام عالم  
 میں میرا نظیر نہیں ہے اور علی اسکا شوہر ہے اور اسکا یہ مرتبہ ہے کہ اگر علی نہ ہوتا تو  
 کوئی مرد قابل عقد فاطمہ نہ تھا اور خدا فی اور خدا نے اسکو حسن و حسین دئی کہ عالم میں  
 ایسے سپہ سالار سرور جہان بہشت اور سرور اولاد انبیا حضرت کے رہبر و مقدا و سلطان  
 بیٹے تھے فرمایا کہ وہ بیان کروں انہوں نے عرض کی ارشاد کیجئے فرمایا کہ جبریل نے مجکو  
 خبر دی ہے کہ جب یہ وفات پا کر دفن ہوگی اور نگیرین سوال کرنے آئیں گے اور پوچھیں گے  
 من ربک بتلا تیرا رب کون ہے تو یہ کہی گی اللہ تبارک ہے پھر پوچھیں گے بنی کون کہی گے  
 میو اب پھر پوچھیں گے امام کو یہ کہے گئے یہ جو میری قبر کنارہ ہے کھڑا ہے علی ابن ابیطالب

پہر فرمایا اور زیادہ کردن فضائل فاطمہ کو خدا نے ایک گروہ ملائکت کی نوکری بولی ہے  
 کہ وہ چار طرف سے فاطمہ کی محافظ ہیں زندگی میں اور بعد وفات قبر پر بیشک صلوات  
 بھیجا کریں گے اس پر اسکے باپ پر اور شوہر اور فرزند و پسر پہر فرمایا تم میری زیارت کرے  
 میری وفات کے بعد گویا وہ ملا مجھ سے زندگی میں اور جس نے فاطمہ کی زیارت کی اوس نے  
 میری زیارت کی اور جس نے علی کی زیارت کی گویا اوس نے فاطمہ کی زیارت اور جس نے حسین  
 کی زیارت کی گویا اوس نے علی کی زیارت کی اس عرصہ میں عمار رضی اللہ عنہ نے اوس  
 کو ہر کوشت کا بایا اور چاندینی میں پھینک دیا اور پانچ نامی غلام ہاتھ جوڑواؤں کی اولاد کی پیدائش کو چاہیں کی زیارت کی  
 رسول خدا کے خدمت میں بھیجا اور کھلا بھیجا کہ یہ آپ کا ہدیہ ہے حضرت نے اوس کو  
 جناب سیدہ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا میں نے تجھ کو فاطمہ کو دیا غلام خدمت سیدہ میں  
 آیا اور سب قصہ بیان کیا حضرت سیدہ نے غلام کو آزاد کیا اور مالاکور کہہ لیا غلام  
 ہنس پڑا سیدہ بولیں تو کیوں ہنسا وہ بولا جھکو اس مالکی برکت پر ہنسی آگئے کہ  
 اس نے ہوئی کو سیر کیا تنگے کا تن و تھر کا نادار کو مالدار کیا غلام کو آزاد کر لیا اور پھر پھر اگر  
 اپنے مالک کے پاس آ موجود ہوئی روایت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں رسول اللہ نے  
 کئے نوز جو چکے تھے کہ کچھ کہنا ناوش نہیں فرمایا تھا جب یہوک کے بہت زیادتی  
 ہوئی تو حضرت ایک ایک کر کے ہر نوجوہ کے مکان پر تشریف لیگئے مگر کسیکے پاس  
 کچھ نہ پایا پس حضرت سیدہ کے یہاں آئی اور فرمایا اسی فرزند تیرے پاس کہنا نیکو  
 ہے کہ ہم ہوئی میں وہ بولیں لا واسد کچھ نہیں اپنی اور اپنی بہائیکے قسم جب حضرت  
 پٹ گئے تو سیدہ کے واسطے انکی ایک لونڈی کو دست مبارک سے زور دئی اور کہہ گو  
 یہ سچا سیدہ ہے اوس کو لیکر کانسی چولی کے نیچے لپیٹ دیا اور ڈانک دیا اور کہنے لگی  
 حاضر میں رسول اللہ کے سوا کسی کو نہ دوں گی صاحب کہناؤں کی اور حالت یہ تھی کہ خود بھی

یہودی کہیں پس جناب حسینؑ کو رسول اللہ کے پاس بھیجا جب حضرت تشریف  
 لائے تو عرض کیا اللہ نے ہم کو ایک شے دی ہے مینے اوسکو آپ کے لئے اُٹھا رکھا ہے۔  
 حضرت نے کہا ای فرزند لی اسیدہ نے سر پوش اُٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ گوشت اور  
 روٹی سے پڑھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں اور جان لیا کہ اللہ کی طرف سے ہے پس خط  
 کی حمد اور اسکا شکر بجالائیں اور اپنی باپ پر درود بھیجا اور حضرت کے سامنے لا کر کھیل  
 حضرت نے دیکھتے ہی خدا کی حمد ادا کی اور فرمایا یہ تمہاری پاس کہا لئے آیا وہ بولیں  
 خدا نے دیا اللہ نے رزق دے جسے چاہے بھیاں جناب سول خدا نے کیسکو بھیجا  
 حضرت علیؑ کو بلوایا پس بختن پاک نے ملکر تناول کیا اور سب ازواج بھی نئی شکم سیر  
 ہو کر کہا یا حضرت سیدہ فرماتی ہیں کہ وہ کانسہ بدستور باقی تھا میں نے اپنے ہمسایہ میں  
 تقسیم کیا خدا نے اوس میں بڑی برکت عطا کی جا بڑھتے ہیں کہ صحیفہ بہشتی سے جس میں  
 شریہ اور عراق تھا جناب بختن پاک نے تیرہ روز تک نوش کیا اتفاقاً ام امین نے  
 امام حسینؑ کے ہاتھ میں اسے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کہاں سے تم نے پایا صاحبزادے نے  
 فرمایا ہم تو کئی روز سے تناول کرتے ہیں وہ جناب سیدہ کے پاس آئی عرض کرنی  
 لگی کہ بی بی اگر کنیز کے پاس کچھ ہوتا ہے تو میں بغیر تمہارا درتھا بچوں کے مونہ پر نہیں  
 رکھتے اور آپ کے پاس تحفہ آتا ہے تو ام امین اس سے محروم رہتی ہے جناب سیدہ نے  
 اس میں سے کسی قدر ام امین کو عطا کیا اوسکا کھانا تھا کہ وہ لگن ختم ہو گیا حضرت نے  
 سکر فرمایا اگر فاطمہ تم اس لگن سے ام امین کو نہ کہلاتیں تو یہ لگن تمہاری لئے اور تمہارے  
 اولاد کے لئے قیامت تک کو بس تھا واضح ہو کہ اس قسم کی روایتیں بہت مذکور ہیں  
 غیب سے کہا نا انا گویا اونکے واسطے ایک معمولی بات تھی اس طرح اونکے لئے جنت سے  
 جیلے آتے تھے خاتجہ امین کہا ہے کہ یہود میں شادی تھی چند یہود حضرت رسولؐ کو

پاس آئی اور عرض کی کہ ہم تمہارے ہمساہین ہمارا تم پر حق ہے ہم چاہتے ہیں کہ جناب اپنی  
 خدمت فاطمہ کو ہماری یہاں بھیجیں کہ ہماری شادی کی رونق ہو جاوے اور بہت اونہوں کو بہت  
 حاجت کی حضرت نے فرمایا اس میں ہمارا اختیار نہیں وہ علیؑ کی زوجہ ہے اس کو اختیار ہی نہیں  
 عرض کیا جناب بھی ہماری شفاعت اور سفارش حضرت علیؑ سے اسباب میں فرما دیں کہ غنیمت  
 یہ ہے کہ زمانہ یہود زیور لباس سے خوب آرائش کئے ہوئے تھیں خیال فساد و نکاح یہ تھا اگر  
 فاطمہ اپنی ناداری کی حالت سے یہاں آویگی تو ان کی اہانت ہوگی پس جبریلؑ آئی اور ہستی  
 پوشاک اور گھنٹا لائی جو کہی کسی نے دیکھے نہ سوتے تھے حضرت سیدہؑ اس کو رب تن کیا اور کورنے بہت  
 اور خوشبو کو دیکھ کر لوگ حیران ہو گئے جب سیدہ خانہ یہودیوں میں داخل ہوئیں عورت یہودیہ عظیم کو جھکین  
 اور انکے آگے زمین کے بوسہ دیتی تھی اس کو دیکھ کر بہت سی یہودیہ مسلمان ہو گئی ایک حدیث طوافی میں  
 منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا یہ میری بیٹی فاطمہؑ سیدہ النساء عالم و اولین و آخرین میں میرا چہرہ  
 ہے اور میری نورین اور سیوہ قلب ہے یہ میری ریح اور جو میرے دونوں پہلو میں ہے یہ حوراء ان سے جنت  
 اپنی محراب عبادت میں اپنی حبیل کے سامنے کھڑی ہوتی ہے نور اسکا ملائکات سامان تک چلتا ہے جیسا  
 کہ اکابر کا نور میں پڑ پڑتا ہے اور اندر غر جبل نے ملائکات و ارشاد فرمایا ایسی فرشتہ دیکھو میری کنیز فاطمہؑ  
 کو جو سردار ہے میری تمام کنیزوں کی کہ میری جناب میں کھڑی ہے اور اس کو سب فرشتہ میرے خوض و کانپے  
 میں اور محبوب قلب میری عبادت پر متوجہ ہے میں انکو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس دیا اس کو شیعوں کو  
 اتلس دفعہ سے الحدیث اور فاطمہؑ سے منقول ہے کہ میں اپنے باپ حسینؑ کی اور انہوں کی اپنی بہن  
 حسنہؑ کو سنا امام حسنؑ کہتے ہیں کہ میں اپنی ماں فاطمہؑ کو دیکھا کہ شب جبکہ تمام رات اپنی محراب عبادت  
 میں کھڑی ہیں برابر کعبہؑ پر مشغول ہیں یہاں تک کہ صبح خوبے شن ہو گئی تو میں سناتا ہوں کہ وہ بلبر  
 سونین اور سونات کو واسطے نام نہام دعا کرتے تھیں اور بہت بہت دعائیں مانگتی تھیں اور اپنے  
 واسطے کوئی دعا نہیں کی یہ کہہ ایسا ہی ملائکہ حل و حود فرماتے واسطے دعا کرتی ہوا ان کو واسطے دعا کیوں نہیں

کرتین کہنے لگی مای غزنہ داول ہمسایہ پیر گہر والی پیر امام حسین سے منقول ہے کہ دنیا میں کوئی  
 عبادت گزار فاطمہ کے برابر نہ ہوگا عبادت میں کھڑے کھڑے اوکلی پاؤں ..... ورم کر جاتی تھے اور  
 راشگوئی کا یہ حال تھا کہ عائشہ ہی اقل ہے کئی فاطمہ کے برابر سچا نہیں دیکھا اوسکے باپ کے سوا  
 اور باوجود اس زہد و ریاضت کی خوف خدا اس قدر تھا کہ حدیث میں آیا ہے جب یہ نازل ہوا  
**وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدٌ لَّهُمْ أَجْمَعِينَ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ**  
**جُزْءٌ مَّقْصُودٌ** جتنی کہ جہنم اور نارا وعدہ گاہ ہر سب کا اور دروازہ کو سات دروازہ ہیں ہر ایک کے  
 کے واسطی ایک گروہ گنہگار کو حصہ لگائی گئے ہر تو رسول اللہ نے آیت کو نازل ہونے سے بہت سدا  
 سے گریہ و بکا کیا اصحاب بھی حضرت کو دیکھ کر گریہ و زاری میں مشغول ہوئے مگر کسی کو معلوم نہ تھا کہ  
 جبریل کیا وحی لائی ہیں کیسی عجیب الکتب تھی کہ حضرت سے پوچھ سکیں ہوتو کی بات تھی کہ حضرت  
 رسول اللہ جناب سیدہ کو دیکھ کر فرحان ہو جاتی تھے پس لوگوں نے یہ صلاح ٹھہرائی کہ ایک شخص حضرت  
 سیدہ پاس آؤں گی کہ آیا حضرت خاتون کو آگے جو کہ ہوئے تھے اور وہ چکی پیس ہی تھیں اور کتہی تھیں  
**وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَنفَعٌ** یعنی اللہ کے جو پاس ہو وہ ثواب علیٰ خیر ہو اور میرا یہ صحابہ  
 نے سلام کیا اور حضرت کا حال بیان کیا کہ برابر ایک تار روپی ہیں حضرت سیدہ اٹھیں اور اپنے  
 بدن پر پرانی چادر لپیٹی جو اس قدر پرانی تھی کہ بارگاہ لیف خراسا سے پیوند لگے تھی جب گھر سے نکلیں تو  
 سلمان فارسی حضرت کی چادر کو دیکھ کر بتایا ہو گئے او کہنے لگے افسوس قصیر کسے لے لیں روم  
 و ایران کے بادشاہ تو سندس حریر پہنیں اور محمد رسول اللہ کی دختر کا لباس چہواری چہاں کا  
 وہی بارہ جگہ ہر سکا ہوا جب میں خدمت باکرت سول امین پہنیں عرض کی یا رسول اللہ  
 سلمان نے میری لباس سے تعجب کیا ہوا اس خدا کی قسم جسے مکتور جتنی نبی کیا ہے کہ پانچ برس سے  
 میرے اور علی کے پاس ایک کھال کے سوا اور لباس نہیں آؤں گا سپر اوٹ مانگھا تا ہوا دیکھو  
 ہم اوی کا بستر کرتے ہیں اور ہر ایک کپڑا ہے اور انداز کی جو کی چہاں ہری ہے حضرت رسول



نے فرمایا اے سلمان میری بیٹی گروہ سابقین میں ہے بعد اوسکے جناب سیدہ فروع نے کہا بابا جان  
 قربان جاؤں آپ کو تمہاری رفیقہ کا کیا سبب ہے حضرت ذوالن دو نوا تونکو نازل ہو نیک حال بیان کیا  
 راوی کہتا ہے حضرت خاتون خستہ سنتے کے ساتھ ہی بیہوش ہو کر مرنے لگی گر پین اور بولین میل  
 پیدیل اور فسوس و افسوس ہوا اس شخص پر جو دوزخ میں داخل ہو جب یہ ذکر سلمان نے سنا تو وہ  
 بولی کاش میں ایک سینڈم ہوتا اگر یا ہر والی میرا گوشت پکا کر کھاتے اور کہاں کے پزی  
 اور اوتی اور میں دوزخ کا ذکر نہ سنتا ابوسفنی کہا کیا اچھا ہوتا جو میری ماں باپ ہو جاتی اور بچو نہ ختی  
 کہ یہ دوزخ کا حال سنتا مقدار کہتے تھے کیا خوب تھا جو میں ایک جنگلی پرندہ ہوتا اور حساب کتاب  
 اور عذاب بے پچ جاتا اور یہ ذکر نہ سنتا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کاشکی درندہ میرے گوشت کے  
 پارہ پارہ کر دالتی کاش ماں بھی نہ بنتی جو جہنم کا ذکر سنتی میں آتا ہر حضرت علی اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر  
 رونے لگے اور کہتے تھے ہاں سفر دوزخ اور توشہ اور راہ کم مقدار خدا رحمت کا جانا اور اگر  
 چلنا ان مرضیوں کا کوئی پوچھنی والا نہ ہو گا ان خمیوں کی دوا نہیں ان قیدیوں کو رہائی کجا آئے  
 آگ کو کہا بیگے اور اوسیکو پھینک دیں گے اوسکی پت پت میں الٹ پلٹ ہو گی افسوس یہاں سچو  
 لباس پہنی اپنا ابدان پارہ آتش کے کپڑے پہن گئیں گے وی آج ہم چٹھون میں مل ملکر بیٹھتے ہیں  
 بنگلہ سوئی ہیں اور دوزخ میں کل کو شیطانوں کے ساتھ رہنا پڑیگا جابر نے روایت کی ہے علی علیہ السلام  
 کہ ایک ان جناب سیدہ فروع نے اسے عرض کیا اے بابا جس روز عرصہ تک اے کے سانسو کراہتا ہو گا  
 اور جہنم طے طے ہو جائے گا اور بڑی تکلیف اور مصیبت کا دن ہو گا اور دن میں آپ کو کہاں آؤ  
 حضرت فرمایا اے فاطمہ رحمت پر اور میری ساتھ لوی الحمد ہو گا اور میں شفاعت کرتا ہو گا اپنی امت  
 کی اور رب کی جناب میں وہ بولی اے بابا اگر وہاں نہ ملو فرمایا حوض کوثر پر ملاقات کرنا جب میں سینا  
 کرتا ہوں نگاہی است کو سیدہ فروع کی اے پد اگر وہاں ہی ملاقات نہ ہو تو کہاں ہو گی حضرت فرما  
 فرمایا پل صراط پر ملنا جب وہاں کراہ کر پڑے گا کہتا ہو گا پھر وہ گلا میری است کو بچا دے بولی بی بی علیہ السلام

اگر وہاں ہی زیارت نہ تو پھر کہاں حضرت فرمایا میزان اعمال کے پاس اور میں کہتا ہوں گا  
 خدایا میری امت کو نجات دی مگر کہنی لگیں مگر حضرت سو وہاں بھی ملاقات نہ ہو تو فرمایا کیا رچہ ہم  
 پر وہاں میں جہنم کے شراروں کو اور اسکے شعلوں کو روکتا ہوں گا اپنی امت سوس حضرت سید شکر  
 بنشاش اور شگفتہ ہو گئیں سلمہ و جہابی رافع سے منقول ہے کہ جب جناب فاطمہ علیہا السلام نے توجہ نہ  
 انتقال ہو گا اوس روز چہرہ سے فرمایا کہ پانی تیار کر مینے پانی بھر کر رکھ دیا پس بی بی فاطمہ نے غسل  
 فرمایا بسطح انوکی عادت تھی بلکہ اوس سے بہتر پہ فرمایا نیا جوڑہ لاپس اور سکو پہنا پہر بولیں مکان کو  
 بیچ میں ہمارے لئے فرش کرونی فرش کر دیا آپہ و بقبیلہ ہو کر رخسارہ کے نیچے ہاتھ رکھ کر گئیں  
 اور فرمایا میری قبض روح کا وقت ہو چکا کہوں امت کہ میں غسل کر چکی ہوں بدو ہو چکی یہ مالہ شاکر گشتہ  
 اور جابر سے مروی ہے رسول اللہ نے فرمایا جبکہ روز قیامت ہو گا تو دختر میری فاطمہ ایک ناقہ بہشت پر  
 سوار ہو کر آئنگی جسکے دونوں پہلو گرگشت اور تیار ہو گئی اور مہاراد سکی آبدار موقی کی ہوگی پاؤں  
 اوسکے زمر و سبر کے دم مشک خالص کی آنکھیں یا قوت سرج کی معیزال کی اوسہ نور کی عماری  
 ہوگی کہ جبین اندر کی چیز باہر سے نظر پڑی اور باہر کی چیز اندر سے نظر آوی اندر اوسکے عفو خدا  
 اور باہر اوسکی رحمت خدا فاطمہ کے سر پہ ایک نور کا تاج ہو گا جسکے نشتر گوشہ ہونگے ہر ایک گوشہ  
 جڑاؤ ہو گا موتیوں سے اور علون سے ایسے چمکتے ہونگے جیسے بڑی ستاری آسمان پر چمکتے ہیں  
 وہنی طرف نشتر ہر فرشتہ اور بائیں طرف نشتر ہر فرشتہ اور جبرئیل ہمارے لئے ہو کر پارتی ہونگے  
 آنکھیں بند کر دفاطمہ دختر محمد آتی ہیں پس کوئی نبی اور رسول اور صدیق اور شہید باقی نہ ہوگا  
 جو آنکھیں بند کر لے جب تک کہ گزرنہ ہو جاوین پس اٹھی کر کوشش کو نیچے پیچیں گی اور ناتو سے  
 نیچے تو نیگی اور عرض کریگی الہمی سیدی انصاف کرو میان میر اور اوسکے جسے مجھ پر ظلم کیا ہے خدایا  
 حکم کر مجھ میں اور اس میں جس نے میری اولاد کو قتل کیا پس ناگاہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے اور آنگی  
 ای میری بیای ای میرے صبر کے بیٹی ماگ تو میں دوں گا اور شفاعت کر میں شہر سفارش کو سنو گا

مستم ہے بچہ اپنی عزت اور جلال کی ظالم کا ظلم مجھ سے مخفی نہیں ہے جناب سیدہ عوض کریں گی  
 اسی محبوب میری امی سردار میری میری ذریت کو اور میرے شیعہ کو اور میری اولاد کے  
 شیعہ کو نکو اور میرے محبوب کو اور میری اولاد کے چاہنے والوں کو بخش دی پس اللہ  
 جل جلالہ عم نوالہ فرمائیں گا کہان ہے ذریت فاطمہ اور شیعہ فاطمہ کی اور محب اس کی  
 اور کہان ہیں محب اس کی ذریت کے پس وہ سب حاضر ہونگے اور ملائکہ رحمت اور نیکے  
 پس پیش ہونگے پس جناب سیدہ آگے ہونگی اور اون سب کو لئے ہوئے جنت میں  
 داخل ہونگی **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهَا وَعَلَیْ اَبِیْہَا وَبَعْلِہَا**  
**وَبَنِیْہَا وَذُرِّہَا یٰہَا وَاجْعَلْنَا مِنْہُمْ بِفَضْلِكَ**  
**وَجُودِكَ یَا جَوَادُ یَا کَرِیْمُ اِنَّکَ اَنْتَ**  
**الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَالْفَعْنَابِہِ وَسَاۡءُ الْمُؤْمِنِیْنَ**

**بِحَسْبِیْ اِلَہِ الطَّٰہِرِیْنَ**  
**مَتَّیْ**

|           |     |
|-----------|-----|
| Accession | 908 |
| Subject   |     |





|    |    |              |                 |     |    |          |                   |
|----|----|--------------|-----------------|-----|----|----------|-------------------|
| ۴۳ | ۵  | باقی الرمز   | بابی الزمر      | ۹۰  | ۴  | بہت      | سب                |
| ۴۴ | ۱۱ | اذکروا       | اذکر            | ۹۱  | ۵  | نو       | نویا گیارہ        |
| ۴۵ | ۱۳ | لجاریہ       | یحازیہ          | ۹۲  | ۱۳ | اہل محلہ | اپنی اہل محلہ     |
| ۴۶ | ۱۶ | بکر          | کبر             | ۹۳  | ۱۵ | کناقطع   | قطع               |
| ۴۷ | ۱  | میری         | مجدود میرے      | ۹۴  | ۱۶ | کا       | کا نکاح           |
| ۴۸ | ۳  | ہے           | ہو مٹن اگر وہاں | ۹۵  | ۲۰ | حسن و    | حسن و جمال        |
| ۴۹ | ۵  | السلام       | السلام          | ۹۶  | ۴  | توجہ     | لوجہ              |
| ۵۰ | ۸  | دنیا با جہنم | دنیا با جہنم    | ۹۷  | ۲۰ | نہ       | نہ لڑنے والی جہنم |
| ۵۱ | ۱۱ | استغفر لکھا  | استغفر لکھا     | ۹۸  | ۲۰ | افضل من  | افضل من جہنم      |
| ۵۲ | ۶  | استغفر لکھا  | استغفر لکھا     | ۹۹  | ۱۸ | خیر مزید | خیر مزید          |
| ۵۳ | ۴  | بہی          | بہی             | ۱۰۰ | ۱۱ | تو       | تو                |
| ۵۴ | ۱۱ | چاہتا        | چاہتا           | ۱۰۱ | ۱۵ | جاتی ہے  | جاتی ہے           |
| ۵۵ | ۸  | سندھی        | سندھی           | ۱۰۲ | ۱۶ | چین      | چین کا            |
| ۵۶ | ۱۵ | عہد پر       | عہد پر          | ۱۰۳ | ۳  | رسول     | رسول              |
| ۵۷ | ۱۶ | بہی          | بہی             | ۱۰۴ | ۱۲ | پس جانتا | پس جانتا          |
| ۵۸ | ۱۵ | علی          | علی جیب         | ۱۰۵ | ۵  | تلا یا   | تلا یا یا         |
| ۵۹ | ۱۶ | مکانوں       | مکان            | ۱۰۶ | ۱۲ | جو نامان | جو نامان          |
| ۶۰ | ۶  | ہوتا         | ہو یا           | ۱۰۷ | ۲۰ | امام رضا | امام زمان         |
| ۶۱ | ۸  | وہ           | گمروہ           | ۱۰۸ | ۳  | بیاح     | بلا               |
| ۶۲ | ۸  | مرضی کیا     | کیا             | ۱۰۹ | ۹  | بفاطمہ   | لفاطمہ            |
| ۶۳ | ۱۰ | کوئی         | کوئی کیونکر     | ۱۱۰ |    |          |                   |
| ۶۴ | ۴  | سپر          | سپر             | ۱۱۱ |    |          |                   |
| ۶۵ | ۱۶ | بفاطمہ       | لفاطمہ          | ۱۱۲ |    |          |                   |



مادۃ یارخ طبع از زبذہ الاخیار خواجہ انصاری نصاریٰ بر حقیقی مصنف عالیہ  
قطعہ اول

|   |   |  |
|---|---|--|
| محقق مدق محدث فقیہ<br>آہون فی تبتا تید روح نبی<br>خزانیک وک وکورت العسل<br>لگے فکر تارخ کر نے سہی | جوہیں عالم وزاہد و شعی<br>لکھا حال تزدیج خیر النساء<br>ہوئی شادمان شیعیان علی<br>ہوئی طبع جسد م یہ یاد کرتا | سر بہای مولانا عابد حسین<br>عقید و فطن فلسفے منطقی<br>خواجہ کی گہر گہر میں ماتم ہوا<br>کس فضائل یہ نادر لکھی |
| قطعہ ثانی   | ہوئی اسکے چہنے سے مومن حقیقی  | نہادی یہ ہاتھ لے انصار کو  |
| عال عقد حضرت خیر النساء<br>سکے جسکو ہو گئے سستی ذلیل<br>فکر تہی تارخ کی انصار کو                  | ذی وقار و ذی لیاقت اور عقل<br>ر دکیا داماد کو عثمان کو بہر<br>حافظ و ناصر رہے رطبیل                         | مخترن علم و مہر عابد حسین<br>لکھہ چکو جسد م با سلو جیل<br>کس پیارے طرز لکھا ہے دا                            |
| قطعہ تارخ حکیدہ کلک سید کوئین سید باقر حسین   |   | بولہا ہاتھ بڈ نظیر و بے عدیل   |

|  |   |  |
|--|---|--|
| کی ہر تصنیف یہ ہو لو جھٹائے کتا<br>رج تفصیل ہے ہیں بیان السعید<br>معدن دوخا مخزن الطاف و کرم<br>محبہ صلی علی نور خدے دارین | باقر ساکن کو ال ضلع مظفر نگر ہند<br>فاطمہ حبلی ہیں دلیخ شاخوان جنین<br>ہے قم قصہ زیوج خاں تو ن<br>روزہ شیر خدا بست گنجی کوئین | جلوے مھر و جنتاں کے کیونکر کہیں<br>فخر مریم گلستان سول تعلین<br>گوہر قلزم عصمت دل جان        |
| رد داماد کو عثمان کیا باطرز جدید<br>ناصی خجی کیا کیا ہو سبکی پین<br>فکر تارخ نہی باقر کو تو ہاتھ بولا                      | اور ہر فقرہ ہے اس نسخہ کا نور<br>دیکھا تفصیل علی کا جو سیر امانت<br>بدعتیں تہن چم ورج بیان غیر                                | ہے جلا آئینہ دل کی ہر اک لفظ کا<br>جایا کرو یا ثبات نفاق شخین ہ<br>بارک ادع طبع کیا صا انہین |
|  | اولہ نیز جو طبع قران السعید   |  |





